اثنا عشری شیعہ کے عقائد

سوالاً جواباً

تالیف

عبدالرحمن بن سعد بن علی الشثری

ترجمہ

سلیم اللہ زمان بن محمد اسحاق بن محمد علی الانصاری

تم إعداد هذا الكتاب بالتعاون مع:

موقع البرهان : *www.alburhan.com*

موقع العقيدة : *www.aqeedeh.com*

نام کتاب	:	اثنا عشری شیعہ کے عقائد
جمع وترتیب	:	عبد الرحمٰن بن سعد بن علی الشثری
ترجمہ	:	سلیم اللہ زمان بن محمد اسحاق بن محمد علی الانصاری
ناشر	:	عقیدہ لائبریری www.aqeedeh.com
سال طبع	:	2010ء
تعداد	:	20 ہزار

فہرست مضامین

تقریظ اول

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ الَّذِیۡ اَرۡسَلَ مُحَمَّدًا بَشِیۡرًا وَّ نَذِیۡرًا، وَ دَاعِیًا اِلَی اللّٰہِ بِاِذۡنِہٖ وَ سِرَاجًا مُّنِیۡرًا، وَ فَضَّلَ صَحَابَتَہٗ وَ مَنَحَھُمۡ فَضۡلاً کَبِیۡرًا، فَصَلَّی اللّٰہُ و سَلَّمَ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہٖ وَ صَحۡبِہٖ صَلَاۃً وَّسَلَامًا تُتَتَابِعًا کَثِیۡرًا

”تمام تعریف و ستائش اس اللہ کے لیے ہے جس نے محمد (ﷺ) کو خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر اور اپنے حکم سے اللہ کی طرف بلانے والا اور روشن چراغ بنا کر بھیجا ہے اور تمام تعریف و ستائش اس اللہ کے لیے ہے جس نے آپ (ﷺ) کے صحابہ کو فضیلت عطا فرمائی اور انھیں بہت بڑے فضل سے سرفراز فرمایا، پھر یہ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت محمد ﷺ پر، آپ کی آل پر اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر مسلسل اور بکثرت درود و سلام فرمائے۔“

حمد و صلاۃ کے بعد!

میں نے اس انتہائی قیمتی رسالے کو بغور پڑھا ہے جسے الشیخ عبدالرحمٰن بن سعد الشثری نے جمع و تالیف کیا ہے جو کہ طالبانِ علم میں سے ایک ہیں، موصوف نے اس کتابچے میں اثنا عشری رافضیوں کے عقائد سے متعلقہ معلومات کو یکجا کر دیا ہے، جن عقائد پر وہ کاربند

اور جن کے پھیلانے پر وہ کمر بند ہیں، مزید برآں وہ اپنے ان باطل عقائد کی طرف دعوت بھی دیتے ہیں پھر وہ عوام الناس، کم علم اور جاہل لوگوں کو یہ باور کرواتے ہیں کہ وہ نبی ﷺ کے آل بیت سے محبت رکھتے ہیں باوجود اس کے کہ وہ امام علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور آپ کی بہت زیادہ اولاد میں سے صرف دو کے ساتھ محبت کے دعوے دار ہیں، نبی اکرم ﷺ کے چچاؤں سے، چچا کے بیٹوں سے اور باقی بنی ہاشم سے محبت نہیں کرتے، ابوجود اس کے کہ وہ باقی صحابہ کرام (رضوان اللہ علیہم اجمعین) بالخصوص خلفائے اربعہ بجز حضرت علی رضی اللہ عنہ کے یہ اعلان کرتے ہیں کہ وہ سب کافر منافق اور مشرک ہیں اور پھر مکمل ڈھٹائی اور بے شرمی کے ساتھ ان پر لعنت اور سب وشتم کی صراحت کرتے ہیں بلکہ فحش زبان استعمال کرتے ہیں، جیسا کہ ان کی کتابیں، کیسٹیں اور ان کے داعی صراحت کر رہے ہیں۔

مؤلف نے بتوفیق الٰہی ان چیزوں کو واضح کر دیا ہے جنھیں وہ اپنے سینوں میں چھپاتے ہیں اور جن کا وہ عقیدہ رکھتے ہیں اور ان کی کتابوں سے عبارات کو نقل کیا ہے جن کے مواد کو وہ نشر کرنے کی بھی جرأت نہیں پاتے، لیکن انھی کتابوں نے ان کی عیب کشائی کر کے انھیں رسوا کر ڈالا ہے۔

ہم اس کتاب کے قاری سے یہ امید رکھتے ہیں کہ وہ سنت اور اہل سنت کے بارے میں ان کے کینے اور بغض کو عوام الناس کے سامنے واضح طور پر بیان کرے گا، تاکہ ان کی حقیقت سے نا آشنا ان سے دھوکا نہ کھائیں۔

اور ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ بھٹکے ہوئے مسلمانوں ہدایت نصیب فرمائے، ان کے گمراہوں کو راہ یاب فرمائے اور چالبازوں کی چال کو باطل بنا دے۔ آمین!

صلى الله على محمد و آله و صحبه وسلَّمَ

سماحۃ الشیخ عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن الجبرین

سابقہ رکن فتویٰ کمیٹی

تقریظ دوم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ، وَ صَلَّى اللّٰهُ وَسَلَّمَ عَلٰى عَبْدِهٖ وَ رَسُوْلِهٖ مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى آلِهٖ وَ اَزْوَاجِهٖ وَ اَصْحَابِهٖ .

''تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے اور اللہ تعالیٰ درود و سلام فرمائے اپنے بندے اور اپنے رسول (محمد ﷺ) پر آپ کی آل پر، آپ کی ازواج مطہرات پر اور آپ کے اصحاب پر۔''

بعد از حمد و صلاۃ:

بلا شبہ تمام واجبات میں سے سب سے اہم واجب کام، مسلمانوں کے عقائد کو کجی اور فساد سے بچانے کے لیے کھڑے ہو جانا ہے، اس ضمن میں اہم ترین کام یہ ہے کہ شر و انحراف اور فساد و خرابی سے واقفیت حاصل کی جائے کیونکہ یہ بات زبان زد عام ہے:

((بِضِدِّهَا تَتَبَيَّنُ الْأَشْيَاءُ))

''چیزیں اپنی ضد (متضاد) سے پہچانی جاتی ہیں۔''

اور صحیح البخاری میں حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے آپ ﷺ نے فرمایا:

((كَانَ النَّاسُ يَسْأَلُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْخَيْرِ، وَ كُنْتُ أَسْأَلُهٗ عَنِ الشَّرِّ مَخَافَةً أَنْ وَقَعَ فِيْهِ))

''لوگ رسول اللہ ﷺ سے نیکی کے متعلق سوال کرتے تھے اور میں آپ ﷺ سے برائی کے بارے میں پوچھا کرتا تھا اس اندیشے اور ڈر سے کہیں میں اس میں واقع نہ ہو جاؤں۔''

تو یہ آپ رضی اللہ عنہ کی فقاہت اور سمجھداری کی واضح دلیل ہے۔ اور بلا شبہ جو چیز عام مسلمانوں کے عقائد کے لیے خطرہ بن رہی ہے وہ ہے ''مذہب رافضیت'' یہ مذہب اس سے بالکل الگ اور علیحدہ ہے جسے رسول اللہ ﷺ لے کر آئے ہیں، موجودہ ادوار میں اسے کافی قوت حاصل ہوگئی ہے اور حکومتیں اس سلسلے میں مال کثیر خرچ کر رہی ہیں اور اپنے بہت سے افراد کو اس مذہب کی زمین کے باقی خطوں میں پر زور ترویج و اشاعت کے لیے تیار کر رہی ہے۔

یہ کتاب '' شیعہ کے عقائد'' سوالاً جواباً ایک بڑے شگاف کو بند کر رہی ہے اور ان عقائد کی قبولیت کے درمیان اور ان کے مسلمانوں کے دلوں تک رسائی پانے کے درمیان حائل ہو رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے مؤلف، بھائی عبدالرحمٰن بن سعد الشثری کو جزائے خیر سے نوازے اور انھیں علم دین اور جہاد فی سبیل اللہ میں سے حظ وافر عطا فرمائے۔

اور اللہ تعالیٰ درود وسلام کی برکھا نازل فرمائے اپنے بندے اور اپنے رسول محمد ﷺ پر اور آپ کی آل پر اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر۔

سماحة الشیخ / عبداللہ بن محمد الغنیمان

مدرس مسجد نبوی ﷺ

تقریظ سوم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ، وَالصَّلَاۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی اَشْرَفِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ، نَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِہٖ وَ صَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ، وَبَعْدَ!

''تمام قسم کی تعریفیں اس اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے اور درود وسلام ہوں، تمام انبیاء و رسل کے سردار، ہمارے نبی حضرت محمد ﷺ پر آپ کی آل پر اور آپ کے تمام اصحاب پر، حمد وصلاۃ کے بعد۔

میں نے اس مفید کتابچے کا مطالعہ کیا ہے جو سوال و جواب کی صورت میں، پڑھنے والوں اور فائدہ حاصل کرنے والوں کی آسانی کی خاطر، ایک ایسے واضح موضوع پر لکھا گیا ہے جس کے نشانات ان لوگوں کے نزدیک انتہائی روشن اور منور ہیں، جن کی بصیرتوں اور نگاہوں کو اللہ تعالیٰ نے کتاب وسنت کے نور اور سلف صالحین کے عقیدہ و منہج کی روشنی سے منور فرمایا ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ کے فضل واحسان کا واسطہ دے کر یہ دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں بھی ان میں شامل فرما دے...... لیکن ...... انتہائی افسوس کے ساتھ...... یہ موضوع ان لوگوں کے لیے غیر واضح بلکہ دشوار اور کٹھن ہے جو مسلمانوں کے دین کے حقائق اور ان کے صاف شفاف عقائد سے نابلد اور جاہل ہیں، یا وہ تدلیس اور تلبیس کے ان فتنوں میں پڑے ہوئے ہیں جو سیکولر، غیر مذہبی لوگوں اور رافضیت کے داعیوں، ان کے پچھلگوں اور دیگر اہل بدعت لوگوں سے متاثر ہونے والوں نے ان کے دلوں میں ڈالے ہوئے ہیں۔

یہ موضوع اثنا عشری رافضیت کی حقیقت کو عیاں کرنے کا موضوع ہے۔ یہ آسان

ترین اور واضح ترین کتابچہ، ان لوگوں کی حقیقت اور ان کے علمی و عملی عقائد و نظریات سے پردے اٹھا رہا ہے۔ ان لوگوں کے نظریات و عقائد توحید کی تینوں اقسام یعنی توحید ربوبیت، توحید الوہیت اور توحید اسماء و صفات میں شرک اکبر کی بنیادوں پر استوار ہیں نیز ان عقائد میں بارہ اماموں کی شان میں غلو کا اظہار، پھر ان کے مقابلے میں قرآن کریم اور سنت رسول کریم ﷺ کی دشمنی میں غلو، صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) پر سب و شتم، لعن وطعن اور ان کے مرتد ہو جانے کی باتیں بھی موجود ہیں، پھر انھی باطل نظریات و عقائد کی بنیاد پر بیسیوں ایسے عجیب و غریب اقوال و افعال بھی ملتے ہیں جن میں سے اکثر کی طرف اس مفید کتابچے نے اشارے کر دیے ہیں۔

میں یہاں پر چند امور کی جانب توجہ مبذول کروانا پسند کرتا ہوں:

اول: بلا شبہ یہ کتابچہ...... اگر سوال و جواب کے انداز میں ہے...... طالب علموں کی ضرورتوں کو کافی حد تک پورا کرنے والا ہے کیونکہ اس میں ان لوگوں کے عقائد کا پختہ دلائل کے ساتھ مرکزی خلاصہ موجود ہے اور دور حاضر میں علماء اور طلباء اس چیز کے محتاج ہیں کہ کوئی ایسا نفع مند خلاصہ ہو جو بڑی بڑی اور ضخیم کتابوں کے مطالعے سے بے نیاز کر دے۔

دوم: اس کتابچے کی امتیازی خوبی پختگی اور توثیق ہے کیونکہ اس کی ہر روایت یا ہر قول یا ہر تحریر قوم ہی کی اپنی معتبر کتابوں اور ان کے مستند مصادر اصلیہ سے درج کی گئی ہے۔

سوم: چونکہ ان لوگوں کا مذہب و عقیدہ باطل اور فاسد ہے اس لیے ان کا عقیدہ بہت سے مقامات میں تناقض اور تضاد پر مشتمل ہے، اسی لیے اس کتابچے کے مؤلف نے...... بتوفیق الٰہی...... بعض اوقات اس جانب بھی اشارہ کرنے کی کوشش کی ہے اور پھر ان کی اپنی کتابوں ہی سے، تو یہ صرف اس بھیانک اور خطرناک تضاد کو ظاہر کرنے کے لیے جو قوم کے مذہب میں پایا جاتا ہے تاکہ ان لوگوں سے دھوکہ کھانے والوں کے

لیے عبرت بنے اور ان میں سے جو حق کا راستہ اختیار کرنے چاہے اس کے لیے دعوت بنے...... ہم اللہ تعالیٰ سے سب کے لیے ہدایت کا سوال کرتے ہیں۔

چہارم: عقائد، دوستی اور دشمنی کو ان کے سیاسی، جھگڑوں اور بحث و مباحثہ میں داخل کرنا جائز نہیں ہے جن میں اسلامی امت زندگی گزار رہی ہے...... جس کے نتیجے میں ہمارا کل کا دوست اور ہمارا بھائی جس کے اور ہمارے درمیان صرف اتنا ہی فرق ہے جیسے شافعی اور مالکی کے درمیان ہے...... کہ وہ عقائد فاسدہ اور گمراہ کن نظریات کا حامل دشمن اور کافر بن جائے، جو نہ تو کسی اعتقادی سبب کی وجہ سے اور نہ ہی کسی میزانِ ربانی کی وجہ سے بلکہ صرف تغیر احوال کی وجہ سے بلا شبہ یہ بات کسی ایک سے بھی قبول نہ کی جائے گی یا بالخصوص ان لوگوں سے جو علم اور دعوت الی اللہ کے ساتھ منسوب ہیں جن کا مؤقف اور تر از و ثابت اور راسخ ہی ہونا چاہیے۔

آخر میں ہم اپنے فاضل تحقیق کرنے والے بھائی الشیخ عبدالرحمٰن بن سعد الشثر ی کا شکریہ ادا کرتے ہیں جس نے یہ خلاصہ پیش کرتے ہوئے انتہائی مناسب وقت میں امت کو یہ تحفہ پیش کیا ہے جو کہ امت اسلامیہ کے لیے ایک انتہائی بڑے خطرے کے آنے سے پہلے ڈرانے والے اور خبر دار کرنے والے کی واضح دہائی ہے۔

میں اللہ تعالیٰ سے سوال کرتا ہوں کہ وہ اس کتابچے کے ذریعے سے نفع پہنچائے اور مؤلف کو اور ہر اس شخص کو جو اس کی طباعت و اشاعت میں حصہ دار بنے، انھیں اجر و ثواب سے محروم نہ کرے۔

اور درود و سلام فرمائے اللہ تعالیٰ ہمارے نبی کریم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر اور آپ کی آل پر اور آپ کے اصحاب عظام پر۔

فضیلۃ الشیخ الدکتور عبدالرحمٰن الصالح المحمود

پروفیسر جامعۃ الامام محمد بن سعود الاسلامیہ

مقدمہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الْعَلِيِّ الْكَبِيْرِ، مُجِيْبِ دَعْوَةِ الْمُضْطَرِّيْنَ، وَ كَاشِفَ كَرْبِ الْمَكْرُوْبِيْنَ، وَ مُوْهِنِ مَكْرِ الْمَاكِرِيْنَ، سُبْحَانَهٗ لَا يَهْدِيْ كَيْدَ الْخَائِنِيْنَ، وَ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى خَاتَمِ الْأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ، نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ أَجْمَعِيْنَ، وَ مَنْ تَبِعَهُمْ بِإِحْسَانٍ إِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ .

''تمام تعریف وتوصیف اس اللہ کے لیے جو بلند و برتر ہے، جو پریشان حالوں کی دعا کو قبول کرنے والا ہے، جو غمزدہ لوگوں کی غمی کو دور کرنے والا ہے، جو چالبازوں کی چال اور مکر کو نابود کرنیوالا ہے پاک ہے وہ ذات اقدس جو خائنوں کے فریب کو راہ یاب نہیں کرتا اور درود و سلام ہوں انبیاء و مرسلین کے خاتم، ہمارے نبی کریم حضرت محمد ﷺ پر، آپ کی آل پر، اور آپ کے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر اور ان سب لوگوں پر جو قیامت آنے تک نیکی میں ان کی پیروی کریں گے۔''

اما بعد!

یہ ادائیگی ہے اس کام کی جسے اللہ تعالیٰ نے واجب قرار دیا ہے یعنی دین کی تبلیغ، اس کا واضح بیان، لوگوں کی خیر خواہی، راہنمائی، حق کی دعوت ایک دوسرے کو اس کا پرچار کرنا، اس کی طرف راہنمائی کرنا اور مسلمانوں سے شر و فساد کو دور رکھنے کے لیے حتیٰ الوسع اسباب کو

بروائے کار لانا، ان شرور وفتن سے اہل اسلام کو خبر دار کرنا، تا کہ امت مسلمہ اس شاہراہ پر چلنے والی بن جائے، جس پر اللہ تعالیٰ اسے چلانا چاہتا ہے، جو امت باہم یکجہتی و یگانگت، رواداری اور خیر سگالی کے جذبات رکھنے والی ہو، جو امت اعتقادی طور پر، قولی لحاظ سے اور عملی اعتبار سے دین اسلام کو اختیار کرنے والی ہو، جو امت کتاب وسنت کی دونوں معزز و مکرم وحیوں کو تھام کر رکھنے والی ہو، جن کی برکت سے خواہشات منقسم نہیں ہوتیں اور منہدم کرنے والے افکار و خیالات کوئی راہ نہیں پاتے اور دشمنان اسلام ان پر کسی طرح کی کوئی کامیابی نہیں پاتے۔

جیسے کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَ مَنْ يَّعْتَصِمْ بِاللّٰهِ فَقَدْ هُدِيَ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴾

[آل عمران : ۱۰۱]

''جو شخص اللہ تعالیٰ کے دین کو مضبوط تھام لے تو بلا شبہ اسے راہِ راست دکھا دی گئی۔''

اور اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا ہے:

﴿ وَ اَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ وَ لَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ ذٰلِكُمْ وَصّٰكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴾ [الأنعام : ۱۵۳]

''اور یہ کہ یہ دین میرا راستہ ہے جو مستقیم ہے سو اس راہ پر چلو اور دوسری راہوں پر مت چلو کہ وہ راہیں تم کو اللہ کی راہ سے جدا کر دیں گی، اس کا تم کو اللہ تعالیٰ نے تاکیدی حکم دیا ہے تا کہ تم احتیاط رکھو۔''

بلا شبہ مسلمان اس ہدایت اور دین حق پر قائم و دائم تھے جس پر اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو مبعوث فرمایا تھا جو صحیح منقول اور صریح معقول کے عین موافق و مطابق تھا، تو پھر جب خلیفہ راشدہ امیر المومنین عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ و ارضاہ شہید

کر دیے گئے اور فتنہ بپا ہو گیا تو مسلمان باہم صفین کے میدان میں مد مقابل ہوئے تب ''مارقہ''[1]

① المارقۃ: خارجیوں کے لقبوں میں سے ایک لقب ہے اور خارجی وہ لوگ ہیں جنھوں نے ''مسئلہ تحکیم'' کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلاف خروج اور بغاوت کی تھی، تب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ''نہروان'' کے دن ان سے قتال کیا تھا اور بلا شبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحیح احادیث مبارکہ میں ان سے قتال کرنے کا حکم دیا ہے، صحیحین میں ان کے متعلق دس احادیث موجود ہیں ان میں سے تین احادیث کو امام البخاری رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے اور باقی احادیث کو امام مسلم رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے (ملاحظہ ہو، شرح الطحاویہ: ص۵۳۰) اور ان تمام روایات کو امام ابن القیم رحمہ اللہ نے ''تہذیب السنن، ج: ۴/ ۱۴۸۔۱۵۳ میں بیان کیا ہے ان لوگوں کے عقائد و نظریات اور ان کے فرق کے لیے دیکھا جائے ''الفرق بین الفرق: ص۷۲ و بعد جو امام بغدادی کی تصنیف ہے اور پھر اس کے بعد شہرستانی کی ''الملل والنحل، ج: ۱/ ۱۴۶ و ما بعد اور امام ابن حزم کی کتاب ''الفصل، ج: ۵/ ۵۱۔۵۶ کا مطالعہ کیا جائے۔

دین سے تیزی سے باہر نکل گئے جن کے متعلق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بایں الفاظ پیشگوئی ارشاد فرمائی تھی:

((تَمْرُقُ مَارِقَةٌ عِنْدَ فُرْقَةٍ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ، يَقْتُلُهَا اَوْلَى الطَّائِفَتَيْنِ بِالْحَقِّ))

[مسلم، کتاب الزکوٰۃ، باب ذکر الخوارج و صفاتھم ح: ۲۴۵۸]

''مسلمانوں کے افتراق کے وقت ''مارقہ'' اطاعت سے نکل جائیں گے، انھیں وہ گروہ قتل کرے گا جو دونوں گروہوں میں سے حق کے قریب ترین ہوگا۔''

یہ لوگ اطاعت سے تب باہر نکلے تھے، جب دونوں ثالثوں نے فیصلہ کیا تھا اور لوگ باہم متفرق و منتشر ہو گئے تھے۔

خارجیوں کی بدعت، ظاہر ہونے کے بعد ''تشیع کی بدعات''[1] رونما ہوئیں پھر فرقوں کے فرقے نکلنا شروع ہو گئے جس طرح کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت سی احادیث میں ان کی

خبر دی تھی، ان میں سے ایک روایت وہ ہے جسے امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے، کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

((اِفۡتَرَقَتِ الۡيَهُوۡدُ عَلٰى إِحۡدٰى وَ سَبۡعِيۡنَ فِرۡقَةً، وَ افۡتَرَقَتِ النَّصَارىٰ عَلٰى إِحۡدَى أَوِ اثۡنَتَيۡنِ وَ سَبۡعِيۡنَ فِرۡقَةً، وَ تَفۡتَرِقُ أُمَّتِىۡ عَلٰى ثَلَاثٍ وَّ سَبۡعِيۡنَ فِرۡقَةً)) ②

''یہود اکہتر (۷۱) فرقوں میں بٹ گئے تھے اور نصاریٰ اکہتر (۷۱) یا بہتر (۷۲) فرقوں میں بٹ گئے تھے جبکہ میری امت تہتر (۷۳) گروہوں فرقوں میں متفرق ہو جائے گی۔''

''تشیع'' کوفہ سے نکلے ہیں۔ ③ اسی لیے شیعہ کی باتوں میں یہ باتی ملتی ہے کہ ان کی دعوت پر ماسوائے کوفہ کے مسلمان ملکوں اور شہروں نے لبیک نہیں کہا۔ ④

پھر وہاں سے یہ دعوت دوسرے علاقوں میں پھیلی ہے، اسی طرح ''الارجاء'' کی بدعت بھی کوفہ ہی سے پیدا ہوئی ہے اور '' القدر، الاعتزال'' اور '' النسک الفاسد'' کی بدعات '' بصرہ'' سے نکلی ہیں، جبکہ ''تجہم'' کی بدعت خراسان کے علاقے سے ظاہر ہوئی ہے۔ یہ بدعات دارِ نبوت سے دروی کے لحاظ سے ظہور پذیر ہوتی ہیں۔ ⑤

کیونکہ بدعت صرف جہالت کے سائے میں اور اہل علم و ایمان کی عدم موجودگی میں پروان چڑھتی ہے۔ اسی لیے تو امام ایوب السختیانی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے:

((مِنۡ سَعَادَةِ الۡحَدَثِ وَالۡأَعۡجَمِيِّ أَنۡ يُّوَفِّقَهُمَا اللّٰهُ لِلۡعَالِمِ مِنۡ أَهۡلِ السُّنَّةِ)) ⑥

''بدعت اور عجمی کی خوش قسمتی میں سے یہ بات بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ ان دونوں کی اہل سنت کے عالم کو سمجھنے کی توفیق عطا فرما دیتے ہیں۔''

یہ لوگ بدعت اور فتنے کی آندھیوں اور بگولوں سے بہت جلد متاثر ہو جاتے ہیں کیونکہ

ان میں ان کی ضلالت کی معرفت اور ان کے عیوب کی شناسائی کی قدرت بہت کمزور ہوتی ہے۔

❶ منهاج السنة : ۱/۲۱۸-۲۱۹۔

❷ مسند أحمد : ۵/۵۹۔ اس حدیث کے بارے میں ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں : "حدیث صحیح مشهور فی السنن والمسانید"۔ مجموع الفتاویٰ : ۳/۳۴۵۔

❸ مجموع الفتاویٰ : ۲۰/۳۰۱۔

❹ "بحار الأنوار الجامعة الدار أخيار الأئمة الأطهار" ج : ۱۰۰/۲۵۹۔انھی کے شیخ محمد باقی المجلسی (متوفی : ۱۱۱۱ھ) کی کتاب۔

❺ مجموع الفتاویٰ : ۲۰۲/۳۰۰-۳۰۱

❻ " شرح أصول اعتقاد أهل السنة" للالكائی : ۱/۶۰۔

یہی وجہ ہے کہ بدعت کا مقابلہ کرنے کے لیے اور فرقہ بندی کی بیخ کنی کے لیے بہترین منہج یہ ہے کہ لوگوں کے درمیان اور سنت سے باہر نکلنے والے گمراہوں کے درمیان سنت کی اشاعت کی جائے اسی لیے تو ائمہ اہل سنت اس کام کو لے کر اٹھے ہیں، انھوں نے اہل بدعت کے حال کو واضح کیا ہے، ان کے شبہات کی تردید پیش کی ہے جس طرح کہ امام احمد نے زندیقوں اور جہمیوں کا رد کیا ہے، امام البخاری رحمہ اللہ نے جہمیوں کی تردید کی ہے، امام ابن قتیبہ رحمہ اللہ نے جہمیوں اور مشبہہ کی خوب خبر لی ہے اور امام الدارمی رحمہ اللہ نے مبشر المریسی وغیرہ کی تردید میں خدمات پیش کی ہیں۔

اور یقیناً ہم اس زمانے میں زندگی بسر کر رہے ہیں جس میں جہان دنیا ایک دوسرے کے سامنے کھل چکا ہے حتیٰ کہ مسلم ممالک میں مخلوط مجمعے بہت زیادہ ہو چکے ہیں، اہل فرق کی تعداد بے شمار ہو چکی ہے، اس ماحول میں دیگر امتیں ہم پر چڑھائی کرتی آ رہی ہیں، جس طرح کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے، کہتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((يُوشِكُ أَنْ تَدَاعَى عَلَيْكُمُ الْأُمَمُ مِنْ كُلِّ أُفُقٍ كَمَا تَدَاعَى الْأَكَلَةُ

عَلٰى قَصْعَتِهَا))

''قریب ہے کہ ہر جہت سے قومیں تم پر اس طرح یکبارگی سے ہلہ بول دیں جس طرح کھانے والے اپنے دستر خوان پر ٹوٹ پڑتے ہیں۔''

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہم نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا اس دن ہم تعداد میں قلیل ہوں گے؟ فرمایا:

((أَنْتُمْ يَوْمَئِذٍ كَثِيْرٌ، وَلٰكِنْ تَكُوْنُوْنَ غُثَاءً كَغُثَاءِ السَّيْلِ، تُنْتَزَعُ الْمَهَابَةُ مِنْ قُلُوْبِ عَدُوِّكُمْ، وَ يُجْعَلُ فِيْ قُلُوْبِكُمُ الْوَهْنُ))

''تم اس دن کثیر تعداد میں ہوں گے لیکن تم ایسے ہو گے جیسے سیلاب کی سطح پر خس و خاشاک، تمھارے دشمنوں کے دلوں سے ہیبت نکال لی جائے گی اور تمھارے دلوں میں ''وہن'' ڈال دیا جائے گا۔''

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، ہم نے دریافت کیا: وَھَن کیا ہے؟ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے:

((حُبُّ الْحَيَاةِ وَ كَرَاهِيَّةُ الْمَوْتِ)) [1]

''زندگی سے محبت اور موت سے کراہیت۔''

اور اس کے بالمقابل ایک وقت سے بہت سے صاحبان علم کی منظر سے روپوشی، ایک حدیث سے اعتقادی مسائل میں امت کو بیداری و آگاہی دینے میں غفلت و لاپرواہی اور اور پھر اسی غفلت و کوتاہی کی حالت میں طریقہ ہائے تعالیم کی طرف قدمی، اعتقادی اہلیت کی کمزوری کے ساتھ، مسلمانوں کی اولاد کے دلوں میں مسلمہ اعتقادات کی عدم پختگی، عقیدۂ سلف کی آبیاری سے دور رکھنے والے عوامل کی موجودگی اور پھر ان سے باز رکھنے والے عوامل کا قائم ہو جانا۔ ایسے اسباب ہیں جو مسلمانوں کو اضطراب و بے چینی میں مبتلا کیے ہوئے

ہیں، ان کو مندرجہ ذیل دو غایتوں اور مقاصد میں یوں بیان کیا جا سکتا ہے:

اول: مسلمان اور کافر کے درمیان، اہل سنت و اہل بدعت کے درمیان دوستی اور دشمنی کی آڑ کو منہدم کر دینا جسے ترکیب جدید اور نئی اصطلاح میں ''نفسی حد فاصل'' کا نام دیا جاتا ہے، جسے بعد ازاں گمراہ کن خیالات وتفکرات کے تحت توڑ دیا جاتا ہے۔ روا داری، قالین قلوب، انتہا پسندی کا خاتمہ، کنارہ کشی، بے جا طرف داری، انسانیت [2] اور عالمگیریت [3] جیسے روشن خیالی کے الفاظ سے تعبیر کیا جاتا ہے، جن کی حقیقت ''تخریبی مشورہ جات'' ہیں۔ ان تمام کا مقصد وحید، اپنے دین کو مضبوطی سے تھامے ہوئے مسلمان کو صفحہ ہستی سے ختم کرنا ہے۔

دوم: دینی جہالت کو عام کرنا حتیٰ کہ ہار بکھر جائے، امت منتشر ہو جاء اور مسلمان بلا قیمت ہی اس کے ہاتھوں میں اور ان کی گروہ بندیوں اور پارٹیوں کے جھنڈے تلے چلا آئے۔ ان کے علاوہ وہ تمام پراگندہ فکری بحران بھی ان کے مدنظر ہیں جن میں مسلمان زندگی گزار رہے ہیں۔ جس چیز نے ان مسلمانوں کی زندگی سے توازن ختم کر دیا اور ان کے اجتماعی سہارے کو مضمحل بنا دیا ہے وہ ہے ''عقیدے کی وحدت'' کا بحران، پھر ہر کسی نے مذکورہ اسباب کے گھاٹ سے پانی پیا ہے، کسی نے ایک بار اور کسی نے دوبار، جس کے نتیجے میں عیب اور خرابی پیدا ہوئی، سیاہی اور تاریکی چھا گئی اور بصیرت دینی ماند پڑ گئی۔ اہل بدعت اور اہل خواہش نے اپنی بدعات وخواہشات کو پھیلانے کے لیے میدان کو کھلا پایا حتیٰ کہ عقیدہ پر کس و ناکس کے ہاتھ میں بازیچہ بن گیا، بلکہ یہ معاملہ ہر تعبدی معاملے میں شروع کر دیا گیا، جس میں نت نئی بدعات شروع کر دی گئیں جن پر کوئی دلیل بھی نہیں تھی اور معاملات کو قرآن وحدیث کی نصوص اور اصلی موارد سے لینے پر اکتفا نہیں کیا گیا۔

ایسے اہل بدعت کی گردنیں دراز ہوتی گئیں، جہالت پھیلتی گئی اور بدعتی لوگ زمین میں

فساد پھیلاتے گئے، یہی بدعات وخواہشات قوم درقوم اورنسل درنسل آگے منتقل ہوتی رہیں، ہزاروں مسلمانوں کے بارے میں ہم نے سنا ہے اور کتنے ہی اسلامی ملکوں کے بارے میں ہم نے پڑھا ہے وہ ایسے ایسے طریقے اور مذہب اختیار کرتے رہی ہیں جنھیں اسلام نے مٹا ڈالا تھا اور دنیا سے نیست و نابود کر دیا تھا، اب مسلمانوں کی حالت زار یہ ہے کہ پھر سے انھی غلط کاریوں اور تباہ کاریوں کی حرارت میں بھسم ہو رہے ہیں اور ان کی کڑواہٹ کو خواہی نخواہی گھونٹ گھونٹ پی رہے ہیں۔ [4]

❶ أحمد، ح : ٢٢٣٩٧۔ و أبو داوٗد، باب فی تداعی الأمم ...... الخ، ح : ٤٢٩٧۔ وابن أبی شیبة، ح : ١٣٩۔کتاب الفتن، وصحه الألبانی فی صحیح الجامع : ٨١٨٣۔

❷ شیخ بکر أبو زید نے اللہ تعالیٰ کی توفیق سے کہا ہے : یہ نظیر ہے ان تین ذرائع ترغیب کی جن کے ''ماسونی'' فرقے کے لوگ دعویدار ہیں آزادی، اخوت اور مساوات یا سلام، رحمت اور انسانیت یہ لوگ ''جدید روحانیت'' کی دعوت دیتے ہیں اور یہ فرقہ روحوں کے حاضر ہونے کے عقیدہ پر قائم ہے، ان لوگوں کے نزدیک مسلمان کی روح، یہودی کی روح، نصرانی کی روح اور کسی بدھ مت مذہب کے پیروکار کی روح اور دیگر مذہب باطلہ کے پیروکاروں کی روح سب برابر ہیں اور یہ دعوت تخریب کار عالمی صہیونی دعوت کا ایک حصہ ہے، جس طرح کہ استاذ محمد حسین رحمہ اللہ نے اپنی کتاب " الروحیة الحدیثه دعوة هدامة/ تحضیر الأرواح و صلته بالصهیونیة العالمیة" میں اس عقیدے کے خطرات کو بیان کیا ہے مزید ملاحظہ کریں: ''الإبطال لنظریة الخلط بین الأدیان :ص٦''

❸ عالمگیریت : دور حاضر کا ایک مذہب ہے جو دنیا میں پائے جانے والے متعدد مذاہب سے چھٹکارا پانے کے لیے حقیقت واحدہ کو تلاش کرنے کی طرف دعوت دیتا ہے، اس مذہب کی غرض و غایت '' اسلام میں کیڑے نکالنا اور اس کی بیخ کنی کرنا ہے۔'' (معجم المناهی اللفیظیة للشیخ بکر أبوزید، ص : ٢٧٠۔٣٧١)

❹ " هجر المبتدع" للعلامه بکر بن عبدالله أبوزید، ص : ٥۔٦ بتصرف۔

اسی لیے میں نے عزم کیا ہے کہ امامیہ شیعہ اثنا عشری کے عقائد کے متعلق سوال و جواب کی صورت میں تحریر کروں، اس سلسلے میں، میں نے اختصار کو مناسب سمجھا اور پھر

اختصار کا بھی نچوڑ اور خلاصہ پیش کرنا مناسب دیکھا ہے۔

اس سلسلے میں میرے پیش نظر مندرجہ ذیل مقاصد ہیں: دینی فرائض کی یاد دہانی، ان مسلمانوں کو بچانے کی کوشش کرنا جو اس فتنے میں واقع ہو چکے ہیں، دینی حفاظت کے جذبے کا اظہار، اسلام اور اہل اسلام کے اوپر ہونے والے حملوں سے بچاؤ۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے فرمایا ہے:

''علم میں دسترس رکھنے والوں پر امت کے حوالے سے یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ علم دین کی حفاظت کریں اور اس کی تبلیغ کریں، جب وہ علم دین کی تبلیغ نہ کریں گے یا اس کی حفاظت کا حق ادا نہ کریں گے تو یہ ان کی طرف سے مسلمانوں پر سب سے بڑا ظلم ہوگا۔''

اسی لیے تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

﴿ اِنَّ الَّذِیۡنَ یَکۡتُمُوۡنَ مَاۤ اَنۡزَلۡنَا مِنَ الۡبَیِّنٰتِ وَالۡهُدٰی مِنۡۢ بَعۡدِ مَا بَیَّنّٰهُ لِلنَّاسِ فِی الۡکِتٰبِ اُولٰٓئِكَ یَلۡعَنُهُمُ اللّٰهُ وَیَلۡعَنُهُمُ اللّٰعِنُوۡنَ ﴾

[البقرة : ١٥٩]

''جو لوگ ہماری اتاری ہوئی دلیلوں اور ہدایت کو چھپاتے ہیں باوجودیکہ ہم اسے اپنی کتاب میں لوگوں کے لیے بیان کر چکے ہیں، ان لوگوں پر اللہ کی اور تمام لعنت کرنے والوں کی لعنت ہے۔''

ان لوگوں کے کتمانِ علم کا نقصان جانوروں، مویشیوں وغیرہ تک بھی جا پہنچتا ہے، اسی لیے ان پر سب لعنت کرتے ہیں حتیٰ کہ جانور مویشی بھی۔ [1]

مزید یہ کہا ہے ''اہل بدعت کی تردید کرنے والا مجاہد ہے۔''

پھر یہ بھی فرمایا ہے کہ یحییٰ بن یحییٰ یہ فرمایا کرتے تھے:

((اَلذَّبُّ عَنِ السُّنَّةِ اَفۡضَلُ مِنَ الۡجِهَادِ)) [2]

''سنت کا دفاع کرنا جہاد سے بھی افضل ہے۔''

امام الذہبی رحمہ اللہ نے یہ اضافہ کیا ہے'' میں نے یحییٰ سے دریافت کیا، ایک آدمی اپنا مال خرچ کرتا ہے، اپنی جان کو مشقت میں ڈالتا ہے اور پھر جہاد کرتا ہے کیا یہ آدمی پھر بھی اس سے افضل ہی ہے؟ تو جواب میں فرمایا: ''جی ہاں! بہت زیادہ۔''③

بلا شبہ سلف صالحین اور ائمہ کرام رحمہم اللہ نے بدعات پر انتہائی شدت سے گرفت کی ہے اور زمین کے اطراف و اکناف سے ان لوگوں کو منظر عام پر لائے ہیں اور پھر ان کے فتنوں سے پوری قوت علمی کے ساتھ آگاہ کیا ہے، لوگوں کو ان کی بدعات سے خبردار کیا ہے اور پھر بدعات کے ضمن میں اس قدر مبالغہ سے کام لیا ہے کہ اتنا مبالغہ دیگر فواحش، ظلم، عدوان اور منکرات کے بارے میں نہیں لیا، جس کی وجہ یہ ہے کہ بدعت کی مضرت اور نقصان، دین کو گرانے کے اعتبار سے اور دین کے برعکس چلنے کے اعتبار سے سب سے شدید ترین ہے۔④

ابو الوفاء بن عقیل نے فرمایا ہے:

''جب تو کسی دور کے مسلمانوں کا اسلامی مقام و مرتبہ جاننا چاہے تو جامع مسجدوں کے دروازوں پر ان کی بھیڑ اور ازدحام کو نہ دیکھو اور نہ ہی میدان عرفان میں ان کی لبیک کی صداؤں پر کان دھر بلکہ صرف شریعت کے دشمنوں کے مقابلے میں ان کی استقامت اور دفاع پر نگاہ ڈال لے۔ ابن الراوندی اور المعری ان پر اللہ کی بے شمار لعنتیں ہوں، انھوں نے اپنی زندگیاں نظم و نثر لکھنے میں گزار دی ہیں۔ ایک کہتا ہے:

'' یہ خرافات ہیں۔'' اور المعری کہتا ہے: ''ان لوگوں نے باطل کی تلاوت کی اور تیز دھار تلواروں کو چمکایا ہے اور'' ہم نے تصدیق کی۔'' کے بول بولے ہیں، ہم کہتے ہیں: '' جی بالکل ٹھیک ہے، اس نے باطل سے اللہ تعالیٰ کی کتاب مراد لی ہے یہ لوگ برسوں زندہ

رہے، اب ان کی قبروں کی تعظیم ہو رہی ہے، ان کی تصانیف کو خریدا جا رہا ہے، یہ سب باتیں دینی سرد مہری اور دلوں کی ایمانی کمزوری پر واضح دلیل ہیں۔ ⑤

❶ مجموع الفتاویٰ، ج : ۱۸۷/۳۸۔
❷ مجموع الفتاویٰ، ج : ۱٤/۳۔
❸ سیر أعلام النبلاء، ج : ۵۱۸/۱۵۔
❹ مدارج السالکین، ج : ۳۷۲/۱ بتصرف۔
❺ الأداب الشرعية لابن مفلح، ج : ۲٦۸/۱۔

اور میں اللہ عزوجل سے دعا گو ہوں کہ وہ اس کتابچے کو اور اس مسودے کو اس سنت جاریہ پر کاربند ہونے کے لیے، مسلمانوں کی جہادی اور حرمات اسلام سے دفاع کرنے والی زندگی میں، نفوس کو بیدار کرنے کے لیے ایک بابرکت سبب بنائے، بلا شبہ یہ عمل ان تعبدی حقوق اللہ میں سے ہے جنھیں جہاد، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کہتے ہیں، بالخصوص دور حاضر میں اس عمل کی انتہائی زیادہ ضرورت بھی تھی کیونکہ خواہشات و بدعات کا حملہ شدید تر ہے اور ان کے راستے بھی لا تعداد ہیں، کیونکہ ہمارے درمیان گمراہ کرنے والوں، فتنہ، بازوں اور ہمیں دبوچنے والوں کی کثرت ہے جو اپنے مشن میں پوری طرح کمر بستہ ہیں جو اپنی ردی اور فضول آراء سے دلوں کو بیمار بنا دیتے ہیں ایسی آراء جو ایک دوسری کو مزید بودی اور لایعنی بنا دیتی ہیں مثلاً عَلْمنه (سیکولرازم) لبرالیه (منافقت) حَدَاثه (جدت پسندی) تنویرية (روشن خیالی) عصرانیه (مطلب پرستی) اور اباحیه (فحاشی وعریانی) وغیرہ۔ مذکورہ تحریکیں جو جھوٹ اور ناپختگی والی دعوت پر مبنی ہیں سب کی سب ادیان کی آزادی ادیان کی اجتماعیت اور پورے جہان کے تمام ادیان کی دوستی کے پردے میں چھپی ہوئی ہیں...... ان شاء اللہ یہی سست رو دعوت راہ سنت اور دیگر مذاہب کا درمیان قربت کا باعث بنے گی اور ان تمام تحریکات کو...... جو دوستی اور دشمنی کے اسلامی قاعدے ضابطے کو دلوں سے اکھیڑ رہی ہیں...... قریب لانے کا باعث بنے گی، جنکے متعلق ارشاد باری تعالیٰ ہے :

﴿ وَ لَا تَتَّبِعُ اَهُوَآءَ هُمُ وَ احُذَرُهُمُ اَنُ يَّفُتِنُوُكَ عَنُ بَعُضِ مَآ اَنُزَلَ اللّٰهُ اِلَيُكَ ﴾ [البقرة : ٤٩]

''اوران کی خواہشوں کی تابعداری نہ کیجیے اوران سے ہوشیار رہیے کہ کہیں آپ کو اللہ کے اتارے ہوئے کسی حکم سے ادھرادھر نہ کریں۔''

ان خواہشات میں سے سب سے الم ناک اور تکلیف دہ امر یہ ہے جو علام کفر کا منصوبہ ہے کہ سنت اور حاملین سنت پر اعتراضات کی بوچھاڑ کر دی جائے ان کا مذاق اڑایا جائے ان کے شعائر سے ٹھٹھا کیا جائے، ان کے متعلق زبان درازی کی جائے اور یہ میدان باطل پرستوں کے لیے وسیع ترین میدان ہے جس میں باطل پرست شب و روز اور خفیہ اعلانیہ اپنا سفر جاری رکھے ہوئے ہیں۔

اوران خواہشات میں سے نہایت برا امر یہ ہے جو ہم میں سے ایک دوسرے کی ٹانگیں کھینچنے والے اور دوسروں کو ناکام بنانے کی فکر میں رہتے ہیں، آپ ایسے کئی حضرات کو پائیں گے جو حق کو چھپانے والے، علم کو خرچ کرنے میں بخل سے کام لینے اور تنقید و تقصیر کے تیروں سے اپنوں ہی کو لہولہان کرنے والے ہوں گے، جب اس کے دینی اور اسلامی بھائی سنت کی تائید ونصرت کے لیے کمر بستہ ہوتے ہیں تو یہ بھی تنقید و تقصیر کے ہتھیاروں سے مسلح ہوکران کے پیچھے پڑ جاتے ہیں۔

امام ابن القیم رحمہ اللہ نے کہا ہے، اس شخص کا کونسا دین ہے اور یہ کون سی بھلائی ہے جو شخص دیکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے محارم کی دھجیاں اڑائی جا رہی ہیں اور اس کی حدود کا ضیاع ہورہا ہے، اس کا دین چھوڑا جا رہا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے روگردانی کی جا رہی ہے اور وہ ابھی تک ٹھنڈے دل والا ہے، خاموش زبان والا ہے، یہ تو گونگا شیطان ہے؟

جس طرح باطل اور گمراہی کی بات کرنے والا ناطق شیطان ہے، یقین مانیں دین کی آفت ومصیبت صرف اور صرف انھی لوگوں کی طرف سے ہے!! یہ لوگ ایسے ہیں جب تک

ان کے خورد ونوش کے ذرائع اور ان کی سرداری وحکومت سلامت رہتی ہے، تب تک انھیں کچھ پرواہ نہیں ہوتی خواہ دین پر کیسے ہی حالات بن جائیں ان میں سے بہترین وہ شمار ہوتا ہے جو غمزدہ ہو کر زبان ہونٹوں پر پھیر لینے والا ہے، اگر اسے اپنی وجاہت یا دولت کے معاملے میں جس میں اسے قدرے ملامت اور عیب کا احساس ہوتا ہے کوئی گزند یا آفت پہنچتی ہے تو وہ بطیّب خاطر مال خرچ کرتا بلکہ بے دریغ دولت لٹاتا ہے اور پوری قوت لگاتا بلکہ ایڑی چوٹی کا زور لگا دیتا ہے اور پھر وہاں اپنی وسعت کے مطابق ناپسندیدگی کے تینوں مراتب کا استعمال کرتا ہے (یعنی ہاتھ، زبان اور دل کا مقدور بھر استعمال کرتا ہے) یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں گرنے اور اس کی ناراضی پانے کے ساتھ ساتھ دنیا میں عظیم مصیبت میں مبتلا کیے جاتے ہیں اور انھیں شعور تک نہیں ہوتا اور وہ عظیم ترین مصیبت ہے ''دلوں کا مردہ ہونا'' کیونکہ یہ تو دل ہی ہے جیسے جیسے اس کی حیات کامل ہوتی ہے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانیوں پر اس کا غصہ قوی ہوتا جاتا ہے اور دین کے لیے اس کی حمایت ونصرت کامل تر ہوتی جاتی ہے۔ [1]

ایک شبہہ : کوئی کہنے والا یہ کہہ سکتا ہے کہ اس کتابچے میں حقیقت مذہب شیعہ اثناعشری کو نمایاں اور عیاں کرنے کا کیا فائدہ ہے کیونکہ اس ٹیکنالوجی کے عروج میں کوئی شخص پیش قدمی کر سکتا ہے اور نہ ہی کوئی پیچھے رہ سکتا ہے مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ چاہے؟

ازالہ : بے شک اللہ تعالیٰ کی کتاب اور اس کے رسول ﷺ کی سنت نے اس امر کی رہنمائی فرمائی ہے کہ اس امت میں ایک گروہ ہمیشہ اس حق کا دامن تھامے رکھے گا جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو مبعوث فرمایا ہے یہاں تک کہ قیامت قائم ہو جائے، جیسے کہ آپ ﷺ کا یہ فرمان اقدس موجود ہے:

((لَا تَزَالُ مِنْ أُمَّتِي أُمَّةٌ قَائِمَةٌ بِأَمْرِ اللّٰهِ لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ خَذَلَهُمْ وَلَا مَنْ خَالَفَهُمْ، حَتّٰى يَأْتِيَهُمْ أَمْرُ اللّٰهِ وَهُمْ عَلٰى ذٰلِكَ)) [2]

''میری امت میں ایک جماعت ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے امر پر قائم رہے گی ان کو ناکام بنانے والا ان کا کوئی نقصان نہ کر سکے گا اور اور نہ ہی کوئی ان کی مخالفت کرنے والا (اپنے مقصد میں کامیاب ہوگا) حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ کا امر یعنی فیصلۂ قیامت آ جائے اور وہ جماعت اس حال پر قائم ہوگی۔''

اور بلا شبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت ضلالت و گمراہی پر جمع نہیں ہوگی جس طرح کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

((إِنَّ اللّٰهَ لَا يَجْمَعُ أُمَّتِيْ...... أَوْ قَالَ أُمَّةَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى ضَلَالَةٍ، دَيَدُ اللّٰهِ عَلَى الْجَمَاعَةِ)) ③

''یقیناً اللہ تعالیٰ میری امت کو یا فرمایا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو...... گمراہی و ضلالت پر جمع نہیں ہونے دے گا اور اللہ تعالیٰ کا ہاتھ جماعت پر ہے۔''

اور فرمایا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

'' مجھ سے پہلے کوئی نبی بھی ایسا نہیں ہوا جسے اللہ تعالیٰ نے کسی امت کی طرف مبعوث کیا ہو مگر اس کی امت میں اس کے ایسے حواری اور ساتھ ہوئے ہیں جو اس کی سنت کو اختیار کرتے تھے اور اس کے حکم کی پیروی کرتے تھے، پھر ان کے بعد ایسے نا خلف آتے تھے جو ایسی باتیں کہتے تھے جو خود نہیں کرتے تھے اور وہ ایسے ایسے کام کرتے تھے۔ جو انھیں کہے نہیں گئے تھے۔ اور میری امت میں بھی ایسے لوگ ہوں گے تو جو شخص ان سے اپنے ہاتھ سے جہاد کرے گا وہ مومن ہوگا اور جو شخص ان سے اپنی زبان سے جہاد کرے گا تو وہ بھی مومن ہوگا اور جو ان سے اپنے دل سے جہاد کرے گا تو وہ بھی مومن ہوگا اور اس سے نیچے رائی کے دانے برابر بھی ایمان نہیں ہوگا۔'' ④

❶ إعلام الموقعين، ج: ٢/١٢١۔

❷ بخاری، باب سؤال المشرکین أن یریهم النبیﷺ ...... الخ، ح : ٣٦٤١۔
❸ الترمذی، باب ما جاء، فی لزوم الجماعة ...... الخ، ح : ١١/٣۔ "لَا تَجْتَمِعُ أُمَّتِی عَلٰی ضَلَالَةٍ" تو اس جملے کو العینی رحمہ اللہ نے "عمدہ القاری"، ۵۲/۲، میں ضعیف قرار دیا ہے۔
❹ مسلم، باب بیان کون النهی عن المنکر من الإیمان...... الخ، ح : ٥٠۔

اور دل کا کسی برائی سے مانوس نہ ہونا بلکہ اسے نا پسند کرنا ہی "ایمان" ہے تو جب دل میں یہ کیفیت پیدا ہو جائے تو سمجھ لو کہ اس دل میں ایمان ہے اور جب دل نیکی کی پہچان اور برائی کا انکار کرنے سے نا اہل ہو جائے تو سمجھ لو کہ اس دل سے یہ ایمان اٹھ گیا ہے۔

اور اس بات میں کوئی شک و شبہہ نہیں ہے کہ اس فرقوں کے حال کو بیان کرنا جو جماعت سے نکل چکے ہیں اور جو سنت مطہرہ سے دور جا چکے ہیں اس لیے ضروری ہے تا کہ التباس ختم ہو جائے لوگوں کے سامنے حق عیاں ہو جائے، اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا پسندیدہ دین نشر ہو اور کتاب وسنت کی مخالفت کرنے والے گروہ پر حجت قائم ہو جائے تا کہ جو ہلاک ہو وہ دلیل پہچان کر ہلاک ہو اور جو زندہ رہے وہ دلیل کے ساتھ زندہ رہے اور حق کسی کے سامنے بھی مخفی نہ رہے یہ لوگ اپنے پیروکاروں کو شبہات اور بے بنیاد اقوال کے ساتھ گمراہ کرتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ ان فرقوں کے پیروکار جو کتاب وسنت کے برعکس چلتے ہیں وہ یا تو زندیق ہوتے ہیں یا جاہل، لہٰذا ضروری ہے کہ جاہل کو تعلیم دی جائے اور زندیق کے حال کو منکشف کیا جائے تا کہ اسے معرفت مل سکے اور وہ خبردار و آگاہ ہو سکے۔

کتاب وسنت کی مخالفت کرنے والے "پیشوایان بدعت" کے احوال کو باتفاق مسلمین بیان کرنا واجب ہے حتیٰ کہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے دریافت کیا گیا:

"ایک شخص صوم و صلاۃ کی پابندی کرتا ہے اور اعتکاف بھی کرتا ہے آپ کو وہ شخص زیادہ پسندیدہ ہے یا وہ شخص جو اہل بدعت کے متعلق گفتگو کرتا ہے؟ تو جواب میں فرمایا: "جب کوئی شخص نماز پڑھے گا، روزے رکھے گا یا اعتکاف کرے گا تو وہ صرف اپنی ذات ہی کے لیے کرے گا اور جب وہ اہل بدعت کے

متعلق گفتگو کرے گا تو اس کا یہ عمل مسلمانوں کے لیے ہوگا تو یہ افضل ہوگا۔‘‘

تو واضح ہو گیا کہ اس آدمی کا نفع مسلمانوں کے دین میں عام تر ہے تو یہ عمل جہاد فی سبیل اللہ کی جنس سے ہوگا اور باتفاق مسلمین یہ بات بھی ثابت شدہ ہے کہ اللہ کی راہ کو، اس کے دین کو، اس کے منہاج کو اور اس کی شریعت کو پاک صاف بنانا اور ان لوگوں کی زیادتی اور اضافے کو ہٹانا واجب کفایہ ہے اور اگر اللہ تعالیٰ کسی شخص کو بھی ان لوگوں کے ضرر کو دفع کرنے کے لیے کھڑا نہ کرے گا تو بلا شبہ دین ختم ہو جائے گا تو پھر یہ فساد اور خرابی اس سے کہیں عظیم تر ہوگی جتنی خرابی اہل حرب دشمنوں کے غلبہ پا لینے کے بعد ہوسکتی ہے کیونکہ وہ لوگ غلبہ پا لینے کے بعد دلوں کو اور دلوں میں موجود دینی نظریات وعقائد کو صرف ثانوی حیثیت سے خراب کریں گے جبکہ یہ لوگ پہلے مرحلے ہی سے دلوں کو خراب کرنا شروع کر دیتے ہیں۔[1]

[1] مجموعة الرسائل والمسائل، ج: ۵/۱۱۰۔

یہودیوں، عیسائیوں، منافقوں اور ان تمام کافرانہ ذہن کے لوگوں نے، جو امت کے بدخواہ ہیں، جماعت سے نکل جانے والے فرقوں ہی میں ایسا راستہ پا لیا ہے جو امت کو فتنے میں مبتلا کرنے والا ہے تو اس بات میں کوئی شک نہیں رہتا کہ ان فرقوں کے معاملے میں حق کو عیاں کرنے ہی میں دشمن کے سامنے موجود موقع کو ختم کرنا ہے تا کہ دشمن اس راستے کو بطور دلیل استعمال نہ کر سکے، اور ایک بات یہ بھی ہے کہ اہل بدعت کے زندیقوں اور ان کے پیشواؤں کے لیے میدان کو کھلا چھوڑ دینا کسی طور بھی جائز نہیں ہے۔ کیونکہ یہ لوگ عوام الناس کو گمراہ کریں گے، اپنی تعداد کو بڑھانے کی ہر ممکن کوشش کریں گے، اپنی تعداد کو بڑھانے کی ہر ممکن کوشش کریں گے، اور پھر اس امر کے دعویدار رہیں گے کہ جن عقائد ونظریات کے وہ حامل اور پابند ہیں وہی ’’اسلام‘‘ ہے تو یہ عمل اللہ تعالیٰ کے دین اور اس کی شریعت سے روگنے والا عمل ہے حتیٰ کہ ملحدین کے وجود کے اسباب میں سے ایک سب یہ بھی

ہے کہ ان لوگوں کا گمان ہے کہ یہی اہل بدعت فرقوں والے لوگ ہی اسلام کے حامل ہیں پھر انھوں نے دیکھا کہ یہ نظریات وعقائد تو کھلی طور پر فاسد ہیں نیتجاً ان لوگوں نے دین سے بالکل ہی کفر کر دیا؟

بالغرض، اگر یہ تسلیم کر لیا جائے کی مذہب شیعہ کے پیروکار اپنے مذہب کو بالکل نہ چھوڑیں گے اور اہل سنت کے جاہل لوگ مذہب شیعیت کی گمراہی ہی کا اعتراف نہ کریں گے تو یہ دونوں باتیں تبلیغ رسالت، بیان حق اور بیان علم میں رکاوٹ تو نہیں بن سکتیں اور امام اہل سنت احمد بن حنبل سے منقول ایک روایت کے مطابق اور کثیر اہل علم کے مطابق تبلیغ دین کا وجوب اور امر ونھی کا وجوب پھر بھی ساقط نہیں ہوسکتا۔ ②

اپنے پروردگار کی قسم کھا کر مجھے بتا، جب باطل پرست لوگ اپنی خواہشات کر اعلانیہ بیان کریں اور امت کی نگہبانی کرنے والوں میں ایک تو ٹانگیں کھینچنے میں مدہوش ہے اور ایک چپ سادھے بیٹھا ہے تو حق کب واضح اور ظاہر ہوگا، آگاہ ہو جاؤ اس صورت حال میں نتیجہ ہلاکت خیر ہی نکلے گا: باطل اقوال چھا جائیں گے اور اکثریتی خواہشات ہی دین حق پر غالب آتی جائیں گی بلکہ دین حق میں تبدیلی ہونے لگے گی اور مسلمانوں کی فطرتوں میں اسلامی امور و رسوم بدلنے لگیں گے تو سوچ کر بتلائیں ایسی خطرناک صورت حالات میں باطل کو دیکھ دیکھ کر خاموش رہنا کس طرح روا ہوسکتا ہے؟ جبکہ اللہ تعالیٰ تو یہ فرما رہا ہے:

﴿ بَلۡ نَقۡذِفُ بِالۡحَقِّ عَلَى الۡبَاطِلِ فَيَدۡمَغُهٗ فَاِذَا هُوَ زَاهِقٌ وَ لَكُمُ الۡوَيۡلُ مِمَّا تَصِفُوۡنَ ﴾ [الأنبياء: ١٨]

''بلکہ ہم سچ کر جھوٹ پر پھینک مارتے ہیں پس جھوٹ کا توڑ ہوتا ہے اور وہ اسی وقت نابود ہو جاتا ہے، تم جو باتیں بناتے ہو وہ تمھارے لیے باعث خرابی ہیں۔''

خبردار! اس سلسلے میں ہلکے ہو یا بوجھل، تھوڑا علم ہے یا زیادہ ہمیں حق کے ترکش سے تیر نکال کر لیس ہو جانا چاہیے تا کہ اپنے عقیدے کے ہر قسم کے مخالف کی مکمل تردید کر سکیں،

اس کے شبہہ کو ختم کر سکیں اور اس کیفتوں کو طشت از بام کر سکیں اور خود اسے لوگوں کے سامنے نمایاں کر سکیں ایسا کرنا تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندوں پر حق بنتا ہے اور عامۃ المسلمین کا ان کے علماء پر حق بنتا ہے کہ ہر مخالف اور اس کی مخالفت کی ہر گمراہ اور اس کی گمراہی کی ہر خطا کار اور اس کی خطا کی...... تردید کرتے رہیں تا کہ مسلمانوں پر ان کی خواہشات کو بوچھاڑ، بھرمار اور یلغار نہ ہو سکے جو خواہشات ان کی فطرت اور طبیعت میں خرابی، ان کی وحدت کو پارہ پارہ بنا رہی ہیں اور جن کے اثرات کو قبول کرتے ہوئے مسلمان تبدیل شدہ دین اور تحریف شدہ شریعت اور خواہشات و بدعات اور غلط اقوال و افعال کے ڈھیر کی طرف بڑھتے جا رہے ہیں۔③

❶ مقدمة كتاب أصول مذهب الشيعة الاثنى عشرية لشيخنا ناصر بن عبدالله القفاری، ج : ۱/۵-۸۔

❷ دیکھیے اقتضاء الصراط المستقیم، ج : ۱/۱۴۷-۱۴۹۔

❸ دیکھیں الرد علی المخالف من أصول الإسلام للشيخ بكر ابو زيد، ص : ۵-۱۱۔

ہمارے کبار علماء کرام میں سے چند ایک جنھوں نے اس باب میں گرانقدر خدمات سر انجام دی ہیں وہ یہ ہیں شیخ الاسلام ابن تیمیہ، شیخ الاسلام ابن القیم، شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب رحمہم اللہ اور بہت سے دوسرے ائمہ دعوت اور ہمارے دورِ حاضر میں الشیخ الشہید ان شاء اللہ احسان الٰہی ظہیر، محبّ الدین الخطیب محمد مال اللہ رحمہم اللہ اور ناصر بن عبد القفاوی وفقہ اللہ اور بہت سے دوسرے جلیل القدر علمائے کرام حفظہما اللہ۔

میں نے اس کتابچے کی تیاری میں امامیہ شیعہ اثنا عشری ان کی معتبر قابل اعتماد کتابوں پر بھروسہ کیا ہے اور شیعہ مسلک کے فرقوں سے متعلق بعض کتابوں سے بھی خوشہ چینی کی ہے اور اس ضمن میں عدل و انصاف اور اقامت محبت کے اصولوں پر کاربند رہین کی بھر پور کوشش کی ہے اور اس سلسلے میں ان کے اپنے ہی اہم ترین عقائد کی خلاف ورزیوں کو بھی کتابچے میں ذکر کر دیا ہے، اس طرح یہ کتاب ان شاء اللہ شیعہ مذہب کے ان نوجوان

مردوں اور عورتوں کی مذہب حق اور رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام کے مذہب کی جانب ہدایت پانے کے لیے ایک عظیم ترین معاون ثابت ہو گی۔جن کے مقدر میں اللہ تعالیٰ نے ہدایت لکھی ہوئی ہے۔

مجھے اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کرنے کے بعد اپنے مندرجہ ذیل فاضل مشائخ و جوان کا شکریہ ادا کرنا بھی نہیں بھولنا چاہیے جنھوں نے اپنی قیمتی آراء گراں مایہ نصیحتوں اور شبانہ روز دعاؤں کا سلسلہ جاری رکھا : الوالد محمد ابن ابراھیم الفوزان، عبداللہ بن عبدالرحمٰن الجبرین، عبداللہ بن محمد الغنیمان، عبدالرحمٰن بن ناصر البراک، صالح بن فوزان الفوزان، عبدالرحمٰن الصالح المحمود، ناصر بن عبداللہ القفاری، عبدالمحسن بن حمد العباد البدر، عبدالرحمٰن بن عبداللہ العجلان، عبدالعزیز بن عبداللہ الراجحی، عبدالرحمٰن بن حماد العمر، محمد بن ناصر السحیبانی، ابراھیم بن محمد الخرعان اور عبدالعزیز ابن سالم العمر وغیرہ۔

اللہ تعالیٰ انھیں میری طرف سے اسلام اور تمام مسلمانوں کی طرف سے بہترین جزا عطا فرمائے، جنت کی اعلیٰ منزل فردوس بریں میں انھیں ٹھکانا عطا فرمائے اور پھر ہمارے والدین ہماری ازواج ہماری اولادوں اور تمام اہل اسلام کو بھی جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔آمین!

اللہ وحدہ لاشریک کی مدد چاہتے ہوئے، آپ کی خدمت میں یہ کتابچہ پیشکر رہا ہوں کیونکہ اس کی توفیق کے بغیر نہ ہی کوئی عمل صالح سرانجام پاتے ہیں اور نہ ہی کسی عمل بد سے بچنا ہی ممکن ہے وہ ہمیں کافی ہے اور وہ انتہائی بہترین کارساز ہے وہ کتنا ہی اچھا مولیٰ ہے اور کتنا ہی بہترین مددگار ہے۔جل وعلا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سوال شیعہ کون ہیں؟

جواب ان کے شیخ محمد بن محمد بن النعمان نے جو ان کے نزدیک المفید کے لقب سے معروف ہیں یوں جواب دیا ہے کہ وہ لوگ مراد ہیں ''جو امیر المومنین علیؓ[1] کے ازراہِ ولایت اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بلا فصل[2] آپ کی امامت کا اعتقاد رکھتے ہوئے آپ کے پیروکار رہتے ہیں اور آپ علیہ السلام سے قبل خلافت کی مسند پر بیٹھنے والوں سے امامت کی نفی کرتے ہیں اور آپ علیہ السلام کو اپنے اعتقاد کے مطابق ان میں سے کسی ایک کا بھی ازراہِ اقتداء تابع ماننے کی بجائے ان سب کا متبوع تسلیم کرتے ہیں۔[3]''[4]

وضاحتی نوٹ:

شیعہ کا لفظ آج کل اگر مطلق طور پر استعمال کیا جائے تو اس سے مراد صرف اثنا عشری گروہ ہی مراد لیا جائے گا۔[5] اس لیے کہ اثنا عشری لوگ ہی آج کل ایران، عراق، شام، لبنان، خلیجی ممالک اور دیگر علاقوں میں شیعہ کی اکثریت و اغلبیت کی نشاندہی اور نمائندگی کرتے ہیں اور اس لیے بھی کہ حدیث اور روایت کے مصادر ہیں شیعی فرقوں کی ان بڑی بڑی آراء کو مکمل اعتبار سے بیان کیا گیا ہے جو مختلف تاریخی ادوار میں منظر عام پر آتی رہی ہیں ......الخ

حاشیہ ص ۱۷: ① یہ لوگ ''صلی اللہ علیہ وسلم'' کے کہنے کا اختصار ''ص'' کے امز و کنایہ سے کرتے ہیں اور یہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں تقصیر ہے اور اپنے قول ''علیہ السلام'' کا اختصار ''ع'' کے اشارے سے بناتے ہیں اس لفظ کو صرف حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لیے خاص کر لینا اور دیگر آل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اس کا مستحق نہ سمجھنا بلا دلیل ہے۔

② یہ لفظ شیعہ کے خلفاء ثلاثہ (ابو بکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم) کی صحت خلافت کے انکار پر مبنی ہے ان کے شیخ المفید کی نظر میں شیعہ کا لفظ صرف اور صرف اسی شخص پر صادق آتا ہے جو حضرت علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ کی خلافت پر اس طور پر عقیدہ رکھتا ہے کہ یہ خلافت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنے رفیق اعلیٰ سے ملنے کے لمحے سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی وقت شہادت تک پھیلی ہوئی ہے۔

③ اس کے نزدیک حضرت علی رضی اللہ عنہ ظاہر میں تینوں خلفاء کے تابع تھے جبکہ باطن میں ان کے متبوع تھے یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافتوں میں رہتے ہوئے ان کے فرامین واحکام کی پیروی نہیں کرتے تھے بلکہ وہ تینوں حضرات آپ کی پیروی کیا کرتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خلفائے ثلاثہ کی اتباع...... ان کے شیخ المفید کی نظر میں ...... اقتداء اور اطاعت خلیفہ کی حیثیت سے نہیں تھی بلکہ وہ تو صرف ''تقیہ'' تو صرف اور صرف ظاہراً موافقت کے طور پر تھی۔

④ اوائل المقالات فی المذاہب المختارات للمفید (المتوفی ۴۱۳ھ) المفید کے متعلق ان لوگوں کا یہ گمان بھی ہے کہ اس نے مہدی المنتظر سے خط و کتابت کا شرف بھی پایا ہے۔ (الفہرست ص ۱۹۰ للطوسی، الفہرست ص ۱۹۷ لا بن الندیم المتوفی (۴۳۸ھ، و الکنی والألقاب، ج: ۳/۱۶۴ العباس القمی)

⑤ یہ بات حسین النوری الطبرسی نے اپنی کتاب '' مستدرک الوسائل، ج: ۳/۳۱۱ میں کہی ہے اور یہ کتاب ''الحر العاملی'' کی کتاب ''وسائل الشیعۃ'' کا استدراک کرنے والی ہے یعنی اس کتاب سے رہ جانے والے وسائل کو بیان کرنے والی ہے جو اس میں لکھے جانے کے قابل تھے۔ النوری اس کتاب کے متعلق یہ دعویٰ رکھتا ہے کہ اس نے کتاب مذکور میں اپنے ائمہ کی روایات و احادیث کو جمع کیا ہے اور ان کے معاصران کی آیت آغا بزرگ الطہرانی نے ان کے مقام و مرتبہ کی عظمت و منزلت کی وجہ سے اپنے علماء

پر'' مستدرک'' کا مطالعہ کرنے کو واجب و لازم قرار دیا ہے۔ (الذریعہ اِلی تصانیف الشیعۃ للطہرانی، ج :۲/۱۱۰،۱۱۱) اور سید أمیر علی نے اپنی کتاب '' روح الاسلام ، ج : ۹۲/۲ میں، محمد آل کاشف الغطاء (المتوفی ۱۳۷۶ھ) نے اپنی کتاب '' أل الشعیۃ وأصولھا'' ص۹۲ میں اور محمد العاملی نے '' الشیعۃ فی التاریخ '' ص۴۳ میں اور دیگر مصنفین نے بھی اس کتاب کی عظمت کو بیان کیا ہے۔

سوال شیعی مذہب کے وجود کی اصل حقیقت کیا ہے؟

جواب محققین کے نزدیک راجح قول یہ ہے کہ عبداللہ بن سبا یہودی ہی نے اسے بنایا، بویا اور پھیلایا ہے بلکہ شیعی مذہب کی اپنی کتابیں بھی اسی بات کا اعتراف کرتی ہیں۔

یہ بات دوٹوک الفاظ میں ثابت شدہ ہے کہ عبداللہ بن سبا یہودی نے ہی سب سے پہلے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی امامت والے بول کو بولا تھا اور یہی عقیدہ شیعہ مذہب کی رساس ہے اور اس نے یہ قول حضرت علی رضی اللہ عنہ کی موجودگی میں بھی بولا تھا۔

اسی طرح ان کی کتاب یہ بھی بتاتی ہے کہ اس شخص نے سب سے پہلے مہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ، ابو بکر رضی اللہ عنہ اور دوسرے مہر رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور دامادِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں زبانِ طعن دراز کی تھی اور اسی شخص نے سب سے پہلے عقیدۂ رجعت کا اظہار کیا تھا......الخ

ان کے علامہ الحسن النوبختی نے یوں کہا ہے : '' سبیئہ فرقہ ہی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی امامت کی بات کہی تھی اور یہ بھی کہا تھا کہ یہ عقیدہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرض ہے اور یہ عبداللہ بن سبا کے ساتھی اور ہم خیال تھے، اسی شخص نے حضرت ابو بکر، حضرت عمر اور حصرت عثمان اور دیگر صحابہ کے متعلق زبان طعن دراز کی تھی اور ان سے اظہارِ بیزاری کیا تھا، اور اس نے یہ دعویٰ کیا تھا کہ خود حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اسے ان باتوں کا حکم دیا تھا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اسے گرفتار کیا اور پھر اس سے اس قول کی بابت استفسار کیا تو اس نے اقرار کیا کہ ہاں ! تب

آپ رضی اللہ عنہ نے اس کے قتل کا حکم جاری کیا تھا۔''

پھر اس نے یہاں تک لکھا ہے: ''ایک جماعت نے اہل علم سے یوں نقل کیا ہے کہ عبداللہ بن سبا یہودی تھا، اسلام لے آیا اور اس نے حضرت علی علیہ السلام سے محبت کا دعویٰ رچایا۔''

پھر یہ بھی لکھا ہے: ''یہ اپنے یہودی ہونے کے زمانے میں ایسی ہی باتیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد یوشع بن نون کے متعلق بھی کہا کرتا تھا۔① پھر اس نے اظہارِ اسلام کے بعد علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ کے متعلق بھی یہی باتیں کرنا شروع کر دیں، یہی وہ پہلا آدمی ہے جس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی امامت کی فرضیت کی بات کو مشہور کیا تھا اور آپ رضی اللہ عنہ کے دشمنوں سے اظہارِ براء ت کیا تھا...... اور انھیں کافر قرار دیا تھا۔ انھی باتوں کی وجہ سے مخالفانِ شیعہ یہ کہتے ہیں کہ تشیع اور رفض کی اصل یہودیت سے ماخوذ ہے۔②

پھر شیعہ مذہب کے شیخ الشیوخ سعد القمی (المتوفی ۳۰۱ھ) نے عبداللہ بن سبا یہودی کا اس وقت کا موقف بھی ذکر کیا ہے جب اسے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی موت کی خبر ملی تھی، اس نے یہ دعویٰ کیا تھا کہ آپ مرے نہیں ہیں، اس نے آپ کے واپس آنے کا اعلان کیا تھا اور آپ کی ذات کے بارے میں غلو کی باتیں بھی کی تھیں۔③

حاشیہ نمبر ۱۸: ① یعنی اپنی یہودیت کے زمانے میں ان دونوں کے متعلق الوہیت کا دعویدار تھا پھر اس نے ظاہری طور پر اسلام کا لبادہ اوڑھنے کے بعد یہی دعویٰ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے بارے میں کرنا شروع کر دیا۔ دیکھیے: الأنوار النعمانیہ، ج: ۲/۲۳۴ نعمت اللہ عبداللہ الحسینی الموسوی الجزائری المتوفی سنہ ۱۱۱۲ھ کی کتاب قوم کا الجزائری کی بابت یہ کہنا ہے کہ وہ متاخرین شیوخ امامیہ کے اکابر میں سے ہیں اور اسے السید السند اور الرکن المعتمد ...... کے خطابات سے نوازاتے ہیں ملاحظہ ہو أمل الأمل، ج ۲/۳۳۶۔

② فرق الشیعۃ، ص ۱۹۔۲۰، ۳۲۔۴۴ حسن بن موسیٰ النوبختی کی تالیف جو کہ تیسری صدی ہجری کے ان کے شیوخ میں سے ہے۔

③ دیکھیے المقالات والفرق، ص ۱۰۔۲۱ للقمی، و رجال الکشی، ص ۱۰۶۔۱۰۹ محمد کشی المتوفی ۳۵۰ھ کی کتاب تنقیح المقال فی علم الرجال، ۲/۸۴ عبداللہ المامقانی کی تالیف اور جامع الرواۃ، ج ۱/ ۴۸۵ اردبیلی کی تالیف۔

سوال اگر تم ہمارے سامنے یہ بھی بیان کر دو کہ امامیہ شیعہ کے اعتقاد کے مطابق بارہ ائمہ کون کون سے ہیں......؟

جواب ان میں سے پہلا: الخلیفہ الراشد حضرت علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ جو ابوالحسن کی کنیت سے موسوم ہیں اور یہ لوگ آپ کو المرتضٰی کے لقب سے بھی ملقب کرتے ہیں (آپ سنہ ۲۳ قبل ہجرت کو پیدا ہوئے اور آپ رضی اللہ عنہ سنہ ۴۰ ہجری کو شہید کر دیے گئے)

۲۔ آپ کا بیٹا الحسن رضی اللہ عنہ جسے ابو محمد کی کنیت اور الزکی کے لقب سے یاد کرتے ہیں (پیدائش ۲ھ وفات ۵۰ھ)

۳۔ آپ کا بیٹا الحسین رضی اللہ عنہ، جسے ابو عبداللہ کی کنیت سے اور الشہید کے لقب سے نوازتے ہیں۔ (پیدائش ۳ھ وفات ۶۱ھ)

۴۔ علی بن الحسین بن علی رضی اللہ عنہم ابو محمد کی کنیت دیتے اور زین العابدین کے لقب سے یاد کرتے ہیں (پیدائش ۳۸ھ وفات ۹۵ھ)

۵۔ محمد بن علی بن الحسین رضی اللہ عنہم ابو جعفر کنیت اور الباقر کے لقب سے ملقب ہیں (پیدائش ۵۷ھ وفات ۱۱۴ھ)

۶۔ جعفر بن محمد بن علی رضی اللہ عنہم ابو عبداللہ کی کنیت سے یاد کرتے اور الصادق کے لقب سے ملقب کرتے ہیں (پیدائش ۸۳ھ وفات ۱۴۸ھ)

۷۔ موسیٰ بن جعفر بن محمد رضی اللہ عنہم ابو ابراہیم کی کنیت اور الکاظم کے لقب والے ہیں (پیدائش

۱۲۸ھ وفات ۱۸۳ھ)

۸۔ علی بن موسیٰ بن جعفر رضی اللہ عنہم ابو الحسن کی کنیت اور الرضا کے لقب سے یاد کیے جاتے ہیں (پیدائش ۱۴۸ھ وفات ۲۰۳ھ)

۹۔ محمد بن علی بن موسیٰ رضی اللہ عنہم ابو جعفر کی کنیت اور الجواد کے لقب سے معروف ہیں (پیدائش ۱۹۵ھ وفات ۲۲۰ھ)۔

۱۰۔ علی بن محمد بن علی رضی اللہ عنہم ابو الحسن کی کنیت سے اور الہادی کے لقب سے مشہور ہیں (پیدائش ۲۱۲ھ وفات ۲۵۴ھ)

۱۱۔ الحسن بن علی بن محمد رضی اللہ عنہم ابو محمد کی کنیت والے اور العسکری کے لقب والے ہیں (پیدائش ۲۳۲ھ وفات ۲۶۰ھ)

۱۲۔ محمد بن الحسن بن علی رضی اللہ عنہم انھیں ابو القاسم کی کنیت سے یاد کرتے ہیں اور المہدی کے لقب سے ملقب ٹھہراتے ہیں اور یہ گمان کرتے ہیں کہ وہ ۲۵۵ھ یا ۲۵۶ھ میں پیدا ہوئے تھے اور یہ ایمان رکھتے ہیں کہ وہ آج تک زندہ ہیں۔ ①

سوال کیا شیعہ کے فرقوں میں سے کسی فرقے نے یہ بات بھی کہی ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام وحی نازل کرنے میں غلطی کھا گئے تھے؟

جواب جی ہاں! الغرابیہ نے یہ بات کہی ہے: ''محمد صلی اللہ علیہ وسلم علی علیہ السلام سے بالکل ایسے ہی مشابہ تھے جیسے کوا کوے کے مشابہ ہوتا ہے اور بلا شبہ اللہ تعالیٰ نے جبریل کو وحی دے کر علی علیہ السلام کی طرف بھیجا تھا تو جبریل غلطی کھا گیا اور اس نے وحی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر نازل کر دی۔ ②

ایک اہم وضاحتی نوٹ:

الغرابیہ کے اس قول اور شیوخ اثنا عشری کے قول کے درمیان کیا فرق ہے جو کہتے ہیں ''یقیناً قرآن نو حصوں میں سے صرف ایک حصہ ہے اور اس کا سارا علم علی علیہ السلام کے پاس

ہے۔“ ③

یہی وجہ ہے کہ شیعہ کے شیوخ قرآن کو ”قرآن صامت“ اور امام کو ”قرآن ناطق“ کے ساتھ موسوم ٹھہراتے ہیں۔

ان کے شیوخ نے یہ روایت بیان کی ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے یہ کہا ہے حالانکہ وہ اس سے بری الذمہ ہیں ”یہ اللہ تعالیٰ کی کتاب تو صامت ہے اور میں بھی اللہ کی کتاب ہوں جو ناطق ہے۔“ ④ اور مزید یہ بھی روایت بیان کرتے ہیں ”ائمہ علیہ السلام خود ہی قرآن ہیں۔“ ⑤

وضاحتی نوٹ:

اثنا عشری حضرات نے امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کو غلطی ہونے کا دعویٰ کیے بغیر ہی رسالت کا مقام عطا کیا ہوا ہے اور یہ گمان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا مقصد ہی صرف علی رضی اللہ عنہ کا تعارف کروانا تھا! اور کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذمہ داری اور ڈیوٹی یہی تھی کہ وہ اکیلے علی رضی اللہ عنہ کے سامنے قرآن کا بیان کریں، جبکہ اللہ تعالیٰ یوں فرماتے ہیں:

﴿ بِالْبَيِّنٰتِ وَ الزُّبُرِ وَ اَنْزَلْنَاۤ اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ وَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ﴾ [النحل : ٤٤]

”دلیلوں اور کتابوں کے ساتھ یہ یاد اور کتاب ہم نے آپ کی طرف اتاری ہے کہ لوگوں کی جانب جو نازل فرمایا گیا ہے آپ اسے کھول کھول کر بیان کر دیں شاید کردہ دھیان دھریں۔“

باقی باتیں اسے پڑھنے والے! میں تجھی پر چھوڑتا ہوں خود تدبر سے کام لے لے۔

حاشیہ نمبر۲۰: ① اصول الکافی، ۴۵۲/۱ ابوجعفر محمد بن یعقوب بن اسحاق الکلینی المتوفی ۳۲۸ھ کی کتاب اور انھوں نے یہ روایت بھی بیان کی ہے کہ امام جعفر بن محمد نے فرمایا ہے: ”بے شک ”الکافی“ کو القائم پر پیش کیا گیا تو انھوں نے اسے مستحسن قرار دیا اور یوں فیصلہ سنایا ”یہ ہمارے شیعہ کے لیے کافی ہے۔“

(مقدمة الكافی، ص ٢٥ وسائل الشيعة إلى تحصيل مسائل الشيعة، ج٧١/٢٠ محمد بن

الحسن الحر العاملی المتوفی ۱۱۰۴ھ کی کتاب اور مستدرك الوسائل، ج۳/۴۳۲ھ۔

② المنیۃ والأمل، ص۳۰ ابن المرتضی الزیدی کی اور تنبیہ والرد، ص ۱۵۸ ابو الحسین الملطی کی کتابیں ملاحظہ ہوں۔

③ أصول الکافی، ج۱/۲۵۔

④ الفصول المهمة فی أصول الأئمة، ص ۲۳۵، وسائل الشیعة، ج ۲۷/۳۴ یہ دونوں کتابیں محمد بن الحسن الحر العاملی کی ہیں۔

⑤ الکافی، ج ۱/۱۹۴ و تفسیر العیاشی، ج : ۲/۱۲۰ محمد بن مسعود بن عیاش المعروف العیاشی المتوفی ۳۲۰ھ کی تفسیر۔

سوال کیا شیعہ کے شیوخ میں سے کسی نے یہ بات بھی کہی ہے کہ ان کے کسی امام کا قول قرآن کو منسوخ کر سکتا ہے یا اس کے مطلق کو مقید کر سکتا ہے؟ یا اس کے عام کو خاص کر سکتا ہے؟

جواب جی ہاں ! ایسے بہت سے ہیں، اسی لیے تو اس کے شیخ محمد آل کاشف الخطاء نے یوں کہا ہے: ”تدریج (آہستہ آہستہ کسی چیز کو مکمل کرنا) کی حکمت کا یہی تقاضا ہے کہ احکامات میں سے کسی جملے کو بیان کر دینا اور کسی جملے کو چھپا لینا، لیکن آپ علیہ السلام نے اسے اپنے اوصیاء کے سپرد کر دیا ہے ہر وصی (وصیت پانے والا) اس جملے کا بعد میں آنیوالے کو بتا دیا کرتا تھا تا کہ وہ اسے اس کے مناسب وقت پر حکمت کے تقاضے کو ملحوظ رکھتے ہوئے نشر کر دے وہ جملہ کسی عام کو خاص کرنے والا ہو یا کوئی مطلق ہو یا کوئی مقید ہو...... نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی کسی عام حکم کو بیان کیا کرتے تھے پھر اپنی حیاتی ہی میں کچھ عرصے اور وقفے کے بعد اس کے مخصیص حکم کو بیان کر دیا کرتے تھے اور بعض اوقات اس خاص حکم کو بالکل ہی زکر نہ فرمایا کرتے بلکہ اسے اپنے کسی وصی کے سپرد کر دیتے تا کہ وہ خاص وقت پر اس کو بیان کر دے۔“[1]

یہ قول ان کے اس عقیدہ کی بنیاد پر ہے کہ امام ہی قرآن کو قائم رکھنے والا ہے کیونکہ

وہی ''قرآن ظن۔'' ہے۔

ان لوگوں کا یہ گمان ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے: ''یہ اللہ کی کتاب ہے جو صامت ہے اور میں بھی اللہ کی کتاب ہوں جو ناطق ہے۔'' ②

اور ان کے ائمہ کا یہ مقام و مرتبہ ہے کہ '' وہ اللہ تعالیٰ کے علم کا مخزن اور وحی الٰہی کا ''بکس ہیں۔'' ③ اور ایک روایت میں یوں ہے کہ '' وہ رازِ الٰہی کی حفاظت رکھنے والے ہیں۔'' ④ اور ایک روایت میں اس طرح ہے کہ '' جو چیز اللہ کے پاس ہے اسے صرف انھیں کے ذریعے سے پایا جا سکتا ہے۔'' ⑤ انھی بنیادوں پر اپنی عمارت کو استوار کرتے ہوئے اپنے ائمہ اور شیوخ کو یہ اختیار دیتے ہیں کہ قرآن کے عام حکم کو خاص کرنے یا اس کے مطلق حکم کو مقید کرنے یا اسے منسوخ کرنے کا اختیار رکھتے ہیں اور یہ مسئلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے ختم نہیں ہوا کیونکہ نص نبوی اور قانونی الٰہی تو بدستور جاری و ساری ہیں...... الخ

حاشیہ نمبر ۲۱: ① أصل الشیعۃ ص ۷۷ محمد حسین آل کاشف الخطاء۔

② الفصول المهمة فی أصول الأئمة، ص ۲۳۵، و سائل الشیعة، /۳۴۔

③ الکافی، ج ۱۹۲/۱ و بصائر الادرجات الکبریٰ، ص ٦١ ابوجعفر محمد بن فروخ الصفار المتوفی (۲۹۰ھ)

④ مستدرك الوسائل للنوری، ج ٤١٦/١٠ والبدر الأمین والدرع الحصین، ص ۲۹۷ ابراهیم بن علی العاملی الکفعمی المتوفی سنه (۹۰۵ھ)
(اس کتاب میں وہ سال کے دنوں میں دعاؤں، وردوں اور کے متعلق بیان کرتا ہے)

⑤ إعلام الوریٰ بأعلام الهدیٰ، ص ۲۷۰ فضل بن الحسن الطبرسی المتوفی سنه ٥٤٨ھ کی تالیف۔

شیعہ علماء یہ عقیدہ بھی رکھتے ہیں جس طرح ان کے شیخ المازندرانی نے کہا ہے: ''ائمہ طاہرین میں سے ہر ایک کی حدیث اللہ تعالیٰ ہی کا فرمان ہے اور ان کے اقوال میں اسی طرح کوئی اختلاف نہیں ہے جس طرح اللہ تعالیٰ کی بات میں کوئی اختلاف نہیں۔'' ①

اور پھر یہ اعتقاد بھی رکھتے ہیں کہ یہ امر بھی جائز ہے کہ جو شخص ابو عبداللہ جعفر بن محمد الصادق سے کوئی حدیث سنے وہ اسے اس کے باپ سے یا اس کے دادا سے یا اس کے آباء و اجداد علیہ السلام میں سے کسی سے بھی روایت بیان کر سکتا ہے بلکہ یہاں تک بھی جائز ہے کہ وہ یوں کہہ دے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:[2]

ان کے شیخ الکلینی نے تو باب قائم کیا ہے:

بَابٌ : اَلتَّفْوِيْضُ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ آلِهٖ وَ إِلَى الْأَئِمَّةِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ فِيْ أَمْرِ الدِّيْنِ [3]

''دینی معاملے میں کسی بات کو رسول اللہ ﷺ کی طرف اور ائمہ علیہم السلام کی طرف سپرد کرنے کا بیان۔''

وضاحتی نوٹ:

اس بات پر غور وفکر کرنے والا اور اس کی گہرائیوں میں اترنے والا اس بات کا ادراک کر لیتا ہے کہ اس سے مقصود دین اسلام کو تبدیل کرنا اور سید الانام ﷺ کی شریعت میں تغیر پیدا کرنا ہے وہ خواہ شیعہ کے شیوخ و اکابرین کی طرف سے ہو یا ان میں سے کسی کی طرف سے بھی ہو جائے، یا ان کے جاہلوں کی طرف سے ہو جائے، یا...... یا...... یا......

یہ حضرت اس حدیث کو کیوں نہیں لیتے جو انھوں نے نبی ﷺ سے اور ائمہ سے روایت کی ہے جنھوں نے فرمایا ہے:

((إِذَا جَاءَ كُمْ مِّنَّا حَدِيْثٌ فَاعْرِضُوْهُ عَلٰى كِتَابِ اللّٰهِ فَمَا وَافَقَ كِتَابَ اللّٰهِ فَخُذُوْهُ، وَمَا خَالَفَهُ فَاطْرَحُوْهُ أَوْ رُدُّوْهُ عَلَيْنَا)) [4]

''جب تمھارے پاس ہماری طرف سے کوئی بھی حدیث آئے تو اسے کتاب اللہ پر پیش کرو تو جو کتاب اللہ کے موافق ہو اسے تو قبول کر لو اور جو اس کے مخالف ہو تو اسے پھینک دو یا اسے ہماری طرف ہی لوٹا دو۔''

انھیں چاہیے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا یہ فرمان اقدس بھی یاد رکھیں:

﴿ يَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوهُهُمْ فِي النَّارِ يَقُولُونَ يَٰلَيْتَنَآ أَطَعْنَا اللَّهَ وَ أَطَعْنَا الرَّسُولَا ○ وَ قَالُوا رَبَّنَآ إِنَّآ أَطَعْنَا سَادَتَنَا وَ كُبَرَآءَ نَا فَأَضَلُّونَا السَّبِيلَا ○ رَبَّنَآ آتِهِمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَ الْعَنْهُمْ لَعْنًا كَبِيرًا ﴾ [الأحزاب : ٦٦،٦٨]

"اس دن ان کے چہرے آگ میں الٹ پلٹ کیے جائیں گے حسرت وافسوس سے کہیں گے کہ کاش ہم اللہ تعالیٰ اور رسول کی اطاعت کرتے اور کہیں گے اے ہمارے رب! ہم نے اپنے سرداروں اور اپنے بزرگوں کی مانی جنھوں نے ہمیں راہِ راست سے بھٹکا دیا، پروردگار تو انھیں دگنا عذاب دے اور ان پر بہت بڑی لعنت نازل فرما۔"

حاشیہ نمبر۲۲: ① شرح جامع علی الکافی، ج:۲/۲۷۲ محمد صالح بن أحمد المازندرانی المتوفی سنہ۱۰۸۱ھ۔
② المصدر السابق، ج:۲/۲۷۲۔
③ أصول الکافی، ج:۱/۲۶۵۔
④ تهذيب الأحكام، ج : ٧/٢٧٥۔ والاستبصار فيما اختلف فيه من الأخبار، ج : ١/١٩٠ وج ٣/١٥٨ یہ دونوں کتابیں ابوجعفر محمد بن الحسن الطّوسی المتوفی سنہ۴۶۰ھ کی ہیں جو ان کے نزدیک "شیخ الطائفة" کے لقب سے جانے جاتے ہیں اور وسائل الشیعہ، ج ۲۰/۴۶۳۔

سوال قرآن کریم کی تاویل اور تفسیر کے متعلق شیعی مذہب کے شیوخ کا کیا عقیدہ ہے؟

جواب شیعہ کے شیوخ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ قرآن کریم کے باطن معانی بھی ہیں جو ظاہر کے بالکل برعکس ہیں، اسی لیے ہم بے شمار ابواب اس طرح کے پاتے ہیں: (بَابٌ، أَنَّ لِلْقُرآنِ ظَهْرًا وَّ بَطْنًا)①

وضاحتی نوٹ:

بلا شبہ علماء الشیعہ کو اس اعتقاد کی جانب دھکیلنے والا یہ امر ہے کہ کتاب اللہ میں ان کے بارہ ائمہ کا تذکرہ موجود نہیں ہے بلکہ ان کے دشمنوں کا یعنی رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کا تذکرہ بطورِ نص موجود ہے تو اس امر نے شیوخِ شیعہ کی نیندوں کو حرام کر ڈالا تھا اور ان کے معاملے کو تہہ و بالا کر دیا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ انھوں نے اس بات کی صراحت کی ہے کہ قرآن میں ان کے ائمہ کا تذکرہ نہیں ہے۔

انھوں نے روایت کی ہے: ''اگر قرآن اسی انداز سے پڑھا جائے جیسے نازل ہوا ہے تو آپ ہمیں اس میں مسموم اور زہر آلود پائیں گے۔'' ②

آپ غور فرمائیں اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو بھی سیدھی راہ کی ہدایت نصیب فرمائے۔ آغازِ معاملہ میں انھوں نے کہا تھا کہ آیت مبارکہ کا ایک معنی تو ظاہری ہوتا ہے اور ایک معنی باطنی ہوتا ہے۔

پھر معاملہ ترقی پا گیا اور بول اٹھے کہ قرآن کریم کا ایک ظاہر ہے اور ایک باطن ہے اور پھر اس کے باطن میں مزید سات باطنی درجات ہیں۔ ③

پھر شیعی مذہب کے شیوخ کے اندازے بہک گئے اور نشانے خطا ہو گئے تو کہنے لگے: ''بلکہ ان میں سے ہر ایک آیت کے جیسا کہ مشہور اخبار اور معروف روایات سے ظاہر ہو رہا ہے سات باطنوں سے مراد ستر باطن ہیں۔'' ④

شیعہ کے شیوخ نے اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ یہ سب باطن خواہ یہ جس قدر بھی زیادہ تعداد میں ہیں دو باتوں کو ثابت کرنے کے لیے ہیں۔

پہلی بات:

ساداتِ اطہار کی فضیلت و مرتبت...... بلکہ واضح ترین حق بات یہی ہے کہ فضل و

انعام اور مدح واکرام کی اکثر آیات مبارکہ بلکہ سبھی کی سبھی آیات ہی ان کے متعلق اور ان کے اولیاء و رفقاء کے متعلق نازل ہوئی ہیں۔

دوسری بات:

طعن وتوبیخ اور تہدید وتشنیع بلکہ ایسی تمام آیات ان کے مخالفین صحابہ میں سے اور ان کے بعد والوں کے متعلق ہیں...... بلا شبہ

حاشیہ۲۳: ① بحار الانوار الجامعۃ لدار أخبار الائمہ الأطہار، ج: ۹۲/ ۷۸۔۱۰۶۔ ان کے شیخ محمد باقر المجلسی المتوفی ۱۱۱۱ھ کی کتاب۔

② تفسیر العیاشی: ج ۱/۱۳۔ وتفسیر البرھان ص ۲۲ ہاشم بن سلیمان البحرانی الکتکانی المتوفی ۱۱۰۷ھ کی تفسیر۔

③ تفسیر الصافی فی تفسیر القرآن، ج ۱/ ۳۱ محمد بن المرتضیٰ الملقب بالفیض الکاشانی کی تفسیر، وعوالی اللالی، ج ۴/ ۱۰۷ ابن ابی جمہور الاحسائی کی جو کہ ان کے دسویں صدی ہجری کے شیوخ عظام میں سے ہے۔

④ مرأۃ الانوار ومشکاۃ الأسرار، ص: ۴، ۱۹ ویسمی مقدمہ البرھان لأبی الحسن الفتونی المتوفی ۱۱۴۰ھ، ان کے شیخ نے اپنے الفتونی صاحب کو ''الحجۃ'' کے لقب سے نوازا ہے اور کہا ہے کہ ''اس کی کتاب جیسی کوئی کتاب بھی منصۂ شہود پر نہیں آئی۔'' ملاحظہ فرمائیں: مستدرک الوسائل، ج ۳/ ۳۸۵، والذریعۃ ج ۲۰/ ۲۶۴ اور موصوف ان کے متاخرین فقہاء میں سب سے عظیم ہیں ملاحظہ ہو: روضات الجنات ،ص ۔۶۵۸ جو کہ خوانساری کی تصنیف ہے ۔اللہ تعالیٰ نے سارے کا سارا باطنی قرآن امامت وولایت کی دعوت میں رکھا ہے جس طرح کہ سارا ظاہری قرآن توحید اور نبوت رسالت کی دعوت کے لیے مختص فرمایا ہے۔ ①

دوم: یہ لوگ عقیدہ رکھتے ہیں کہ قرآن کریم کا بڑا حصہ ان کے بارے میں اور ان کے دشمن یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے متعلق نازل ہوا ہے، ان شیوخ کے بقول: قرآن کا بڑا حصہ ان کے متعلق، ان کے اولیاء اور اعداء کے متعلق نازل ہوا ہے۔ ②

البرانی کا تو یہاں تک گمان ہے کہ تن تنہا حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا قرآن کریم میں ۱۱۵۴ مرتبہ تذکرہ موجود ہے اور اس نے اس سلسلے میں ایک کتاب بھی تالیف کی ہے جس کا اس نے نام رکھا ہے:

”اللوامع النورانية فی أسماء علی وأهل بيته القرآنية“
جوکہ ۱۳۹۴ میں قسم کے ”مطبعته العلمية “طبع بھی ہو چکی ہے۔

وضاحتی نوٹ !

اے منصفقاری ! اگرتو قرآن کریم کا ہر صفحہ بڑے غور سے دیکھ لے اور عربی لغات کی تمام قاموس اپنے پاس رکھ لے تو قرآن کے بارہ اماموں میں سے کسی ایک کا نام بھی قرآن کریم میں نہیں پائے گا۔ پھر شیعہ کے شیوخ کے ہاں یہ معاملہ مزید ترقی پا گیا جس طرح عادت ہے، انھوں نے قرآن کو چار حصوں میں تقسیم کر دیا ہے اور کہا ہے۔”ابوعبداللہ“ سے روایت ہے آپ نے کہا ہے:

”إِنَّ الْقُرْآنَ نَزَلَ أَرْبَعَةَ أَرْبَاعٍ : رُبُعٌ حَلَالٌ، وَ رُبُعٌ حَرَامٌ، وَ رُبُعٌ سُنَنٌ وَّ أَحْكَامٌ، وَ رُبُعٌ خَبَرُهَا كَانَ قَبْلَكُم وَ نَبَأُمَا يَكُوْنُ بَعْدَكُم، وَ فَصْلُ مَا بَيْنَكُم“ ③

”بے شک قرآن چوتھائیوں میں نازل ہوا ہے۔① ایک چوتھائی تو حلال ہے۔② ایک چوتھائی حرام ہے۔③ ایک چوتھائی سنن واحکام ہیں۔④ ایک چوتھائی تم سے پہلوں کی خبریں، تمہارے بعد والوں کی باتیں اور تمھارے باہمی امور کی تفصیلات ہیں۔“

وضاحتی نوٹ :

بارہ ائمہ کا ذکر کہاں گیا؟ شیعہ مذہب کے بعض شیوخ نے اس امر میں موجود کمی کو پورا کرنے کی کوشش کی کہ سابقہ روایت میں ان کے بارہ اماموں کا ذکر نہیں آیا تو انھوں نے یہ روایت جاری کردی جو یہ بیان کرتی ہے کہ:

” نَزَلَ الْقُرْآنُ أَثْلَاثًا، ثُلُثٌ فِيْنَا وَ فِيْ عَدُوِّنَا، وَ ثُلُثٌ سُنَنٌ وَّ أَمْثَالٌ، وَ ثُلُثٌ فَرَائِضُ وَ أَحْكَامٌ“ ④

''قرآن تہائیوں کے حساب سے نازل ہوا ہے۔[1] ایک تہائی ہمارے اور ہمارے دشمن کے بارے میں۔[2] ایک تہائی سنن وامثال کے بارے میں[3] اور ایک تہائی فرائض و احکام کے بارے میں۔''

حاشیہ نمبر۲۴: ① ص، مرآۃ الانوار ص۔۱۹

② تفسیر الصافی ج/۲۴

③ اصول الکافی ج ۲/ ۶۲۷

④ اصول الكافى ج ٢/٦٢٧ ، وتفسير ابدهان ج ١/٢١ ، وتفسير الصافى ج ١/٢٤ و واللوامع النورانية ص ٦۔

پھر ان کے شیوخ نے اس کا بھی تدارک کیا اور مزید حصے بنا کر پیش کر دیے بولے: ابوجعفر سے مروی ہے اس نے فرمایا ہے:

" نَزَلَ الْقُرْآنُ أَرْبَعَةَ أَرْبَاعٍ، رُبُعٌ فِينَا، وَ رَبُعٌ فِيْ عَدُوِّنَا، وَ رُبُعٌ سُنَنٌ وَّ أَمْثَالٌ، وَ رُبُعٌ فَرَائِضُ وَ أَحْكَامٌ "[1]

''(i) قرآن تو چار چوتھائیوں میں نازل ہوا ہے ایک چوتھائی ہمارے متعلق (ii) ایک چوتھائی ہمارے دشمن کے متعلق (iii) ایک چوتھائی سنن وامثال پر مشتمل ہے (iv) اور ایک چوتھائی فرائض واحکام پر مشتمل ہے۔''

بعض مسلمانوں نے توجہ دلائی کہ اس تقسیم کے لحاظ سے قرآن کریم میں ائمہ کی کوئی خاص امتیازی خوبی تو موجود نہیں ہے جس میں وہ اپنے مخالفوں سے ممتاز ونمایں ہون تو ان کے شیخ العیاشی اس بات کو تاڑ گئے تو اس نے سابقہ روایت کی مثل ایک چوتھی روایت جاری کر دی جس میں یہ اضافہ بھی شامل کر دیا:

" وَلَنَا كَرَائِمُ الْقُرْآنِ "

''اور ہمارے لیے قرآن کے عمدہ اور قیمتی مقامات ہیں۔''

تفسیر الصافی والے نے یہ کہتے ہوئے اس طرح اشارہ کیا ہے

"وَ زَادَ الْعِيَاشِيُ : وَلَنَا كَرَائِمُ الْقُرآن "②

"عیاشی نے یہ الفاظ زائد لکھے ہیں: "وَلَنَا كَرَائِمُ الْقُرآن "

سوال ان تاویلات اور تفسیری بیانات کی کیا اصل ہے جنھیں یہ قرآن کریم کے لیے بیان کرتے ہیں مزید اس کی چند مثالیں بھی ذکر کریں؟

جواب شیعہ کی تفاسیر میں سے سب سے پہلی کتاب جس نے اس انداز تفسیر کو بنیاد فراہم کی وہ ان کے شیخ جابر بن یزید بن الحارث الجعفی الکوفی المتوفی سنۃ ۱۲۷ کی تفسیر القرآن ہے جو رسول اللہ ﷺ کے اصحاب کو کافر قرار دینے میں بہت مشہور تھا۔

عجیب بات:

اس جابر الجعفی کو ثقہ قرار دینے اور اسے ضعیف قرار دینے میں شیعہ مذہب کی کتب متضاد باتوں پر مبنی ہیں: کچھ باتیں تو ایسی ہیں جو اسے اہل بیت رضی اللہ عنہم کے علم کے واقف کاروں میں سے یاد کرواتی ہیں اور اس پر صفات الٰہی کی جھلک بھی ڈالتی ہیں کہ وہ علم غیب جانتا ہے اور وہ کچھ بھی جانتا ہے جو ماؤں کے رحموں میں ہے۔ ان کے شیخ محمد بن حسین المظفر نے کہا ہے جابر نے امام الباقر علیہ السلام سے روایات بیان کی ہیں بالخصوص ستر ہزار احادیث: اور پھر ہم ان کے ہاں موجود ایسی دوسری باتیں بھی پڑھتے ہیں جو اس پر طعن کرتی ہیں کہ وہ کذاب اور دجال ہے۔

حاشیہ نمبر ۲۵: ① أصول الكافي ج : ۲/۶۲۷۔

② تفسير العياشي ج ۹/۱۔ تفسير فرات المقدمة ص، ۴۳۔ فرات الكوفي كي، بحار الانوار ج ۳۰۵/۲۴ مجلسی کی، کنز الفوائد ص ۲ محمد الكراجكي المتوفى ۴۴۹ كي، تفسير البرهان، ج ۲۱/۱۔ اللوامع النوارنية ص، البحرانی کی۔

③ الامام الصادق ص ۱۴۳ محمد حسين المظفر کی ،طبع الثالثه ۱۳۹۷ مطبع دارالزهراء بیروت ۔

انھوں نے روایت کی ہے ،زرارہ نے کہا ہے : میں نے ابو عبداللہ سے جابر کی احادیث کی بابت دریافت کیا تو آپ نے فرمایا: ''میں نے اسے اپنے باپ کے پاس کبھی نہیں دیکھا سوائے ایک مرتبہ کے اور وہ میرے پاس بھی کبھی نہیں آیا۔''

یہ ہے تناقض وتضاد اور ایسا تناقض شیعہ افراد اور ان کے شیوخ کے متعلق ثقہ اور ضعیف کا حکم بکثرت ملتا ہے۔ ②

اہم ترین بات :

اثنا عشریہ کی کتب اپنے شیخ جابر سے اللہ تعالیٰ کے مندرجہ ذیل فرمان گرامی میں موجود لفظ ''الشیطن'' کی تفسیر میں یہ تفسیر کرنے میں وارث بنی ہیں :

﴿ كَمَثَلِ الشَّيْطَانِ اِذْ قَالَ لِلْاِنسَانِ اكْفُرْ فَلَمَّا كَفَرَ قَالَ اِنِّى بَرِیءٌ مِّنْكَ اِنِّى اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ﴾ [الحشر : ١٦]

''شیطان کی طرح کہ اس نے انسان سے کہا کہ کفر کر، جب وہ کر چکا تو کہنے لگا میں تو تجھ سے بیزار ہوں، میں تو اللہ رب العالمین سے ڈرتا ہوں۔''

کہ اس سے مراد امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ ہے۔

بعینہٖ یہی تفسیر اثنا عشریہ وراثت میں پاتے ہیں ان کے شیوخ اپنے اصلی اور قابل اعتماد مصادر میں اسے لکھتے ہیں اس پر اعتماد کرتے ہیں اور پھر اسے آگے نقل کرتے ہیں بلکہ جو شخص یہ بات نہ کہے تو اسے کافر قرار دیتے ہیں باوجود اس امر کے کہ یہ مرجع و مصدر یہودی ہے۔ ③

شیعہ کے شیوخ اللہ تعالیٰ کے مندرجہ ذیل فرمان میں لکھتے ہیں :

وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِیْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا ......أَیُ إِمَامًا

''ہم نے ہر امت میں رسول بھیجا۔'' یعنی امام بھیجا۔

اَن عُبُدُوا اللّٰہَ   أَیُ بِالْأَئِمَّۃِ

''لوگو! صرف اللہ کی عبادت کرو۔'' یعنی ائمہ کے ذریعے سے۔

وَاجُتَنِبُوا الطَّاغُوتَ   أَیُ أَبُوبَکرٍ وَ عُمَرُ

''اوراس کے سوا تمام معبودوں سے بچو۔'' یعنی ابوبکر اور عمر سے۔

[النحل : ٣٦]

اور اللہ تعالیٰ کے اس فرمان اقدس کے بارے میں انھوں نے یہ کہا ہے:

وَقَالَ اللّٰہُ لَا تَتَّخذُوا اِلٰھَینِ امثُنَینِ ''أیُ إِمَامَینِ اثُنَینِ

''اللہ تعالیٰ ارشاد فرما چکا ہے کہ دو معبود نہ بناؤ: یعنی دو امام نہ بناؤ''

''اِنَّمَا ھُوَ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ أَیُ إِمَامٌ وَّاحِدٌ''

''معبود تو صرف وہی اکیلا ہے۔ یعنی امام ایک ہی ہے''

''فَاِیَّایَ فَارُھَبُونِ''

''پس تم سب صرف میرا ہی ڈر خوف رکھو۔④''

اور اللہ تعالیٰ کے اس فرمان گرامی کی تفسیر بھی دیکھ لو:

'' وَ یَعُبُدُونَ مِنُ دُونِ اللّٰہِ مَا لَا یَنُفَعُھُمُ وَلَا یَضُرُّھُمُ وَ کَانَ الُکَافِرُ'' أَیُ عُمَرو بُنُ الُخَطَّابِ

''یہ اللہ کو چھوڑ کر ان کی عبادت کرتے ہیں جو نہ تو انھیں کوئی نفع دے سکیں نہ کوئی نقصان پہنچا سکیں کافر تو ہے ہی۔'' یعنی عمر بن الخطاب۔ '' عَلٰی رَبِّہٖ '' أَیُ عَلِیٍ عَلَیُہِ السَّلَامُ

''اپنے رب کی طرف۔'' یعنی علی علیہ السلام کی طرف۔

﴿ ظَھِیرًا ﴾ [الفرقان : ٥٥]

’’پیٹھ کرنے والا۔‘‘⑤

حاشیہ نمبر۲۶: ① مستدرک وسائل الشیعۃ، ج:۱۲/ ۲۹۹، بحار الأنوار، ج:۲/ ۷۰ مجلسی کی، کتاب الغیبۃ، ص۱۶۴ ابوجعفر الطّوسی کی جو ان کے نزدیک ”شیخ الطائفة“ کے لقب سے جانے جاتے ہیں۔ إکمال الدین و تمام النعمة، محمد بن علی بن بابویه القمی کی جو’’الصدوق‘‘ کے لقب سے معروف ہے المتوفی ۳۸۱ھ نئی طباعت، ج۲/ ۳۴۹، رجال الکشی، ص: ۱۹۱ ابوعمرو محمد الکشی المتوفی ۳۵۰ھ کی۔

② بطور مثال دیکھا جائے: رجال الکشی نمبر ۳۳۶، ص۱۹۱ و ص ۲۲۳۔

③ کتاب الکلینی جو مجلسی کی کتاب’’ مرآة العقول فی شرح، أخبار آل الرسول، ج:۴/ ۴۱۶ کے حاشیہ پر مطبوع ہے وتفسیر العیاشی، ج۲/ ۲۲۳۔تفسیر الصافی، ج۳/ ۸۴ تفسیر البرھان، ج ۲/ ۳۰۹۔ بحارالانوار، ج :۳/ ۳۷۸۔

④ تفسیر البرھان، ج:۲/ ۳۷۳۔ الصافی، ج ۳/ ۱۳۴ تفسیر نور الثقلین، ج:۳/ ۶۰ عبداللہ بن جمعہ الحویری کی۔

⑤ تفسیر القمی، ج:۲/ ۱۱۵ علی بن إبراہیم القمی المتوفی سنہ ۳۰۷ھ کی۔

اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان گرامی:

﴿ وَاَشۡرَقَتِ الۡاَرۡضُ بِنُوۡرِ رَبِّهَا ﴾ [الزمر: ۶۹]

’’اور زمین اپنے پروردگار کے نور سے جگمگا اٹھے گی۔‘‘ یعنی زمینی امام کے نور سے تب لوگ امام کے نور کی وجہ سے شمس وقمر کے نور سے بے نیاز ہو جائیں گے۔①

اور اللہ تعالیٰ کے فرمان اقدس:

وَ لَا تَدۡعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ كُلُّ شَيۡءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجۡهَهٗ ...... أَيۡ إِلَّا الۡأَئِمَّةَ عَلَيۡهِمُ السَّلَامُ۔

’’اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور معبود کو نہ پکارنا، بجز اللہ تعالیٰ کے کوئی اور معبود نہیں، ہر چیز فنا ہونے والی ہے مگر اسی کا منہ۔‘‘ یعنی بجز ائمہ علیہم السلام کے۔

لَهُ الۡحُكۡمُ وَ اِلَيۡهِ تُرۡجَعُوۡنَ [القصص: ۸۸]

''اسی کے لیے فرمانروائی ہے اور تم اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔''

ائمہ علیہم السلام ہی ''وَجْهُ اللّٰهِ '' ہیں یعنی اللہ تعالیٰ کا چہرہ اور منہ ہیں اور ائمہ علیہم السلام ہی وہ چہرہ اور منہ ہیں جن سے اللہ تعالیٰ دیتا ہے...... الخ۔ ②

وضاحتی نوٹ:

① شیوخ الشیعۃ کی تفسیر قرآن کے چند نمونے جو قبل ازیں بیان ہوئے ہیں بلا شبہ ان کے بارہ ائمہ کے ذکر خیر اور ان کے مخالفین کے ذکر پر مشتمل ہیں، شیوخ شیعہ نے اس مسئلہ کے ثبوت کے لیے ہزاروں نصوص اکٹھی کرنے پر اپنی توانائیاں صرف کر دی ہیں۔

ابو عبداللہ رحمہ اللہ کے سامنے آیات الٰہیہ کی ایسی ہی باطنی تاویلات اور باطنی تفسیروں کا ذکر کیا گیا جو شیوخانِ شیعہ بیان کرتے ہیں ان کے سامنے یہ بات عرض کی گئی: ''آپ کی طرف سے الخمر، المیسر، الأنصاب اور الأزلام کی تفسیر میں مروی ہے کہ یہ لوگ ہیں تو آپ نے فرمایا:

'' مَا كَانَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ لِيُخَاطِبَ خَلْقَهٗ بِمَا لَا يَعْلَمُوْنَ ''

''اللہ تعالیٰ ایسا نہیں ہے کہ وہ اپنی مخلوق سے اس طرح کی باتیں کرے جنھیں وہ جانتے ہی نہ ہوں۔'' ③

یہ سوال اس آیت مبارکہ کے متعلق تھا:

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَ الْمَيْسِرُ وَ الْاَنْصَابُ وَ الْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴾ [المائدة: ٩٠]

''اے ایمان والو! بات یہی ہے کہ شراب اور جوا اور بت وغیرہ اور قرعہ کے تیر یہ سب گندی باتیں، شیطانی کام ہیں ان سے بالکل الگ رہو تا کہ تم فلاح یاب

ہو۔'' مترجم

ابوعبداللہ کا مذکورہ فرمان جو شیعہ مذہب کی قابل اعتماد کتب الرجال میں وارد ہے ان کے شیوخ کی تعمیر کردہ ایسی تمام تحریفات کی عمارتوں کو منہدم کر رہا ہے اور اللہ تعالیٰ کی کتاب میں اور اس کی آیات میں اس رویہ کا نام ہی الحاد ہے جبکہ اللہ تعالیٰ تو اس طرح فرما رہے ہیں:

﴿ اِنَّآ اَنۡزَلۡنٰهُ قُرۡءٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمۡ تَعۡقِلُوۡنَ ﴾ [يوسف : ٢]

''یقیناً ہم نے آپ پر اس عربی قرآن کو نازل فرمایا ہے کہ تم سمجھ سکو۔''

اور اللہ تعالیٰ نے یوں بھی فرمایا ہے:

﴿ اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّكۡرَ وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوۡنَ ﴾ [الحجر : ٩]

''ہم نے ہی اس قرآن کو نازل فرمایا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔''

حاشية نمبر٢٧ : ❶ تفسير القمى، ج : ٣٥٣/٢۔ تفسير البرهان، ج : ٨٧/٤۔ تفسير الصافى، ج : ٣٣١/٤۔

❷ تفسير القمى، ج : ١٤٧/٢، ٣٤٥۔ كنز الفوائد، ص : ٢١٩ الكراجكى كى۔ مناقب آل أبى طالب، ص٦٣، ٣٤٣ أبوجعفر رشيد الدين بن شهر آشوب المازندرانى المتوفى ٥٥٨٨ كى۔ تفسير الصافى، ج : ١١٠/٥۔ بحار الأنوار، ج٢٤ ١٩٢/٢٤-١٩٣۔ تفسير القرآن الكريم عبدالله شبر كى تفسير ص ٣٧٨ جسے دار إحياء الثراث العربى نے ٥١٣٩٧ ميں تسيرى مرتبه طبع كيا هے۔

❸ وسائل الشيعة (الحر العاملى كى) ج ١٦٧/١٧۔ رجال الكشى، ص : ٢٩١۔

شیوخ شیعہ کی وضاحتوں کا توڑ:

شیوخ شیعہ کی قابل اعتماد اور ان کے ہاں متفق علیہ کتابوں میں مروی ایسی باطنی تاویلات اور تفسیری بیانات کے متعلق الامام ابوعبداللہ رحمہ اللہ نے ان کے گھڑنے والوں پر یہ حکم لگایا ہے کہ یہ لوگ یہود، نصاریٰ، مجوس اور مشرکین سے بھی بدتر ہیں اور شیوخ شیعہ نے

بذات خود آپ رحمہ اللہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ انھوں نے ان کے متعلق یہ فرمایا ہے:
''یہ لوگ یہودیوں، عیسائیوں، مجوسیوں اور مشرکوں سے بھی زیادہ برے ہیں، اللہ کی قسم ان کے کسی بھی چیز کو حقیر و ذلیل قرار دینے سے وہ چیز حقیر و ذلیل نہیں بن سکتی۔ جسے اللہ تعالیٰ نے عظمت و سربلندی عطا فرمائی ہو اور اس سے اللہ تعالیٰ کی عظمت میں کچھ بھی فرق نہیں آ سکتا۔ اللہ کی قسم! اگر میں ان باتوں کا اقرار کرلوں جو اہل کوفہ میرے حوالے سے کہتے ہیں تو زمین مجھے دبوچ لے۔ میں تو صرف عبد مملوک ہوں اور میں کسی چیز کو نقصان اور نفع پہنچانے پر قدرت نہیں رکھتا۔ ①

② ایسی تمام تاویلات اجتہادی آراء نہیں ہیں جو شیوخ شیعہ کے مابین بحث و تکرار کے قابل ہوں بلکہ یہ تو شیوخ شیعہ کے نزدیک قطعی الثبوت اور مقدس نصوص ہیں جن کا مقام و مرتبہ وحی کے برابر ہے بلکہ وحی سے بھی بلند تر کیونکہ یہ منسوخ نہیں ہوسکتیں۔ جبکہ قرآن کریم کی وحی کو تو ان کا امام منسوخ قرار دے سکتا ہے۔

انھوں نے روایت بیان کی ہے۔ سفیان السمط سے مروی ہے، اس نے کہا: میں نے ابوعبداللہ سے عرض کی: میں آپ پر فدا ہوں کوئی شخص آپ کی طرف سے ہمارے پاس آتا ہے جو کذب بیانی میں مشہور و معروف ہے پھر وہ کوئی ایسی حدیث بیان کرتا ہے جسے ہم بد مزہ اور بدنما پاتے ہیں، تو فرمایا ابوعبداللہ نے:

''وہ تجھے کہتا ہے کہ میں نے رات کو دن کہا ہے یا دن کو رات کہا ہے۔'' فرمایا: ''اگر وہ شخص تجھے یوں کہتا ہے کہ ''میں ہی نے یہ بات کہی ہے۔'' تو تو اسے مت جھٹلا، کیونکہ تو مجھے ہی جھٹلائے گا۔'' ②

③ شیعہ کے شیوخ کے نزدیک تفسیر کے دو پہلو ہیں ظاہری اور باطنی...... جیسا کہ قبل ازیں بیان ہوا ہے...... اور دونوں ہی معتبر ہیں، ظاہری تفسیر کو سبھی شیعہ کے لیے بیان کی جاتی ہے رہی باطنی تفسیر تو وہ صرف انھی خواص شیعہ کے لیے بیان کی جاتی ہے جو اسے

برداشت کرنے اور اٹھانے کی استطاعت اور خوبی عطا کیے جاتے ہیں۔

عبداللہ بن سنان ذریح المحاربی سے روایت بیان کرتا ہے کہ اس نے کہا: میں نے ابو عبداللہ سے عرض کی: اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں آپ نے دریافت کیا اور وہ کون سا کام ہے؟ میں نے جواب دیا، اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان:

﴿ ثُمَّ لْيَقْضُوا تَفَثَهُمْ وَلْيُوفُوا نُذُورَهُمْ وَلْيَطَّوَّفُوا بِالْبَيْتِ الْعَتِيقِ ﴾

[الحج : ۲۹]

''پھر وہ اپنا میل کچیل دور کریں اور اپنی نذریں پوری کریں اور اللہ کے قدیم گھر کا طواف کریں۔''

آپ نے فرمایا:

" ثُمَّ لْيَقْضُوا تَفَثَهُمْ " لِقَاءُ الْإِمَامِ

''پھر وہ اپنا میل کچیل دور کریں۔'' سے مراد امام کی ملاقات ہے۔

" وَلْيُوفُوا نُذُورَهُمْ " تِلْكَ الْمَنَاسِكُ

''اور اپنی نذریں پوری کریں۔'' سے مراد وہ مناسک ہیں۔

عبداللہ بن سنان کہتا ہے: ''میں خود ابوعبداللہ کے پاس حاضر خدمت ہوا میں نے عرض کی: ''میں آپ پر فدا و قربان ہو جاؤں، پھر میں نے آپ سے اسی گزشتہ آیت کے متعلق سوال کیا تو فرمانے لگے: ''مونچھیں کاٹنا، ناخن تراشنا اور اسی طرح کے دیگر میل کچیل دور کرنے والے کام مراد ہیں۔'' کہتے ہیں، میں نے عرض کی: ''میں آپ پر فدا ہو جاؤں، بلا شبہ ذریح المحاربی نے مجھے آپ کے نام سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ آپ نے اسے فرمایا تھا: ''امام کی ملاقات اور وہاں کے مناسک مراد ہیں، تب فرمانے لگے: ''ذریح نے بالکل بجا فرمایا اور تو نے بھی عین سچ بولا، بے شک قرآن کا ظاہر بھی ہے اور باطن بھی اور کون اٹھائے گا اسے جسے ذریح اٹھا رہا ہے؟''[3]

اس واضح نص اور دیگر نصوص میں اس امر کی تصریح موجود ہے کہ قرآن کریم کے ظاہری معانی ہیں جو عام لوگوں سے بیان کیے جاتے ہیں اور اس کے کچھ باطنی معانی بھی ہیں جو صرف خواص کے لیے ذکر کیے جاتے ہیں اور خاص بھی وہ جو ان معانی کو اٹھانے کی استطاعت رکھتے ہوں اور وہ انتہائی قلیل تعداد میں ہوتے ہیں اور کبھی کبھار وہ پائے ہی نہیں جائیں گے (اور کون اٹھائے گا اسے جسے ذریح اٹھا رہا ہے)!!

ایک سوال:

یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب شیعہ کے ائمہ اس باطنی علم کے ساتھ اس درجہ بخل رکھتے ہیں اور سبھی شیعہ کے پاس اسے ذکر کرنے سے کنارہ کشی کرتے ہیں ماسوائے ذریح جیسی سطح کے لوگوں کے! تو پھر اثنا عشری کتابوں نے اپنے ائمہ کے منہج وطریق کی کیوں مخالفت کی ہے اور پھر اس بخل زدہ علم کو غیر اہل، خاص و عام کے لیے کیوں شائع کیا ہے بلکہ اپنی ملت کے دشمنوں اہل سنت وغیرہ کے سامنے بھی؟

﴿ اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ عُجَابٌ ﴾ [صٓ : ٥]

''واقعی یہ بہت ہی عجیب بات ہے۔''

لیکن یہ امر قابل تعجب نہیں ہے!! ان لوگوں نے خود کو کم عقل اور چھپانے کی کمی کا ذمہ دار بھی ٹھہرایا ہے۔

ان کے شیخ الکلینی نے علی بن الحسین سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا: ''میں پسند رکھتا ہوں، اللہ کی قسم! کہ میں اپنے شیعہ میں موجود دو کوتاہیوں کے عوض اپنے بازو کا گوشت فدیہ میں دے دوں یعنی کم عقلی وحماقت اور چھپائے رکھنے کی کمی۔''[4]

[4] یہ سب باطنی تاویلات جو شیوخ شیعہ کرتے ہیں جن کے متعلق اعتقاد رکھتے ہیں اور جن کی دعوت پیش کرتے ہیں یہ سب کی سب کتاب اللہ ہیں اور اس کی آیات میں کجی اور الحاد کے باب میں سے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

﴿ إِنَّ الَّذِينَ يُلْحِدُونَ فِي آيَاتِنَا لَا يَخْفَوْنَ عَلَيْنَا أَفَمَن يُلْقَى فِي النَّارِ خَيْرٌ أَم مَّن يَأْتِي آمِنًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ اعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ إِنَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ﴾ [حمٓ السجدة : ٤٠]

”بے شک جو لوگ ہماری آیتوں میں کج روی کرتے ہیں، وہ کچھ ہم سے مخفی نہیں، بتلاؤ تو جو لوگ میں ڈالا جائے وہ اچھا ہے یا وہ جو امن و امان کے ساتھ قیامت کے دن آ گے؟ تم جو چاہو کرتے چلے جاؤ وہ تمھارا سب کیا کرایا دیکھ رہا ہے۔“

حاشیه نمبر ٢٨ : ❶ بحار الأنوار، ج : ٢٩٤/٢٥۔ رجال الکشی، ص : ٣٠٠۔

❷ بحار الأنوار، ج : ٢١١/٢۔٢١٢۔ اللوامع النورانیة، ص : ٥٤٩، ٥٠٠۔

❸ الفروع من الکافی، ج ٥٤٩/٤ من لا یحضره الفقیة، ج : ١٩٠/٢۔١٩١ أبو جعفر محمد بن علی بن الحسین بن بابویة القمی کی جو ”الصدوق“ کے لقب سے معروف ہے۔ (المتوفی ٣٨١ھ) تفسیر الصافی ، ج :٣٦٧/٣۔ تفسیر البرهان، ج ٨٨/٣۔٨٩، وسائل الشیعة، ج ٢٥٣/١٠، مفتاح الکتب الأربعة، ج ٢٨٨/٥ محمود بن المهدی الموسوی)

❹ الکافی، ج : ٢٢٢/١۔ وسائل الشیعة، ج ٢٣٥/١٦۔ بحار الأنوار، ج : ٤١٦/٦٨، الخصال، ج ٤٤/١۔ ابن بابویة کی۔

سوال شیوخ الشیعة میں سے وہ کون سا پہلا ہے جس نے قرآن کریم میں کمی بیشی اور تحریف کی باتیں کی ہیں؟

جواب وہ ان کا شیخ ہشام بن الحکم الجھمی ہے جو کہ عقیدہ تجسیم کا قائل تھا اس نے یہ گمان اور خیال ظاہر کیا تھا کہ قرآن خلیفہ راشد حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کا ایام خلافت میں گڑا گیا تھا جب کہ حقیقی قرآن اس کے عقیدے کے مطابق صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین مرتد ہونے پر آسمانوں کی جانب اٹھا لیا گیا تھا۔[1]

کتاب شیعہ میں سے سب سے پہلی کتاب جس میں ان کے عقیدہ کے متعلق تحریر کیا

گیا ہے کہ قرآن میں کمی وبیشی ہوئی ہے وہ شیخ الشیعۃ سلیم بن قیس الہلالی المتوفی سنہ ۹۰ھ کی کتاب ہے، حجاج نے اسے قتل کرنے کا ارادہ کیا تھا مگر یہ وہاں سے بھاگ گیا اور ابان بن ابو عیاش ② کے ہاں جا کر پناہ گزیں ہو گیا تھا، جب اس کی وفات کا وقت قریب آیا تو سلیم بن قیس نے اسے اپنی یہ کتاب عنایت کی تب ابان بن ابو عیاش نے اس سے یہ روایت کی۔③ اس کے علاوہ کسی نے بھی اس سے اس کتاب کی روایت نہیں کی۔ اور یہ وہ سب سے پہلی کتاب ہے جو شیعہ کے لیے وجود میں آئی۔ ④

اس کی بابت ان کے شیخ المجلسی نے یوں لب کشائی کی ہے: ''یہ شیعہ کے اصول میں سے ایک اصل ہے اور یہ قدیم ترین کتاب ہے جو اسلام میں تصنیف کی گئی ہے۔''

اس نے مزید ذکر کیا ہے کہ علی بن الحسین پر اس کتاب کو پڑھا گیا تو آپ نے فرمایا تھا: ''سلیم نے سچ کہا۔''⑤

یہ کتاب سبائی شیعہ کے شیوخ کے اصلی عقائد کی حامل کتاب ہے یہ کتاب علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ کی الوہیت کو بھی بیان کر رہی ہے۔

وہ اس طرح کہ اس میں لکھا ہے کہ شیعہ کے شیوخ جس وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ کو پکارتے تھے تو یوں کہا کرتے تھے:

" یَا اَوَّلُ، یَا آخِرُ، یَا ظَاهِرُ، یَا بَاطِنُ، یَا مَنْ هُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ "

اور یہ بھی روایت کرتے ہیں کہ سورج نے علی علیہ السلام سے کہا تھا:

" یَا اَوَّلُ، یَا آخِرُ، یَا ظَاهِرُ، یَا بَاطِنُ، یَا مَنْ هُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ "⑥

پھر یہی عقیدہ ان کی اساسی کتابوں میں اور ان کے معتبر مصادر میں انتہائی خوشگواری سے بڑھتا آیا۔

حاشیہ نمبر ۳۰:

❶ التنبیۃ والرد، ص ۲۵ ابو الحسین الملطی کی۔
❷ اس سے مراد ابو اسماعیل ابان بن ابو عیاش المتوفی ۱۳۸ھ الحلی اور الأردبیلی نے اس کے

متعلق لکھا ہے: ''ابان بن ابوعیاش بہت ہی ضعیف راوی ہے، ہمارے اصحاب سلیم بن قیس کی کتاب وضع کرنے کی اسی کی طرف نسبت کرتے ہیں۔'' (رجال الحلی، ص ۲۰۶، جامع الرواۃ، ج ۹/۱)

❸ رجال الحلی، ص ۸۲-۸۳، رجال الکشی، ص ۱۶۷، الرجال للبرقی، ص ۳-۴ الفہرست لا بن الندیم، ص ۲۱۹ **اور سلیم بن قیس کا اہل سنت والجماعت کی کتب اسماء الرجال میں ذکر نہیں ہے۔**

❹ الذریعة إلی تصانیف الشیعة، ج ۱۵۲/۲ آقا بزرگ المطہرانی کی الفہرست ابن ندیم کی، ص۲۱۹۔

❺ بحار الأنوار ، ج : ۱۵۶/۱-۱۵۸ دیکھیے : تہذیب الأحکام، ج ۱۷۶/۹۔ وسائل الشیعة، ج : ۱۰۱/۲۷۔

❻ کتاب سلیم، ص ۳۸۔ بحار الأنوار، ج : ۱۷۹/۴۱،۱۸۱۔ الفضائل، ص ۶۹ شاذان بن جبرئیل القمی کی۔

اور یہ روایت بھی کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

" اَنَا وَجْهُ اللّٰهِ وَ اَنَا جَنْبُ اللّٰهِ وَ اَنَا الْأَوَّلُ وَ اَنَا الْآخِرُ وَ اَنَا الظَّاهِرُ وَ اَنَا الْبَاطِنُ وَ اَنَا بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ...... اَنَا اُحْيِيْ وَ اَنَا اُمِيْتُ وَ اَنَا حَيٌّ لَا اَمُوْتُ......"[1]

''میں اللہ کا چہرہ ہوں، میں اللہ کا پہلو ہوں، میں اول ہوں، میں آخر ہوں، میں ظاہر ہوں، میں باطن ہوں، میں ہر چیز کو جاننے والا ہوں......میں زندہ کرتا ہوں، میں مارتا ہوں اور میں زندہ ہوں میں مروں گا نہیں۔''

پھر اسی بات کا ان کی آیت عبدالحسین العاملی نے بانگ دہل اعلان کر دیا اور بولا:

اَبَا حَسَنٍ اَنْتَ عَيْنُ الْإِلٰهِ   وَ عُنْوَانُ قُدْرَتِهِ السَّامِيَةُ
وَ اَنْتَ الْمُحِيْطُ بِعِلْمِ الْغُيُوْبِ   فَهَلْ عِنْدَكَ تَعْزُبُ مِنْ خَافِيَةُ
وَ اَنْتَ مُدَبِّرُ رَحَى الْكَائِنَاتِ   وَ عِلَّةُ اِيْجَادِهَا الْبَاقِيَةُ

لَكَ الْأَمْرُ اِنْ شِئْتَ تُنْجِيْ غَدًا وَ اِنْ شِئْتَ تَسْفَعُ بِالنَّاصِيَةِ

''اے ابوالحسن ! تو الہ کی انکھ ہے یا تو عین الہ ہے اور اس کی بلند قدرت کا پتا اور ایڈریس ہے۔''

''اور تو غیبوں کے علم کا احاطہ کرنے والا ہے کیا جو چیز مخفی ہے وہ تجھ سے پوشیدہ رہ سکتی ہے۔''

''اور تو کائنات کی چکی کا مدبر ہے اور اس کی باقی رہنے والی ایجادات کا باعث ہے۔''

''سارا اختیار تیرے ہاتھ میں ہے کل قیامت کو اگر تو چاہے تو نجات دے دے اور اگر تو چاہے تو پیشانی سے گھسیٹ لے۔''

شیوخ شیعہ پر ایک زبردست آفت :

بعض شیوخ شیعہ نے سلیم بن قیس کی کتاب میں ایک زبردست بات دریافت کی ہے ان کی یہ دریافت اثناعشری تشیع کی بنیادیں منہدم ہونے سے قبل کی ہے، اے قاری ! یہ خیال مت کر کہ یہ دریافت امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کی الوہیت والا معاملہ ہے، نہیں کیونکہ اسے تو وہ تسلیم کرتے ہیں، لیکن وہ خطرناک دریافت جسے انھوں نے مذکورہ کتاب سے دریافت کیا ہے وہ ہے کہ اس نے ائمہ کی تعداد کو تیرہ بنایا ہے؟ تو یہ ایک زبردست آفت اور مصیبت ہے جو اثناعشری مذہب کو بنیادوں سے گرا رہی ہے؟

سوال شیوخ شیعہ کا قرآن میں کمی بیشی اور تحریف کا قول ابتدا میں کس طرح شروع ہوا؟

جواب اس قول کی ابتدا سلیم بن قیس کی کتاب سے ہوئی ہے اور یہ صرف دو روایتیں ہیں، قریب تھا کہ یہ روایات ملیامیٹ ہو جاتیں کہ تیری صدی ہجری میں شیخ الشیعہ علی بن ابراہیم القمی (المتوفی ۳۰۷ھ) نے انھیں زندہ کیا اور یوں لکھا: ''قرآن میں ناسخ اور

منسوخ ہے۔'' پھر لکھتے لکھتے یوں کہا: ''اس میں تحریف بھی ہوئی ہے اور اس میں اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ کے برخلاف بھی ہے۔'' مزید لکھا: ''رہی وہ بات جو اس میں تحریف شدہ ہے تو وہ یہ فرمان گرامی ہے:

حاشیہ نمبر ۳۱:

❶ رجال الکشی، ص : ۲۱۱ ۔ بحار الأنوار، ج : ۱۸۰/۹۴، مناقب آل أبی طالب، ج: ۳۸۵/۲ ابو جعفر رشید الدین بن شهرآشوب المازندرانی المتوفی ۵۸۸ھ کی، بصائر الدرجات فی فضائل آل محمد، ص : ۱۵۱ ابن فروخ الصفار کی۔

❷ دیوان الحسین، ج ۱ من القسم الثانی الخاص فی الأدب العربی، ص ۴۸ ۔ دیکھیے مقتبس الأثر، ج : ۱۵۳/۱ الحائری کی، أعیان الشعیة، ج : ۲۱۹/۵ ان کی آیت محسن الأمین کی۔

" لٰكِنِ اللّٰهُ يَشْهَدُ بِمَآ اَنْزَلَ اِلَيْكَ " فِيْ عَلِيٍّ

''جو کچھ آپ کی طرف اتارا ہے اس کی بابت خود اللہ تعالیٰ گواہی دیتا ہے۔''

اصل میں تھا (جو کچھ آپ کی طرف اتارا ہے علی کے بارے میں......)

﴿ بِعِلْمِهٖ وَ الْمَلٰٓئِكَةُ يَشْهَدُوْنَ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ﴾ [النساء : ۱۶۶]

''اسے اپنے علم سے اتارا ہے اور فرشتے بھی گواہی دیتے ہیں۔''

اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان بھی تحریف شدہ ہے:

﴿ يٰٓاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ﴾ فِيْ عَلِيٍّ

''اے رسول! جو کچھ بھی آپ کی طرف آپ کے رب کی جانب سے نازل کیا گیا ہے (یعنی علی کے بارے میں) اسے پہنچا دیجیے۔''

﴿ وَ اِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ ﴾ [المائدة : ٦٧]

''اگر آپ نے ایسا نہ کیا تو آپ نے اللہ کی رسالت ادا نہیں کی۔''

اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان بھی:

﴿ اِنَّ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا وَ ظَلَمُوۡا ﴾ آلَ مُحَمَّدٍ حَقَّهُمْ
''جن لوگوں نے کفر کیا اور ظلم کیا۔'' یعنی آل محمد پر ان کے حق کے معاملے میں۔

﴿ لَمۡ یَکُنِ اللّٰہُ لِیَغۡفِرَ لَہُمۡ ﴾ [النساء : ١٦٨]
''انھیں اللہ تعالیٰ ہرگز نہ بخشے گا۔''

اور اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد بھی:

﴿ وَ سَیَعۡلَمُ الَّذِیۡنَ ظَلَمُوۡا ﴾ آلَ مُحَمَّدٍ حَقَّهُمْ
''اور عنقریب جان لیں گے وہ لوگ جنھوں نے ظلم کیا۔'' یعنی آل محمد پر ان کے حق میں۔

﴿ فِیۡ غَمَرٰتِ الۡمَوۡتِ ﴾ [الأنعام : ٩٣]
''موت کی سختیوں میں ہوں گے۔''

ملاحظہ فرمائیں:

اے قاری! ذرا آپ ملاحظہ فرمائیں کہ شیعہ کے شیوخ روحانی اور حسی طور پر کس قدر اللہ تعالیٰ کی کتاب سے دور ہیں، خطاؤں کے مرتکب ہو رہے ہیں حتیٰ کہ آیات قرآنیہ کو نقل کرنے میں بھی، یا پھر دانستہ ایسا کر رہے ہیں اور انھیں دانستہ جھوٹ بولتے ہوئے بہتان باندھتے ہوئے اہل بیت رضی اللہ عنہم کی طرف منسوب کر رہے ہیں، ذرا غور فرمائیں اس نے کس طرح جاہلی بے سمجھی کے انداز سے دو آیتوں کو خلط ملط کر دیا ہے، اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے درمیان:

﴿ وَ سَیَعۡلَمُ الَّذِیۡنَ ظَلَمُوۡۤا اَیَّ مُنۡقَلَبٍ یَّنۡقَلِبُوۡنَ ﴾ [الشعراء : ٢٢٧]
''جنھوں نے ظلم کیا ہے وہ بھی ابھی جان لیں گے کہ کس کروٹ الٹتے ہیں۔''

اور اللہ تعالیٰ کے دوسرے فرمان کے درمیان :

﴿ وَلَوْ تَرٰىٓ اِذِ الظّٰلِمُوْنَ فِیْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ ﴾ [الأنعام : ٩٣]

''اور اگر آپ اس وقت دیکھیں جب کہ یہ ظالم لوگ موت کی سختیوں میں ہوں گے۔''

تو شیخ شیعہ نے دونوں کو ملاتے ہوئے یوں لکھ دیا ہے :

'' وَ سَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فِیْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ ''

پھر آگے چل کر القمی مذکور نے یہ کہا ہے : رہی وہ آیات جو اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ کے برخلاف ہیں جیسے کہ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے :

﴿ كُنْتُمْ خَيْرَ۔ اَئِمَّةٍ ''اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ'' ﴾ ①

[آل عمران : ١١٠]

''تم بہترین۔ ''ائمہ'' ہو جو لوگون کے لیے ہی پیدا کیے گئے ہو۔''

پھر ان کے شیخ القمی کے بعد اس کا تلمیذ رشید ان کا شیخ محمد بن یعقوب بن اسحاق الکلینی الرازی (المتوفی سنہ ۳۲۸ھ) آیا۔ ② اس کی باتوں میں سے ایک یہ ہے ''ابو عبداللہ سے مروی ہے آپ نے فرمایا ہے: ''بے شک وہ قرآن جسے جبرئیل محمد (ﷺ) کے پاس لائے ہیں وہ سترہ ہزار آیات والا ہے۔ ③

اور ان کے شیوخ میں سے ایک محمد بن مسعود بن عیاش السلمی المعروف بالعیاشی ہے، اس کی باتوں میں سے ایک بات، عن میسر عن أبي جعفر قال: ''اگر یہ بات نہ ہوتی کہ اللہ تعالیٰ کی کتاب میں اضافہ کر دیا گیا ہے اور اس میں کمی کر دی گئی ہے تو کسی بھی عقلمند پر ہمارا حق مخفی نہ رہتا۔'' ④

حاشیہ نمبر ۳۲:

❶ تفسیر القمی، ج ١/٥،٩،١٠۔

❷ صاحب کتاب الکافی یہ اپنے لوگوں کے نزدیک اس مرتبے والی کتاب ہے جو مقام و مرتبہ ہمارے ہاں " صحیح البخاری" کا ہے بلکہ اس سے بھی بڑے درجے والی ہے کیونکہ ان کا عقیدہ ہے کہ امام جعفر بن محمد نے ارشاد فرمایا ہے: " اِنَّ الْكَافِيَ عُرِضَ عَلَى الْقَائِمِ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَاسْتَحْسَنَهُ وَ قَالَ : كَافٍ لِشِيْعَتِنَا "''بلا شبہ کافی کو امام القائم علیہ السلام کے روبرو پیش کیا گیا تو آپ نے اسے مستحسن قرار دیا اور فرمایا: یہ ہمارے شیعہ کے لیے کافی ہے۔''

(مقدمة الكافي، ص : ٢٥) الذريعة إلى تصانيف الشيعة، ج ٢٤٥/١٧، وسائل الشيعة، ج : ٧١/٢٠، مستدرك الوسائل، ج : ٤٣٢/٣ـ

❸ الكافي ، ج : ٦٣٤/٢ـ جبکہ مسلمانوں کے نزدیک قرآن کریم کی آیات کی تعداد ۶۲۳۶ آیات سے زیادہ نہیں ہے، پھر کتنا فرق؟

❹ بطور مثال دیکھیے : ج ١٣/١، ١٦٨ـ١٦٩، ٢٠٦ـ اسی طرح تفسیر فرات بطور مثال دیکھیں، ص : ١٨، ٨٥، مقدمة تفسير البرهان، ص : ٣٧ـ بحار الأنوار، ج: ٣٠/٢٩، ج : ٥٥/٨٩ـ تفسير العياشي، ج : ١٣/١ـ

اور ان میں سے ایک محمد بن ابراہیم النعمانی ہے جس نے اپنی کتاب '' الغیبۃ'' میں اس کفر کو ثابت کیا ہے۔ ①

اور ان میں سے ایک محمد بن الحسن الصفار ہے، اس نے روایت بیان کی ہے ابو جعفر سے مروی ہے، آپ نے فرمایا ہے: '' رہی اللہ کی کتاب تو انھوں نے تحریف کر ڈالی ہے رہا کعبہ تو انھوں نے گرا ڈالا ہے، رہی اولاد تو انھوں نے قتل کر ڈالی ہے اور اللہ تعالیٰ کی تمام امانتوں سے اظہار برأت کر چکے ہیں۔'' ②

اور ان میں سے ایک فرات بن ابراہیم الکوفی ہے اور ایک علی بن احمد ابو القاسم الکوفی ہے جس نے اپنی کتاب '' الاستغاثۃ'' ص ۲۵ میں تحریف ہونے کی گواہی پیش کی ہے۔

اور ان میں سے ایک ہاشم بن سلیمان البحرانی الکتکانی ہے جس نے کہا ہے ③: '' یہ بات جان لے کہ وہ حق جس سے بھاگنے کا کوئی راستہ نہیں ہے مندرجہ ذیل متواترہ اخبار وغیرہ کے مطابق، بلا شبہ یہ قرآن جو ہمارے ہاتھوں میں ہے یقیناً ان میں رسول اللہ ﷺ

کے بعد کچھ تغیرات رونما ہو چکے ہیں اور جن لوگوں نے اسے آپ ﷺ کے بعد جمع کیا ہے انھوں نے بہت سے الفاظ اور آیات کو اس سے ساقط کر دیا ہے۔

ان میں سے ایک ان کے شیخ محمد بن محمد بن النعمان المقلب بالمفید (المتوفی ۴۱۳ھ) ہے، جس نے اپنی کتاب "اوائل المقالات" ص ۵۱ میں اس کفر پر شیوخ الشیعہ کا اجماع درج کیا ہے اور اسے اپنی کتاب "الإرشاد" کے ص ۳۶۵ پر بھی اسے نقل کیا ہے۔

اور ان میں سے ایک "الاحتجاج" کا مصنف الطبرسی بھی ہے۔④

زبردست رسوائی:

تیرہویں صدی ہجری کے آخری میں شیعہ کی زبردست رسوائی ہوئی ہے وہ اس طرح کہ شیعہ کے شیخ الشیوخ حسین النوری الطبرسی (المتوفی ۱۳۲۰ھ) نے ایک ضخیم کتاب تالیف کی ہے جس میں اس نے اس کفر کے حوالے سے شیوخ الشیعہ کے اعتقادات کو جمع کر دیا ہے جس کا اس نے نام رکھا ہے "فصل الخطاب فی إثبات تحریف کتاب رب الأرباب" یہ کتاب ابدالاباد تک شیعہ کے لیے ایک زبردست عار اور رسوائی بن چکی ہے۔

حاشیہ نمبر ۳۳:

❶ دیکھیے : بطور مثال، ص۳۱۸۔
❷ بصائر الدرجات الکبریٰ، ص : ۴۱۳۔
❸ مقدمة تفسيره، ص : ۳۶۔
❹ دیکھیے، الکافی، ج : ۲/۶۳۴۔

سوال ہم آپ سے امید رکھتے ہیں...... اللہ تعالیٰ تمھیں معاف فرمائے...... کہ آپ قرآن کریم میں تحریف اور کمی بیشی کے حوالے سے شیوخ الشیعہ کے عقائد کا خلاصہ بیان کریں گے......؟

جواب ان کے شیخ المفید نے کہا ہے: "میں کہتا ہوں، بلا شبہ آل محمد ﷺ کے "ائمہ الہدیٰ" سے اختلافِ قرآن کی بابت خبریں اور روایات مشہور ہیں جو ہم تک آئی ہیں اسی طرح

قرآن کریم میں حذف اور کمی کرنے والے بعض الزام تراشوں اور عیب جو لوگوں کی طرف سے نئی نئی تبدیلیاں کی گئی ہیں۔''

اس نے مزید کہا ہے: ''ان سب کا اتفاق (یعنی امامیہ کا) کہ گمراہی کے اماموں سے حقامات میں خلاف ورزیاں کی ہیں اور انھوں نے مؤجب تنزیل (یعنی مقاصد نزول قرآن) سے اور سنت النبی ﷺ سے روگردانی اور اعراض کیا ہے؟ معتزلہ، خوارج، زیدیہ، مرجیہ اور اصحاب الحدیث سب اس امر پر متفق اور مجتمع ہیں کہ یہ سبھی لوگ مذکورہ چیزوں میں جنھیں ہم نے شمار کیا ہے امامیہ کے برعکس ہیں۔''①

ان کے شیخ العاملی یوں کہتا ہے:

''میرے نزدیک اخبار و روایات کی تحقیق اور آثار و احادیث کی چھان بین کرنے کے بعد اس قول کی صحت (یعنی قرآن میں تحریف ہوئی ہے) بڑی واضح ہو کر سامنے آ جاتی ہے کہ مذہب تشیع کی ضروریات اور مجبوریوں میں سے یہ بات بھی ہے کہ اس پر یہی حکم لگایا جائے اور یہ بات خلاف غضب کرنے کے عظیم ترین نقصانات و مفاسد میں سے بھی ہے۔''②

ان کا علامہ مجلسی کہتا ہے:

''لیکن آپ ﷺ کے اصحاب نے بھی قوم موسیٰ (علیہ السلام) والا عمل ہی کیا ہے، انھوں نے بھی اس امت کے بچھڑے اور اس امت کے سامری کی ہی اتباع اختیار کی ہے اس سے میری مراد ابوبکر اور عمر ہے، منافقوں نے آپ کی خلافت کو غصب کر لیا، یعنی رسول اللہ ﷺ کے خلیفہ سے اس کی خلافت کو چھین لیا اور انھوں نے اللہ تعالیٰ کے خلیفہ سے بھی زیادتی کی یعنی اللہ تعالیٰ کی کتاب جو اس نے نازل فرمائی تھی اسے بدل دیا، اس میں تحریف کر دی اور پھر اپنی مرضی و ارادے کے مطابق عمل کیا۔''③

البحرانی نے یوں ہونٹوں کو حرکت دی:

''زیارات عدیدہ میں جیسے کہ زیارتِ غدیر وغیرہ میں ہے اور دعواتِ کثیرہ میں جیسے کہ قریش کے دو بتوں وغیرہ میں یہ بات صریح عبارتوں کے ساتھ موجود ہے کہ نبی ﷺ کے بعد قرآن میں تحریف اور تبدیلی ہوئی ہے۔'' اور پھر اس نے تحریف والے اپنے عقیدے کو ثابت کرنے کے لیے اکیس روایات ذکر بھی کی ہیں۔'' ④

حاشیہ نمبر ۳۴:

❶ اوائل المقالات فی المذاهب المختارات، ص : ۱۳،٤٦،٥٤،۸۰ ان کے شیخ المفید کی کتاب۔

❷ مرآة الأنوار و مشکاة الأسرار، ص : ۳٦ عاملی الفتونی کی۔

❸ حیاة القلوب، ج : ۲/٥٤۱ مجلسی کی۔

❹ تفسیر البرهان فی تفسیر القرآن، المقدمة، ص : ۳٦۔۳۹ هاشم بن سلیمان البحرانی الکتکانی کی۔

الطبرسی نے طعن فی القرآن کے متعلق روایات کی بابت لکھا ہے: ''وہ بہت زیادہ ہیں، حتیٰ کہ السید نعمۃ اللہ الجزائری نے اپنی بعض مؤلفات میں یہ بات نقل کی ہے کہ اس امر پر دلالت کرنے والی احادیث دو ہزار سے بھی زائد ہیں۔ ①

ان کا شیخ الجزائری یوں لب کشائی کر رہا ہے:

''بلا شبہ قرآن کریم کی حفاظت وحسیانیت والا قول، ان مشہور روایات بلکہ متواتر روایات کو چھوڑنے کی طرف لے جا رہا ہے جو قرآن کریم میں تحریف واقع ہونے کی دلالت کرنے والی ہیں...... باوجود اس کے ہمارے اصحاب رضوان اللہ علیہم اجمعین نے ان روایات کی صحت پر اتفاق کیا ہے اور ان کو سچا مانا ہے۔'' ②

ان کے علمی میدان کے زعیم اور قائد ابو القاسم الموسوی الخونی نے کہا ہے کہ حروف یا حرکات میں کمی اور بیشی یقیناً اور قطعاً قرآن میں واقع ہوئی ہے۔ ③

سوال کیا قرآن کریم میں تحریف اور کمی بیشی والا قول شیوخ شیعہ کے نزدیک تواتر کی حد کو

پہنچ چکا ہے؟

جواب جی ہاں! ان کے علامہ عبد اللہ شبر نے کہا ہے:

''بلا شبہ وہ قرآن جو نبی اکرم ﷺ پر نازل ہوا تھا وہ اس سے کہیں زیادہ تھا جو آج ہمارے ہاتھوں میں ہے، اس میں سے ایک بہت بڑا حصہ چھوڑ دیا گیا ہے جس طرح کہ اس بات پر ایک دوسری کی معاونت کرنے والی روایات جو متواتر ہونے کے قریب ہیں دلالت کر رہی ہیں اور بلا شبہ ہم نے اس بات کی وضاحت اپنی کتاب ''منية المحصلين فى حقية طريقة المجتهدين'' میں کر دی ہے۔'' ④

زبردست مصیبت:

انھوں نے روایت بیان کی ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کے فرمان اقدس کی تفسیر میں ارشاد فرمایا ہے:

﴿ وَمَا اخۡتَلَفۡتُمۡ فِيۡهِ مِنۡ شَىۡءٍ فَحُكۡمُهٗۤ اِلَى اللّٰهِ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبِّىۡ عَلَيۡهِ تَوَكَّلۡتُ وَاِلَيۡهِ اُنِيۡبُ ﴾ [الشوریٰ : ١٠]

''اور جس جس چیز میں تمھارا اختلاف ہو اس کا فیصلہ اللہ تعالیٰ ہی کی طرف ہے یہی اللہ میرا پالنے والا ہے جس پر میں نے بھروسہ کر رکھا ہے اور جس کی طرف میں جھکتا ہوں۔''

کہ اس آیت مبارکہ میں اللہ کی طرف اختلاف کو پھیرنے کا مطلب اس بات کو اس کی کتاب کی طرف پھیرنا ہے۔ ⑤

اور یہ اس وجہ سے ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ کے اعتقاد کے مطابق یہ کتاب تحریف سے محفوظ ہے۔

حاشیہ نمبر ۳۵:

❶ فصل الخطاب، ص : ١٢٥ حسین النوری الطبرسی کی۔
❷ الأنوار النعمانية الجزائری کی، ج : ٣٥/٢۔
❸ البيان فی تفسير القرآن، ج : ١٣٦/١ ابو القاسم الموسوی الخوئی کی، المطبعة العلمية بقم، ط٣ سنة ١٣٩٤ھ
❹ مصابيح الأنوار فی حل مشكلات الأخبار، ص٢٩٥ عبدالله شبر کی۔
❺ نهج البلاغة، الخطبة نمبر٢١٣ یہ کتاب ان کلمات اور خطبات پر مشتمل ہے جن کے متعلق خیال ہے کہ یہ علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ کے ہیں، جنھیں المدعو محمد بن الحسین الموسوی (المتوفی سنة ٤٠٦ھ) نے جمع کیا ہے۔

سوال آپ سے امید رکھتے ہیں...... اللہ تعالیٰ آپ کو اور آپ کے والدین کو معاف فرمائے...... کہ آپ ایسی چند مثالیں بھی پیش فرما دیں جن میں شیوخ شیعہ نے اپنے تحریف قرآن کے عقیدے کی صراحت کی ہو؟

جواب جی ہاں، ضرور! ان میں سے ایک ''سورۃ الولایۃ'' ہے ان لوگوں کا خیال ہے کہ اس سورۃ میں علی رضی اللہ عنہ کی ولایت کا ذکر تھا، اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا تھا:

''يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْآ اٰمِنُوْا بِالنَّبِيِّ وَالْوَلِيِّ اللَّذِيْنِ بَعَثْنَا هُمَا يَهْدِيَانِكُمْ إِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ، نَبِيٌّ وَّ وَلِيٌّ بَعْضُهُمَا مِنْ بَعْضٍ وَّ اَنَا الْعَلِيْمُ الْخَبِيْرُ، اِنَّ الَّذِيْنَ يُوْفُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ لَهُمْ جَنَّاتُ النَّعِيْمِ، وَالَّذِيْنَ اِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيَاتُنَا كَانُوْا بِاٰيَاتِنَا مُكَذِّبِيْنَ، فَاِنَّ لَهُمْ فِيْ جَهَنَّمَ مَقَامًا عَظِيْمًا اِذَا نُوْدِيَ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اَيْنَ الظَّالِمُوْنَ الْمُكَذِّبُوْنَ لِلْمُرْسَلِيْنَ، مَا خَلَفُهُمُ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّا بِالْحَقِّ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُظْهِرَهُمْ اِلٰى اَجَلٍ قَرِيْبٍ سَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَ عَلِيٌّ مِنَ الشَّاهِدِيْنَ'' ①

''اے ایمان والو! ایمان لاؤ نبی اور ولی پر جنھیں ہم نے مبعوث فرمایا ہے وہ دونوں تمھیں راہِ راست کی رہنمائی کرتے ہیں، نبی اور ولی ان میں سے ایک

دوسرے سے ہے اور میں جاننے والا خبر رکھنے والا ہوں، بے شک وہ لوگ جو اللہ کے وعدے سے وفا کرتے ہیں ان کے لیے نعمتوں والے باغات ہوں گے اور وہ لوگ کہ جب ان پر ہماری آیات کی تلاوت کی جاتی ہے اور وہ ہماری آیات کو جھٹلاتے ہیں بے شک ان کے لیے جہنم میں بہت بڑا مقام ہوگا، جب انھیں روز قیامت آواز دی جائے گی کہاں ہیں ظالم رسولوں کو جھٹلانے والے، نہیں رسولوں کا جانشین مگر برحق ہی اور اللہ تعالیٰ انھیں بہت جلد ظاہر کرنے والا بھی نہیں ہے لہٰذا آپ اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح بیان کریں اور علی بھی گواہیوں میں سے ہے۔''

لا الٰہ الا اللہ یہ کس قدر شدید اضطراب سے بھرپور ہے اس میں کس درجہ جہالت موجود ہے؟ اور اس میں کس درجہ عجمیت جھلک رہی ہے؟ اسی طرح ان کا یہ کہنا بھی ہے، اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

وَ اِنۡ کُنۡتُمۡ فِیۡ رَیۡبٍ مِّمَّا نَزَّلۡنَا عَلٰی عَبۡدِنَا " فِیۡ عَلِیٍّ

''ہم نے جو کچھ اپنے بندے پر اتارا ہے اس میں اگر تمھیں شک ہو۔'' یعنی علی کی بابت۔

﴿ بِسُوۡرَۃٍ مِّنۡ مِّثۡلِہٖ وَ ادۡعُوۡا شُہَدَآءَکُمۡ مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ اِنۡ کُنۡتُمۡ صٰدِقِیۡنَ ﴾ [البقرۃ : ۲۳] [2]

''اور تم سچے ہو تو اس جیسی ایک سورت بنا لاؤ، تمھیں اختیار ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا اور اپنے مددگاروں کو بھی بلا لو۔''

﴿ وَ لَوۡ اَنَّا کَتَبۡنَا عَلَیۡہِمۡ اَنِ اقۡتُلُوۡۤا اَنۡفُسَکُمۡ اَوِ اخۡرُجُوۡا مِنۡ دِیَارِکُمۡ مَّا فَعَلُوۡہُ اِلَّا قَلِیۡلٌ مِّنۡہُمۡ وَ لَوۡ اَنَّہُمۡ فَعَلُوۡا مَا یُوۡعَظُوۡنَ بِہٖ ﴾ فِیۡ عَلِیٍّ

''اور اگر ہم ان پر یہ فرض کر دیتے کہ اپنی جانوں کو قتل کر ڈالو یا اپنے گھروں سے

نکل جاؤ تو اسے ان میں سے بہت ہی کم لوگ بجا لاتے اور اگر یہ وہی کریں جس کی انھیں نصیحت کی جاتی ہے۔'' یعنی علی کے معاملے میں۔

﴿ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَ اَشَدَّ تَثْبِيْتًا ﴾ ③ [النساء : ٦٦]

''تو یقیناً یہی ان کے لیے بہتر ہو اور بہت زیادہ مضبوطی والا ہو۔''

اور بلا شبہ اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا ہے:

﴿ يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَ يَغْفِرْلَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ ﴾ فِيْ وِلَايَةِ عَلِيٍّ وَ وِلَايَةِ الْأَئِمَّةِ مِنْ بَعْدِهٖ

''تاکہ اللہ تعالیٰ تمھارے کام سنوار دے اور تمھارے گناہ معاف فرما دے اور جو بھی اللہ اور اس کے رسول کی تابعداری کرے۔'' یعنی علی کی ولایت میں اور اس کے بعد ائمہ کی ولایت میں۔''

﴿ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا ﴾ ④ [الأحزاب : ٧١]

''اس نے بڑی مراد پالی۔''

اور بلاشبہ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان عالی شان بھی ہے:

﴿ اِنَّ (عَلِيًّا) جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ ○ فَاِذَا قَرَاْنٰهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ ﴾ ⑤

[القيامة : ١٧، ١٨]

''بے شک (علی پر ہے) اس کا جمع کرنا اور اس کا پڑھنا، ہم جب اسے پڑھ لیں تو آپ س کے پڑھنے کے درپے رہیں۔''

حاشیہ نمبر ٣٦:

❶ فصل الخطاب، ص : ١٨٠ نوری کی۔ تذکرة الأئمة، ص : ٩۔ ١٠ محمد باقر المجلسی کی۔

❷ الکافی، ج : ٤١٧/١۔

❸ الکافی، ج : ۱/۴۲۴۔
❹ الکافی، ج : ۱/۴۱۴۔
❺ فصل الخطاب، ص : ۱۱۶ اور دیکھیں، مصباح المتهجد ورق نمبر۱۲۲ طوسی کی۔ تفسیر البرهان، ج : /۲۲،۲۷۷۔ تفسیر الصافی، ج : ۱/۲۵۴ و۱۱۳۔ بحار الأنوار، ج : ۷/۳۷۷، ج : ۱۹/۳۰، ج : ۲۱/۹۵، ج ۹۳/۲۶۔۲۸۔

کلینی نے اپنی سند سے روایت کی ہے عبداللہ بن سنان سے، اس نے ابوعبداللہ سے اس فرمان اقدس کے بارے میں :

﴿ وَ لَقَدۡ عَهِدۡنَاۤ اِلٰۤى اٰدَمَ مِنۡ قَبۡلُ ﴾ كَلِمَاتٍ فِيۡ مُحَمَّدٍ وَّ عَلِيٍّ وَ فَاطِمَةَ وَالۡحَسَنَ وَالۡحُسَيۡنَ وَالۡأَئِمَّةَ مِنۡ ذُرِّيَّتِهِمۡ

''ہم نے آدم کو پہلے ہی تاکیدی حکم دے دیا تھا۔'' یعنی کلمات دیے تھے محمد، علی، فاطمہ، الحسن، الحسین اور ان کی ذریت میں سے ائمہ کے بارے میں ''فَنَسِيَ'' ''لیکن وہ بھول گیا۔'' [طٰہٰ : ۱۱۵]

اللہ کی قسم ! محمد (ﷺ) پر اس طرح نازل ہوا تھا۔ ①

انھوں نے روایت کی ہے، ابوعبداللہ سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان اقدس کے بارے میں روایت ہے :

﴿ قُلۡ هُوَ الرَّحۡمٰنُ اٰمَنَّا بِهٖ وَعَلَيۡهِ تَوَكَّلۡنَا فَسَتَعۡلَمُوۡنَ مَنۡ هُوَ فِيۡ ضَلَالٍ مُّبِيۡنٍ ﴾ [الملك : ۲۹]

''آپ کہہ دیجیے ! کہ وہی رحمٰن ہے ہم تو اس پر ایمان لا چکے اور اسی پر ہمارا بھروسہ ہے، تمھیں عنقریب معلوم ہو جائے گا کہ صریح گمراہی میں کون ہے؟''

پھر یہ الفاظ بھی تھے : ''اے مکذبین کی جماعت ! جیسے کہ میں نے تمھیں اپنے پروردگار کا پیغام بتا دیا ہے، علی علیہ السلام کی ولایت کے بارے میں اور اس کے بعد ائمہ کے بارے میں،

کون ہے جو صریح گمراہی میں ہے۔'' اس طرح نازل ہوئی تھی۔ ②

احمد بن محمد بن ابو نصر سے مروی ہے، اس نے کہا، ابو الحسن علیہ السلام نے مجھے ایک مصحف عنایت فرمایا اور یہ کہا: ''اس میں مت دیکھنا، میں نے اسے کھول کر پڑھا تو لکھا تھا:

﴿ لَمْ يَكُنِ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَالْمُشْرِكِينَ مُنفَكِّينَ حَتّٰى تَاْتِيَهُمُ الْبَيِّنَةُ ﴾ [البينة : ١]

''اہل کتاب کے کافر اور مشرک لوگ جب تک کہ ان کے پاس ظاہر دلیل نہ آ جائے باز رہنے والے نہ تھے۔''

تو میں نے اس میں قریش کے ستر آدمیوں کے نام، ان کے باپوں کے نام سمیت پائے، آپ علیہ السلام نے فرمایا:

''اس مصحف کو مجھے واپس بھیج دو۔'' ③

انھوں نے روایت کی ہے، ابو الحسن سے یہ قول مروی ہے: ''علی علیہ السلام کی ولایت تمام انبیاء کے صحیفوں میں مندرج تھی اور اللہ تعالیٰ نے کسی رسول کو بھی نہیں بھیجا، مگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے ساتھ اور علی علیہ السلام کی وصیت کے ساتھ۔'' ④

ان کا شیخ الکاشانی کہتا ہے: ''اہل بیت کے طریق سے مروی روایات سے یہ نتیجہ سامنے آتا ہے کہ جو قرآن اب ہمارے درمیان موجود ہے یہ وہ مکمل قرآن نہیں ہے جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا گیا تھا، بلکہ اس میں وہ آیتیں بھی ہیں جو ان آیتوں کے برخلاف ہیں جو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائی تھیں اور اس میں وہ چیزیں بھی ہیں جو تحریف شدہ اور متغیر ہیں اور بلا شبہ اس میں سے بہت سی چیزیں حذف بھی کر دی گئی ہیں ان میں سے بے شمار مقامات میں سے علی علیہ السلام کا نام ہے، ان میں سے ایک سے زائد مرتبہ آل محمد کا لفظ ہے، ان میں سے منافقین کے نام ہیں جو اپنے اپنے مقامات پر درج تھے، اسی طرح اور بھی کئی چیزیں ہیں اور بلا شبہ یہ

قرآن اس ترتیب کے مطابق بھی نہیں ہے جو ترتیب اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی پسندیدہ تھی۔''⑤

حاشیہ نمبر ۳۷:

❶ الكافي، ج: ١٦/١۔
❷ الكافي، ج: ٤٢١/١۔
❸ الكافي، ج: ٦٣١/١۔
❹ الكافي، ج: ٤٣٧/١۔
❺ تفسير الصافي، المقدمة السادسة، للكاشاني، کاشانی کے متعلق علماء الشیعۃ نے اپنا یہ قول بیان کیا ہے: " العلامة الحقق المدقق جليل القدر، عظيم الشان" دیکھیے: جامع الرواة للحائری، ج ٤٢/٢۔

اہم ترین وضاحتی نوٹ:

سابقہ نصوص میں شیوخ شیعہ کی طرف سے اس امر پر واضح شہادت موجود ہے کہ ان کے ائمہ کے معاملے کے لیے اور نہ ہی علی رضی اللہ عنہ کی وصی ہونے کے متعلق کتاب الٰہی میں کوئی ذکر موجود ہے یہ بات ان کی عمارتوں کو بنیادوں ہی سے اکھیڑ دیتی ہے شیعہ مذہب کے شیوخ کے سامنے اور کوئی راستہ نہیں ہے مگر صرف ایک ہی قول ہے کہ قرآن میں تحریف ہوئی ہے اس میں کمی بیشی ہوئی ہے اور اپنی عوام میں اس عقیدے کو لازمی قرار دے رہے ہیں۔

اسی لیے تو ان کے امام المجلسی نے اس امر کی شہادت دے دی ہے جیسا کہ پیچھے گزر چکا ہے، ان کے نزدیک تحریف قرآن کی روایات واخبار، امامت کی روایات واخبار سے کم نہیں ہیں، تو جب تحریف قرآن کی بات ہی پایۂ ثبوت کو نہیں پہنچتی تو امامت کی بات بھی ثابت نہ ہوسکی اور نہ ہی دیگر شیعہ کے عقائد ہی ثابت ہو سکے، المجلسی نے بالکل بجا کہا ہے کہ تحریف بالکل واقع نہیں ہوئی اور امامت کا مسئلہ بھی ثابت نہ ہوا اسی طرح واپس لوٹنے

والا یعنی رجعت کا معاملہ بھی ثابت نہ ہوا، اسی طرح دیگر مسائل جن میں شیوخ مذہب شیعہ نے کج روی اختیار کر رکھی ہے۔

سوال مذکورہ صورت حال میں شیوخ شیعہ کا آیات قرآنیہ کی صحیح تعداد کے متعلق کیا عقیدہ ہے اور کیا سبھی اس پر متفق بھی ہیں؟

جواب نہیں بلکہ وہ اختلاف کا شکار ہیں۔ ان کے شیخ الکلینی [1] نے روایت بیان کی ہے

ہشام بن سالم سے روایت ہے، اس نے ابوعبداللہ سے یہ روایت بیان کی ہے: ''بے شک وہ قرآن جسے جبرئیل علیہ السلام محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک لے کر آیا تھا وہ سترہ ہزار آیات پر محیط تھا۔''

پھر انھوں نے اس بے اصل بات کی صحت کی توثیق بھی کر دی ہے: ان کا علامہ المجلسی فیصلہ دیتا ہے: ''فَالْخَبَرُ صَحِيحٌ'' [2]

ان کا شیخ المازندرانی کہتا ہے: ''بلا شبہ قرآن کریم کی آیات چھ ہزار اور پانچ صد ہیں جو اس سے زائد تھیں وہ تحریف کی وجہ سے ساقط ہوگئی ہیں۔'' [3]

ان کا علامہ المجلسی کہتا ہے: ''بلا شبہ یہ خبر اور دیگر صحیح اخبار اس امر میں صریح ہیں کہ قرآن میں نقص اور تغیر واقع ہوا ہے۔'' [4]

حاشیہ نمبر ۲۸:

1. الکافی، ج: ۲/۱۳۴،۲۴۲۔
2. مرآۃ العقول فی شرح أخبار آل الرسول للمجلسی، ج: ۲/۵۳۶۔
3. شرح جامع علی الکافی، ج: ۱۱/۷۶۔
4. مرآۃ العقول فی شرح أخبار آل الرسول، ج ۲/۵۳۶۔

وضاحتی بیان:

یہ بے بنیاد بیان شیوخ شیعہ نے ان لفظوں میں روایت کیا ہے: ''دس ہزار آیات ہیں۔'' [1]

پھر کھلے اعلان کے باوجود اس تعداد میں اضافہ کیا اور کہنے لگے: ''سترہ ہزار آیات ہیں۔'' ②

پھر اس سے بھی آگے بڑھے اور تعداد ''اٹھارہ ہزار آیات'' تک جا پہنچی جیسے کہ سلیم بن قیس کی کتاب میں ہے۔ ③

پھر یہ تعداد مسلسل بڑھتی ہی آ رہی ہے حتیٰ کہ آج تک !!

سوال دورِ حاضر کے امامیہ اثناعشریہ کے شیوخ کا اپنے مذہب کے عقیدے یعنی تحریف قرآن کے قول کے بارے میں کیا مؤقف ہے؟ اختصار سے بیان کر دیں۔

جواب دورِ حاضر کے شیوخ شیعہ اس معاملے میں چار اقسام میں تقسیم ہو چکے ہیں۔

اول قسم: ان لوگوں نے اپنی کتابوں میں اس عقیدے کے وجود کا بالکل انکار کیا ہے۔

ان میں سے: عبدالحسین الأمین النجفی ہے، اس نے اس کی تردید میں لکھا ہے جس طرح کہ امام ابن حزم رحمہ اللہ ذکر فرمایا ہے کہ بلا شبہ شیوخانِ شیعہ یہ بات کہتے ہیں کہ قرآن تحریف شدہ ہے: ''کاش کہ یہ جسارت کرنے والا شیعہ کی کسی قابل اعتماد کتاب سے اپنے جھوٹ کا اشارہ پیش کرتا...... بلکہ ہم بھی اس کے ساتھ مل کر اس قول سے دست برداری کا اظہار کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ یہ ان کے کسی جاہل کا قول ہے یا ان کے زبان دراز کسی دیہاتی کا قول ہے یا یہ فضول بکواس ہے...... یہ شیعہ کے سب گروہ جن میں امامیہ پیش پیش ہیں سبھی اس بات پر متفق اور مجتمع ہیں کہ جو ان دو جلدوں کے درمیان ہے وہی وہ کتاب ہے جس میں کوئی شک و شبہ نہیں۔'' ④

حاشیہ نمبر۳۹:

❶ الوافی المجلد الثانی، ج: ۲۷۴/۱۔

❷ الکافی، ج ۱۳۴/۲۔

❸ المازندرانی، شرح جامع، ج: ۷۶/۱۱۔

❹ الغدیر، ج: ۹۵،۹۴/۳۔

رولانے والی ہنسانے والی باتوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اسی نجفی نے اپنی اس کتاب کی ساتویں جلد کو نشر کیا ہے اور اس میں نصرانی ''بولس سلامہ'' کی تقریظ شامل کی ہے، نصرانی نے بعد ازاں اسے یہ کہتے ہوئے لکھا ہے: ''آپ نے یہ میری تحریری کو مقدمہ میں درج فرما کر مجھے بڑی عظمت و رفعت سے نوازا ہے اور مجھے اس انتہائی پسندیدہ اور عمدہ سفر کی اطلاع بھی ملی ہے، میرا گمان ہے کہ سمندروں کے تمام موتی ''تمھاری غدیر'' ہی میں جمع ہو گئے ہیں، بالخصوص میری نگاہ اس بات پر بھی پڑی ہے جو تم نے خلیفہ ثانی کے متعلق ذکر کی ہے یہ تو تم پر اللہ تعالیٰ کی خاص عنایت ہے، تمھاری دلیل و حجت کس قدر قوی و مضبوط ہے۔'' الغدیر، ج (۲/۷) عقل و دانش سے کورا اس نصرانی کی ستائش و ثنا سے پھولے نہیں سمایا، پھر اس نے تعریف و ثناء کا تبادلہ کیا اور نصرانی کے اس خط کے متعلق یوں لکھتا ہے: ''مسیحیوں کے محقق القاضی الحر، الشاعر النبی، الأستاذ بولس سلامہ کی طرف سے ہمیں یہ خط موصول ہوا ہے...... جس کا تذکرہ ہمیشہ رہے گا ہم اس کے تہہ دل سے شکر گزار ہیں۔'' الغدیر، ج: (۷/ص۲)

وضاحتی نوٹ:

پھر اللہ تعالیٰ نے اسی عبدالحسین النجفی ہی سے یہ بات کہلوائی اور اسے شعور تک نہیں ہوا، اپنی اسی کتاب ج ۱/۲۱۴، ۲۱۶۔ میں ایک جھوٹی آیت ان الفاظ میں درج کرتا ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ بِإِمَامَتِهٖ فَمَنْ لَّمْ یَأْتَمَّ بِهٖ وَ مِمَّنْ کَانَ مِنْ وَّلَدِیْ مِنْ صُلْبِهٖ إِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ، فَاُولٰئِكَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ وَ فِی النَّارِ هُمْ خٰلِدُوْنَ...... إِنَّ إِبْلِیْسَ أَخْرَجَ آدَمَ عَلَیْهِ السَّلَامَ مِنَ الْجَنَّةِ مَعَ کَوْنِهٖ صِنْوَةُ اللّٰهِ بِالْحَسَدِ، فَلَا تَحْسُدُوْا فَتَحْبَطَ أَعْمَالُکُمْ وَ تَزِلَّ أَقْدَامُکُمْ...... ''

''آج میں نے تمھارے لیے تمھارا دین اس کی امامت کے ساتھ پورا کر دیا ہے تو جس نے اس کی امامت کو قبول نہ کیا اور اس کی پشت میں سے قیامت تک آنے والی میری اولاد کی امامت کو قبول نہ کیا تو یہی لوگ ہوں گے جن کے اعمال

ضائع ہو جائیں گے اور آگ میں وہ ہمیشہ رہیں گے...... بے شک ابلیس نے حسد کے ساتھ آدم علیہ السلام کو جنت سے نکلوایا ہے باوجودیکہ وہ اللہ تعالیٰ کا مماثل تھا لہٰذا تم حسد نہ کرنا وگرنہ تمھارے اعمال ضائع ہو جائیں گے اور تمھارے قدم پھسل جائیں گے۔''

ان کی آیت النجفی کا کہنا ہے، بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''بلا شبہ یہ آیت علی علیہ السلام کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔''

ان کی طرف دیکھو اللہ اسے ذلیل و رسوا کرے کہ اولاد کی اللہ تعالیٰ کی طرف نسبت کر رہا ہے اور ایسی حرکت کا ارتکاب کر رہا ہے جس کے مرتکب یہود و نصاریٰ اور مشرکین بھی نہیں ہوئے، یہ تو اللہ تعالیٰ پر افتراء باندھتے ہوئے یہاں تک کہہ دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا ہے: ''اس کی پشت میں سے قیامت تک آنے والی میری اولاد۔'' یہ تو اپنے اماموں کو اللہ تعالیٰ کی اولاد قرار دے رہا ہے؟ اور علی رضی اللہ عنہ کی پشت سے کہہ رہا ہے؟ ہم اللہ تعالیٰ کی اس شرک سے اور ان اہل شرک سے پناہ مانگتے ہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ نے تو یوں ارشاد فرمایا ہے:

﴿ وَ قَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا○ لَقَدْ جِئْتُمْ شَيْئًا اِدًّا○ تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَ تَنْشَقُّ الْاَرْضُ وَ تَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا○ اَنْ دَعَوْا لِلرَّحْمٰنِ وَلَدًا○ وَ مَا يَنْبَغِيْ لِلرَّحْمٰنِ اَنْ يَّتَّخِذَ وَلَدًا○ اِنْ كُلُّ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ اِلَّآ اٰتِي الرَّحْمٰنِ عَبْدًا○ لَقَدْ اَحْصٰهُمْ وَعَدَّهُمْ عَدًّا(٩٤) وَ كُلُّهُمْ اٰتِيْهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَرْدًا ﴾ [مریم : ٨٨ تا ٩٥]

''ان کا قول تو یہ ہے کہ اللہ رحمٰن نے بھی اولاد اختیار کی ہے یقیناً تم بہت بری اور بھاری چیز لائے ہو، قریب ہے کہ اس قول کی وجہ سے آسمان پھٹ جائیں اور

زمین شق ہو جائے اور پہاڑ ریزے ریزے ہو جائیں کہ وہ رحمان کی اولاد ثابت کرنے بیٹھیں، شانِ رحمان کے لائق نہیں کہ وہ اولاد رکھے، آسمان و زمین میں جو بھی ہیں سب کے سب اللہ کے غلام بن کر ہی آنے والے ہیں ان سب کو اس نے گھیر رکھا ہے اور سب کو پوری طرح گن بھی رکھا ہے یہ سارے کے سارے قیامت کے دن اکیلے اس کے پاس حاضر ہونے والے ہیں۔''

قسم دوم: ان لوگوں نے قرآن میں تحریف کے وجود کا اعتراف کیا ہے لیکن انھوں نے اسے نیک عمل قرار دینے کی کوشش بھی کی ہے؟

ان لوگوں میں سے ایک گروہ کا کہنا ہے کہ تحریف کی روایات '' ضعیف، شاذ اور اخبار آحاد ہیں جو علم کا فائدہ دیتی ہیں اور نہ ہی عمل ان کی مخصوص حالات کے مطابق تاویل کر لی جائے یا انھیں دیوار پر پھینک مارا جائے۔''[1]

وضاحتی نوٹ:

(i) یہ لوگ اپنے کبار علماء کے اس قول کا کیا جواب دیں گے جو بار بار کہہ رہے ہیں کہ'' ایسی روایات مشہور اور متواتر ہیں جن میں قرآن میں تحریف، کمی اور زیادتی کا ذکر ہے اور جن لوگوں نے تحریف کی روایات کو روایت کیا ہے اور ان پر اپنے ایمان کو ظاہر کیا ہے اور ان پر عقیدہ کر رکھا ہے ان کی توثیق کرنا جائز نہیں ہے۔''

حاشیہ نمبر۴۰:

❶ أصل الشيعة، ص : ٦٣ـ٦٤ محمد آل كاشف الغطاء

(ii) ان کی ایک جماعت یہ کہتی ہے کہ روایات تحریف تو ثابت ہیں لیکن کثیر روایات میں ائمہ علیہ السلام کے قول '' تحریف فی القرآن'' سے مراد یہ ہے کہ جس طرح وہ نازل ہوا ہے یہ تو دراصل باطن کے اعتبار سے قرآن کریم ہی کی تفسیر ہے۔[1]

وضاحتی نوٹ :

ان کا یہ قول تحریف قرآن کے قول ہی کی تاکید ہے یہ اس کا دفاع نہیں ہے بس آپ یہ دیکھ لیں کہ اس گروہ کے نزدیک صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تفسیر تو تحریف ہے جبکہ ان کے شیوخ القمی، الکلینی اور المجلسی وغیرہ کی تحریف عین قرآن کی تفسیر ہے؟

(iii) ان کی ایک جماعت جو شیوخ شیعہ میں سے ہے یہ کہتی ہے کہ ان روایات سے مراد نسخ ہے: ''یا یہ [2] ان چیزوں میں سے ہے جس کی تلاوت منسوخ ہو چکی ہے۔'' [3]

رسوا کن بات :

لیکن دور حاضر کا شیخ الشیعہ جسے یہ لوگ امام الاکبر کے لقب سے یاد کرتے ہیں جو ان کے نزدیک '' الآیۃ العظمیٰ اور میدان علم کا قائد ہے اور ان کا مرجع اکبر ہے یعنی ابو القاسم الموسوی الخوئی وہ کہتا ہے : '' تلاوت کے منسوخ ہونے والا قول بھی تحریف والا قول ہی ہے۔'' [4]

نسخ اور تحریف کے درمیان فرق تو واضح ہے، تحریف تو ایک انسانی عمل ہے جس کے فاعل کو اللہ تعالیٰ نے مذمت بیان فرمائی ہے جبکہ نسخ اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے :

﴿ مَا نَنۡسَخۡ مِنۡ اٰيَةٍ اَوۡ نُنۡسِهَا نَاۡتِ بِخَيۡرٍ مِّنۡهَآ اَوۡ مِثۡلِهَا اَلَمۡ تَعۡلَمۡ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ قَدِيۡر ﴾ [البقرة : ١٠٦]

'' جس آیت کو ہم منسوخ کر دیں یا بھلا دیں اس سے بہتر یا اس جیسی اور لاتے ہیں کیا تو نہیں جانتا کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے؟''

اور یہ کسی حال میں بھی کتاب اللہ کی ہتک کو مستلزم نہیں ہے۔

(iv) ایک جماعت یہ کہتی ہے کہ جو قرآن اب ہمارے ہاتھوں میں موجود ہے اس میں

تحریف نہیں ہے لیکن یہ ناقص ہے اس میں سے وہ چیزیں ساقط ہو چکی ہیں جو امیر المومنین علی علیہ السلام کی ولایت کے ساتھ مختص تھیں۔ ⑤

حاشیہ نمبر ۴۱:

1. المیزان فی تفسیر القرآن، ج : ۱۰۸/۱۲، محمد حسن الطبطبائی کی مؤسسة الأعلمی بیروت سنة ۱۳۹۱ھ۔
2. یعنی قرآن میں موجود آیات سے زائد تعداد۔
3. الکاشانی، الوافی المجلد الثانی : ج۲۷٤/۱۔
4. البیان فی تفسیر القرآن للخوئی : ص۲۱۰۔
5. دیکھیے، آغا بزرگ الطهرانی فی الذریعة إلی تصانیف الشیعة : ج۳/۳۱۳۔۳۱٤۔

وضاحتی نوٹ :

یہ قول بھی سابق قول ہی کی مثل ہے یہ بھی دفاع کرنے والا نہیں ہے بلکہ یہ تو تحریف کے وقوع اور نقص فی القرآن کی تاکید مزید ہے۔

(v) پانچویں جماعت یہ کہتی ہے کہ ہم موجود قرآن پر ایمان رکھتے ہیں اس میں کوئی نقص اور کوئی زیادتی نہیں ہے البتہ ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ ہم اثنا عشری شیعہ کا گروہ اس امر کا اعتراف کرتے ہیں کہ اس کے علاوہ بھی ایک ایسا قرآن ہے جسے الامام علی علیہ السلام نے اپنے دست مبارک سے تحریر کیا تھا جب وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کفن دفن سے اور آپ کی وصایا کو نافذ کرنے سے فارغ ہوئے تھے...... پھر ہر امام اس کی نگہداشت کرتا رہا جیسے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے امانت ہو حتیٰ کہ وہ الامام المهدی القائم کے پاس محفوظ ہے، اللہ تعالیٰ اس کے ظہور کے ساتھ ہماری کشادگی و فراخی کو جلد ظاہر فرمائے۔ ①

وضاحتی نوٹ :

اس قول کے قائلین اس امر کا اعتراف کر رہے ہیں کہ ایک قرآن اور بھی ہے ہم اس کفر و ضلالت والے بیان سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔

قسم سوم: اس کفریہ عقیدہ کا اعلانیہ اقرار اور اس سے استدلال اس کفر کا شیوخ الشیعہ میں بڑا قائد حسین النوری الطبرسی المتوفی ۱۳۲۰ھ ہے جس نے اس سلسلے میں اپنی کتاب ''فصل الخطاب'' تالیف کی ہے جس نے اس کفر کے ساتھ شیوخ شیعہ کا ایمان ثابتکیا ہے اس کتاب میں اس نے شیوخ شیعہ کے متفرق ومختلف اقوال کو یکجا کر دیا ہے اسی طرح اس نے ان کے اعتقاد کے مطابق تحریف شدہ آیات کو بھی جمع کر دیا ہے اس نے یہ تمام چیزیں جمع کر کے اس کتاب کو طبع کیا ہے یہ کتاب سنہ ۱۲۹۸ کو ایران میں طبع کی گئی ہے۔

قسم چہارم: نقص وتحریف قرآنی کا ظاہراً انکار کرنے کے ساتھ ساتھ نقص وتحریف کا مکاری کے ساتھ اعتراف و اثبات کرنے کی پر زور کوشش اس طریق پر چلنے والوں میں سے سب سے خبیث اس کا شیخ الخوئی ہے جو عراق میں اور بعض دوسرے علاقوں میں شیعہ کا سابقہ مرکز ومحور ہے اور یہ بات اس کی تفسیر البیان میں ہے، وہ یوں اقرار کرتا ہے:

''شیوخ اور محققین شیعہ کے ہاں مشہور بات بالکل مصالحاتی بیان یہی ہے کہ قرآن میں تحریف نہیں ہوئی۔'' ②

حاشیہ نمبر ۴۲:

❶ الإسلام علی ضوء التشیع، ص ٢٠٤ حسین الخراسانی کی۔

❷ البیان فی تفسیر القرآن، ص : ٢٢٦۔

وضاحتی نوٹ:

لیکن یہی الخوئی بنفس نفیس جملہ روایاتِ تحریف کی صحت پر قطعی فیصلہ بھی دے رہا ہے کہتا ہے بلا شبہ روایات کی کثرت تو یہ قطعی فیصلہ صادر کر رہی ہیں کہ معصر مین سے ایسی بعض باتیں ضرور ہوئی ہیں، کم از کم انھوں نے اطمینان کیا ظہار کیا ہے اور ان روایات میں سے ایسی بھی ہیں جو معتبر طریق سے مروی ہیں۔'' ①

الخوئی جو اپنے علماء سے نقص قرآن کے عقیدے کی نفی کر رہا ہے بذات خود ہی فاطمہ اور علی رضی اللہ عنہما کے ایک ایک ایسے مصحف کے وجود کا اثبات بھی کر رہا ہے جن میں ائمہ کے اسماء مذکور ہیں۔ ان میں ایسے ایسے اضافے بھی موجود ہیں جو کتاب اللہ تعالیٰ میں نہیں ہیں وہ یہ خیال کرتا ہے کہ اس امت اور اس کے ہر اول دستے صحابہ رضی اللہ عنہم نے قرآنی آیات کو ان معانی پر محمول کیا ہے جو غیر حقیقی تھے البتہ الکلینی، القمی اور العیاش کی ''آیات قرانیہ میں تحریفات'' اس کے نزدیک کتاب اللہ کی حقیقی تفسیر ہیں۔ ②

ذلت و رسوائی:

الخوئی نے اپنے آپ کو ذلت و رسوائی میں ڈالا اور پھر اپنے تحریف والے عقیدے کی وضاحت کی اور ص ۲۲۹ میں یوں تحریر کیا ہے: ''اس امت نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بعض کلمات کو تبدیل کر دیا تھا اور ان کی جگہ پر دوسرے الفاظ لگا دیے تھے حتیٰ کہ بعد میں یہ کہتا ہے کہ عیاشی سے مروی ہے اس نے ہشام بن سالم سے روایت کی ہے اس نے کہا: ''میں نے ابوعبداللہ سے اس فرمان باری تعالیٰ:

﴿ اِنَّ اللّٰهَ اصۡطَفٰۤى اٰدَمَ وَ نُوۡحًا وَّ اٰلَ اِبۡرٰهِيۡمَ وَ اٰلَ عِمۡرٰنَ عَلَى الۡعٰلَمِيۡنَ ﴾ [آل عمران : ۳۳]

''بے شک اللہ تعالیٰ نے تمام جہان کے لوگوں میں سے آدم کو اور نوح کو اور ابراہیم کے خاندان اور عمران کے خاندان کا انتخاب فرمالیا۔''

کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا: ''یہاں پر ''اٰلِ اِبۡرَاهِيۡمَ وَ اٰل مُحَمَّدٍ'' کے الفاظ تھے، تو ان لوگوں نے ایک اسم کی جگہ پر دوسرے اسم کو رکھ دیا ہے۔''

حاشیہ نمبر ۴۳: ❶ البیان فی تفسیر القرآن، ص : ۲۲۲۔

❷ البیان، ص : ۲۲۹۔

سوال کیا قابل قدر شیوخ شیعہ میں سے کسی نے کتاب اللہ تعالیٰ میں کم درجہ اور بے ہودہ

قسم کی آیات کے موجود ہونے کا بھی کہا ہے؟

جواب جی ہاں ! اس بات کے قائلین میں سے ان کے اکابر شیوخ میں سے ان کا شیخ الطبرسی ''الوثیقۃ'' ص ۲۱۱ میں اس طرح کہتا ہے: نظم وسلیقہ کے اختلاف کے باوصف جیسے کہ بعض فقرات میں حد اعجاز کو پہنچنے والی مضاحت موجود ہے اسی طرح بعض فقروں میں نامعقولیت اور سچر پن بھی موجود ہے، فصاحت کے مختلف مراتب و درجات پائے جانے کے باوصف کہ بعض آیات اعلیٰ درجے کی فصاحت پر مشتمل ہیں تو بعض ادنیٰ درجے تک بھی پہنچی ہوئی ہیں۔

وضاحتی نوٹ:

بلا شبہ شیوخ شیعہ نے اپنی کتابوں کو اس قدر منزہ اور پاکیزہ رکھا ہے کہ کہیں ان میں کوئی نامعقولیت اور سچر پن والی کوئی بات پاتی جاتی۔ ① الحمد للہ اللہ تعالیٰ نے ان (کفار مکہ) کا نقشہ یوں کھینچا ہے:

﴿ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَسْمَعُوْا لِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَالْغَوْا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُوْنَ ﴾ [حٰمٓ السجدة : ٢٦]

''کافروں نے کہا: اس قرآن کو سنو ہی مت اس کے پڑھنے جانے کے وقت بے ہودہ گوئی کرو کیا عجب کہ تم غالب آ جاؤ۔''

سوال اگر تم شیوخ شیعہ سے منقول کتاب عزیز کی آیات کی تفسیر کے کچھ نمونے ذکر کر دو تو کیا ہی احسان ہو؟

جواب جی ہاں! کچھ نمونے عرض کیے دیتا ہوں یہ قرآن کریم کی تفسیر اپنے ائمہ کے ساتھ بیان کرتے ہیں، یعنی قرآن کریم سے مراد ائمہ ہیں، انھوں نے فرمان باری تعالیٰ:

﴿ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالنُّوْرِ الَّذِىْ اَنْزَلْنَا وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ

خَبِيْرٌ ﴾

[التغابن : ٨]

''سوتم اللہ پر اور اس کے رسول پر اور اس نور پر جسے ہم نے نازل فرمایا ہے ایمان لاؤ اور اللہ تعالیٰ تمھارے ہر عمل پر باخبر ہے۔''

کی تفسیر میں لکھا ہے ابوجعفر نے فرمایا ہے: ''نور سے مراد اللہ کی قسم! آل محمد ﷺ میں سے قیامت تک آنے والے ائمہ کا نور ہے، اللہ کی قسم! وہ وہی نور ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا ہے اور وہی ہیں اللہ کی قسم! جو آسمانوں اور زمین میں اللہ کا نور ہیں۔''[2]

اسی طرح نور سے بھی تفسیر میں ائمہ ہی مراد لیتے ہیں؟

ابوعبداللہ نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان گرامی کی تفسیر میں فرمایا ہے:

" اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مَثَلَ نُوْرِهِ كَمِشْكٰوةٍ " فاطمة

''اللہ نور ہے آسمانوں کا اور زمین کا اس کے نور کی مثال مثل ایک طاق کے ہے۔''یعنی فاطمہ۔

" فِيْهَا مِصْبَاحٌ " أیْ : الحسن

''جس میں چراغ ہو۔'' یعنی الحسن

" اَلْمِصْبَاحُ فِيْ زُجَاجَةٍ " أَیْ الْحُسين

''اور چراغ شیشہ کی قندیل میں ہو۔'' یعنی الحسین

" الزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ " فَاطِمَةُ كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ بَيْنَ نِسَاءِ أَهْلِ الدُّنْيَا

''اور شیشہ مثل چمکتے ہوئے روشن ستارے کے ہو۔'' یعنی فاطمہ اہل دنیا کی تمام خواتین کے درمیان چمکتا ہوا ستارہ ہے۔''

" يُوقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ " إبراهيم
''وہ چراغ ایک بابرکت درخت سے جلایا جاتا ہو۔'' یعنی ابراہیم۔

" زَيْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ " لَا يَهُوْدِيَّةٍ وَّلَا نَصْرَانِيَّةٍ
''زیتون کے درخت سے جو نہ مشرقی ہے اور نہ مغربی۔'' یعنی وہ نہ تو یہودیت ہے اور نہ ہی نصرانیت۔

" يَكَادُ زَيْتُهَا يُضِيْٓءُ " يَكَادُ الْعِلْمُ يَنْفَجِرُبِهَا
''خود وہ تیل قریب ہے کہ آپ ہی روشنی دینے لگے۔'' یعنی قریب ہے کہ علم خود بخود ہی اس سے پھوٹنے لگے۔

" وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ نُوْرٌ عَلٰى نُوْر " إِمَامٌ مِّنْهَا بَعْدَ إِمَامٍ
''گو اسے مطلقاً آگ لگی ہی نہ ہو نور پر نور ہے۔'' یعنی ایک امام کے بعد دوسرا امام ہے۔

" يَهْدِى اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ " يَهْدِى اللّٰهُ لِلْأَئِمَّةِ مَنْ يَّشَاءُ
''اللہ تعالیٰ اپنے نور کی طرف رہنمائی کرتا ہے جسے چاہے۔'' یعنی اللہ تعالیٰ جسے چاہے ائمہ کی طرف ہدایت دیتا ہے۔

" وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ "
''لوگوں کے سمجھانے کو یہ مثالیں اللہ تعالیٰ بیان فرما رہا ہے۔''[3]

حاشیہ نمبر۴۴:

1. دیکھیے مثلاً : شرح نهج البلاغة، ج : ۱۸۷/۲۰ لا بن أبی الحدید المعتزلی المتوفی سنة ٦٥٦ھ۔
2. الکافی، ج : ۱۹٤/۱ تأدیل الأیات الظاهرة فی فضائل العشرة الطاهرة، ص ٦٧١ شرف الدین الأستر آبادی، المتوفی ۹٤۰ھ (اس کتاب میں وہ اپنے گمان کے

مطابق ایسی آیات کے متعلق بحث کرتا ھے جو ائمه کے فضائل پر دلالت کناں ھیں) تفسیر العیاشی، ج : ۱۲۰/۲۔ تفسیر البرھان، ج : ۱۸۰/۲۔ تفسیر الثقلین، ج : ۲۹٦/۲۔

❸ الکافی، ج : ٦۹٥/۱۔

اور جو آیات شرک سے منع کرنے والی ہیں کی تفسیر کرتے ہیں کہ وہ آیات علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی ولایت میں شرک کرنے سے روکنے والی ہیں یا آپ کی ولایت کا کفر کرنے سے روکنے والی ہیں، انھوں نے امام الباقر رحمہ اللہ سے روایت بیان کی ہے، اللہ تعالیٰ کے فرمان کی تفسیر میں :

﴿ وَلَقَدْ اُوحِیَ اِلَیْكَ وَاِلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكَ لَئِنْ اَشْرَكْتَ ﴾

''یقیناً تیری طرف بھی اور تجھ سے پہلے کے تمام نبیوں کی طرف بھی وحی کی گئی تھی کہ اگر تو نے شرک کیا : یعنی علی علیہ السلام کی روایات کے ساتھ کس دوسرے کی روایت کا اگر تو نے حکم کیا :

﴿ لَیَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخَاسِرِیْنَ ﴾ [الزمر : ٦٥]

''تو بلاشبہ تیرا عمل ضائع ہو جائے گا اور بالیقین تو زیاں کاروں میں سے ہو جائے گا :''

انھوں نے کہا ہے، ابوجعفر نے اللہ تعالیٰ کے مندرجہ ذیل فرمان میں کہا ہے :

'' اِنَّ اللّٰهَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَكَ بِهٖ ''

''یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے ساتھ شریک کیے جانے کو نہیں بخشتا یعنی اللہ تعالیٰ اس شخص کو نہیں بخشے گا جو علی علیہ السلام کی ولایت کا انکار کرتا ہے۔''

اور رہا اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان :

﴿ وَ یَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ یَّشَآءُ ﴾ [النساء : ٤٨]

''اور اس کے سوا جسے چاہے بخش دیتا ہے۔'' یعنی جو علی علیہ السلام سے دوستی رکھے گا۔①

اور ان آیات کی تفسیر بیان کرتے ہیں جو اللہ واحد کی عبادت کا حکم دیتی اور طاغوت سے اجتناب کرنے کا حکم دیتی ہیں کہ ان سے مراد ائمہ کی ولایت ہے اور ان کے اعداء سے براءت ہے؟

انھوں نے روایت بیان کی ہے کہ ابو جعفر رحمہ اللہ نے فرمایا ہے:

" مَا بَعَثَ اللّٰهُ نَبِيًّا قَطُّ إِلَّا بِوَلَايَتِنَا وَالْبَرَاءَةِ مِنْ عَدُوِّنَا "

''اللہ تعالیٰ نے کبھی کوئی نبی مبعوث نہیں فرمایا مگر ہماری ولایت کے ساتھ اور ہمارے دشمنوں کی براءت کے ساتھ۔''

اور یہ بات اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں ارشاد فرمائی ہے اور وہ یہ ہے:

﴿وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ فَمِنْهُمْ مَّنْ هَدَى اللّٰهُ وَ مِنْهُمْ مَّنْ حَقَّتْ عَلَيْهِ الضَّلٰلَةُ﴾

[النحل : ٣٦]

''ہم نے ہر امت میں رسول بھیجا کہ لوگو! صرف اللہ کی عبادت کرو اور اس کے سوا تمام معبودوں سے بچو، پس بعض لوگوں کو تو اللہ تعالیٰ نے ہدایت دی اور بعض پر گمراہی ثابت ہوگئی۔'' یعنی آل محمد کی تکذیب کر کے۔ [2]

اور بے شک ابو عبداللہ نے فرمایا:

" وَ قَالَ اللّٰهُ لَا تَتَّخِذُوْآ اِلٰهَيْنِ اثْنَيْنِ " يَعْنِىْ بِذٰلِكَ : لَا تَتَّخِذُوْا إِمَامَيْنِ اثْنَيْنِ۔

''اللہ تعالیٰ ارشاد فرما چکا ہے کہ دو معبود نہ بناؤ۔'' کہ یہاں سے مراد یہ ہے کہ دو امام نہ بناؤ۔''

اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ " إِمَامٌ وَّاحِدٌ

''معبود تو صرف وہی اکیلا ہے۔'' یعنی امام صرف ایک ہے۔

﴿ فَاِیَّایَ فَارۡھَبُوۡنِ ﴾ [النحل : ٥١]
''پس تم سب صرف میرا ہی ڈر خوف رکھو۔''❶

حاشیہ نمبر۴۵:

❶ تفسیر الصافی، ج : ١٥٦/١، ٣٦١۔ تفسیر نور الثقلین، ج : ١٥١/١ و ٤٨٨، ج : ٣١٧/٣، ج : ٤٩٨/٤٠۔ تفسیر العیاشی، ج : ٧٢/١، ٢٤٥، ج٣٥٣/٢۔ تفسیر البرھان، ج : ١٧٢/١، ٣٧٥، ج : ٤٩٧/٢، بحار الأنوار، ج : ٣٤٩/٨١۔

❷ تفسیر العیاشی، ج : ٢٥٨/٢، البرھان، ج : ٣٦٨/٢۔ الصافی، ج : ٩٢٣/١۔ نور الثقلین، ج : ٥٣/٣۔٦٠۔

❸ تفسیر العیاشی، ج : ٢٥٨/٢۔ البرھان، ج : ٣٦٨/٢، ج : ٣٧٣/٢۔ الصافی، ج: ١٢٣/١۔ نور الثقلین، ج : ٥٣/٣۔

اور یہ لوگ کفار و منافقین کے بارے میں وارد آیات کی تفسیر کرتے ہیں کہ یہ رسول اللہ ﷺ کے اکابر صحابہ مراد ہیں۔ انھوں نے روایت بیان کی ہے کہ ابو عبداللہ نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان :

﴿ وَقَالَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا رَبَّنَاۤ اَرِنَا الَّذَیۡنِ اَضَلّٰنَا مِنَ الۡجِنِّ وَالۡاِنۡسِ نَجۡعَلۡهُمَا تَحۡتَ اَقۡدَامِنَا لِیَکُوۡنَا مِنَ الۡاَسۡفَلِیۡنَ ﴾ [حٰمٓ السجدة: ٢٩]

''اور کافر لوگ کہیں گے کہ اے ہمارے رب ! ہمیں جنوں اور انسانوں کے وہ دونوں فریق دکھا جنھوں نے ہمیں گمراہ کیا تا کہ ہم انھیں اپنے قدموں تلے ڈال کر انھیں نہایت اور سب سے نیچے کر دیں۔''

کے متعلق فرمایا تھا اس سے مراد وہ دونوں ہیں، پھر فرما: اور فلاں تو شیطان ہے۔

ان کا علامہ المجلسی کہتا ہے:

''وہ دونوں ابو بکر اور عمر ہیں اور'' فلاں تو شیطان ہے۔'' سے احتمال ہے کہ وہ عمر مراد ہو کیونکہ شیطان اس میں شریک ہے اس لیے کہ والد الزنا ہے یا اس لیے کہ

وہ مکر اور دھوکے میں شیطان کی مثل ہے اور دوسرا احتمال یہ ہوسکتا ہے کہ وہ ابو بکر مراد ہو۔"•

انھوں نے روایت بیان کی ہے کہ ابو عبداللہ نے فرمان باری تعالیٰ کے متعلق فرمایا تھا:

﴿ يُؤْمِنُوْنَ بِالْجِبْتِ وَ الطَّاغُوْتِ ﴾ (ابو بکر و عمر) [النساء : ٥١]

"وہ بتوں کا اور باطل معبودوں کا اعتقاد رکھتے ہیں۔" کہ یہاں ابو بکر اور عمر مراد ہیں۔"•

سوال اللہ تعالیٰ کے فرمان اقدس:

﴿ وَ لِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا وَ ذَرُوا الَّذِيْنَ يُلْحِدُوْنَ فِيْٓ اَسْمَآئِهٖ سَيُجْزَوْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴾ [الأعراف : ١٨٠]

"اور اچھے اچھے نام اللہ ہی کے لیے ہیں سو ان ناموں سے اللہ ہی کو موسوم کیا کرو اور ایسے لوگوں سے تعلق بھی نہ رکھو جو اس کے ناموں میں کج روی کرتے ہیں ان لوگوں کو ان کے کیے کی ضرور سزا ملے گی۔"

کے متعلق شیوخ شیعہ کیا تفسیر بیان کرتے ہیں؟

جواب انھوں نے الامام الرضا سے روایت کی ہے اس نے فرمایا ہے حالانکہ وہ اس سے بری الذمہ ہے: "جب تمھارے اوپر کوئی شدت اور سختی نازل ہو تب ہمارے ذریعے سے اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرو اور یہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَ لِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا ﴾

"اور اچھے اچھے نام اللہ ہی کے لیے ہیں سو ان ناموں سے اللہ ہی کو موسوم کیا کرو۔"

اس نے کہا، ابو عبداللہ نے فرمایا:

''اللہ کی قسم! وہ اچھے اچھے نام ہمیں ہیں کہ کسی سے بھی کچھ قبول نہیں کیا جائے گا مگر ہماری معرفت سے؟ فرمایا:

'' فَادْعُوْهُ بِهَا ''

''سو ان ناموں سے اللہ ہی کو موسوم کیا کرو۔'' یعنی ہمارے ناموں سے پکارا کرو۔

سوال شیعہ مذہب کے شیوخ کے ہاں ائمہ اثناعشری کے اقوال کا کیا مقام ومرتبہ ہے؟

جواب یہ بالکل ایسے ہی ہیں جیسے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے فرمودات ہیں۔

انھوں نے کہا ہے: ''ائمہ ظاہرین میں سے ہر ایک کی حدیث اللہ عزوجل ہی کی بات ہے، ان کے اقوال میں اسی طرح کوئی اختلاف نہیں ہے جس طرح اللہ تعالیٰ کے فرمان میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔''④

بلکہ انھوں نے کہا ہے، اس شخص کے لیے جائز ہے جو ابو عبداللہ سے حدیث سنے کہ وہ اس حدیث کو آپ کے باپ سے یا آپ کے آباؤ اجداد علیہم السلام میں سے کسی سے روایت بیان کر دے بلکہ یہاں تک بھی جائز ہے کہ وہ یوں کہہ دے: ''اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔'' بلکہ ایسا کہنا ہی اولیٰ اور زیادہ بہتر ہے۔

حاشیہ نمبر۴۶:

❶ فروع الکافی، ج: ٤١٦/٤۔ جو مرآۃ العقول کے حاشیے پر ہے۔

❷ تفسیر العیاشی، ج: ١٠٢/١ و ٢٤٦۔ تفسیر البرهان، ج: ٢٠٨/١، ٣٧٧۔ الصافی، ج: ٢٠٨/١، بحار الأنوار، ج: ٣٧٨/٣، بشارة المصطفی، ص: ١٩٣۔ بصائر الدرجات، ص: ٣٤۔ الفواض، ج ٣١٤/١۔ محمد الکاشانی المتوفی ١٠٩١ھ کی۔

❸ تفسیر العیاشی، ج: ٤٢/٢۔ الصافی، ج: ٦٢٦/١۔ البرهان، ج: ٥١/٢

الاختصاص، ص ۲۵۲ المفید کی۔

❹ شرح جامع، ج : ۲۷۲/۲۔

ابو بصیر سے مروی حدیث کے پیش نظر وہ کہتا ہے میں نے ابو عبداللہ سے استفسار کیا، ایک حدیث ہے جسے میں آپ سے سماعت کرتا ہوں، کیا میں اسے آپ کے ابا جان کی طرف سے روایت کرسکتا ہوں؟ یا ایک حدیث سے جسے میں آپ کے ابا جان سے سماعت کرتا ہوں، اسے آپ کی طرف سے روایت کرسکتا ہوں؟ فرمایا: ''دونوں صورتیں یکساں ہیں، البتہ تو اسے میرے باپ کی طرف سے روایت کرے تو مجھے زیادہ محبوب ہے! ابو عبداللہ نے جمیل سے کہا تھا: ''جو تو مجھ سے سماع کرے تو اسے میرے باپ کی طرف سے روایت کر۔''①

انھوں نے یہ بھی کہا ہے:

'' بِأَنَّ الْإِمَامَةَ اسْتِمْرَارٌ لِّلنُّبُوَّةِ ''

''بلا شبہ امامت تو نبوت ہی کا تسلسل ہے۔''②

الخمینی نے کہا ہے:

''إِنَّ تَعَالِيمَ الْأَئِمَّةِ كَتَعَالِيمِ الْقُرْآنِ، يَجِبُ تَنْفِيذُهَا وَ اِتِّبَاعُهَا ''

''یقیناً ائمہ کی تعلیمات قرآن کریم کی تعلیمات کی طرح ہیں جن کا نافذ کرنا اور جن کا اتباع کرنا واجب ہے۔''③

ان کا شیخ محمد جواد مغنیہ کہتا ہے: ''معصوم کا قول اور اس کا حکم مکمل طور پر اللہ علیم کے نافذ کردہ کی مثل ہے۔''

﴿ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ○ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ﴾

[النجم : ۳۔۴]

''اور نہ اپنی خواہش سے کوئی بات کہتے ہیں وہ تو صرف وحی ہے جو اتاری جاتی ہے۔''

نص نبوی تو ان کے اعتقاد کے مطابق جاری و ساری ہے حتیٰ کہ ان کے آخری امام تک اور کیا ان کے اعتقاد کے مطابق ائمہ کا وجود ختم ہو گیا ہے؟

وضاحتی نوٹ:

یہ روایات اپنے صریح اور کھلے جھوٹ کو آگے چلانے کے لیے بالکل واضح اور صریح ہیں وہ اس طرح کہ بطور مثال وہ امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کی طرف ایسا قول منسوب کر دیتے ہیں جو آپ نے کہا ہی نہیں ہے بلکہ وہ تو آپ کے پوتوں میں سے کسی نے کہا ہو، ان کے اعتقاد اور مذہب کی تعلیم کے مطابق اولیٰ ہی یہی ہے جس طرح کہ سابقہ روایات میں یہ بات مذکور ہے۔

سوال دریں صورت شیوخ شیعہ کے نزدیک سنت کون سی ہے؟

جواب ان کے نزدیک سنت یہ ہے ''معصر مین علیہ السلام کی سنت۔''[5]

انھوں نے کہا ہے اور یہ بات اس لیے ہے کہ: '' وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان اقدس پر مقرر کیے گئے ہیں تاکہ وہ واقعی احکام کی تبلیغ کریں اور وہ صرف انھی احکامات کے بارے میں فیصلے دیتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے ہاں واقعتاً ایسے ہی ہوتے ہیں۔''[6]

حاشیہ نمبر ۴۷:

❶ أصول الكافی مع شرح جامع، ج : ۲۵۹/۲ المازندرانی کی۔
❷ عقائد الإمامية، ص ٦٦ محمد رضا المظفر کی۔
❸ الحکومیة الإسلامية، ص ۱۳۔
❹ الخمینی والدولة الإسلامية، ص۵۹۔
❺ الدستور الإسلامی لجمهورية ایران، ص ۲۰، جاری شده از ایرانی وزارتِ تعلیم۔
❻ أصول الفقه المقارن، ج ۵۱/۳ محمد رضا المظفر کی۔

تو معلوم ہوا کہ سنت کا لفظ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مطہرہ کے لیے ہی بس محدود نہیں

ہے جو تن تنہا ہی معصوم ہیں۔

اور یہ بات بھی یاد رکھیں کہ بارہ ائمہ المعصر مین کی کلام میں ان کی سن طغولیت اور سن بلوغت کے اعتبار سے کوئی فرق نہیں ہے۔

کیونکہ بارہ ائمہ ان کے اعتقاد میں جب سے پیدا ہوئے ہیں وہ خطا نہیں کرتے نہ دانستہ، نہ سہواً اور نہ ہی بھول چوک کر حتیٰ کہ وہ فوت ہو جاتے ہیں۔ ①

سوال ایسی صورت حال میں کیا ان کے اعتقاد کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوری کی پوری شریعت کی تبلیغ کی ہے؟

جواب نہیں، بلکہ شریعت کے ایک حصے اور جزء کی تبلیغ فرمائی ہے اور باقی علی رضی اللہ عنہ کو سونپ دی تھی۔

ان کی آیت العظمیٰ شہاب الدین النجفی نے کہا ہے:

''یقیناً نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر وقت تنگ ہو گیا تھا اور آپ کو جمیع احکام دین کی تعلیم کے لیے میدان دعوت میسر نہ آ سکا تھا...... اور بلا شبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگوں میں مشغول رہنے کو تفصیلی احکامات بیان کرنے اور ان کی جانچ پڑتال کرنے پر مقدم رکھا تھا...... بالخصوص آپ کے زمانے میں لوگوں کے پاس وافر اور کافی استعداد کی بھی کمی تھی کہ وہ ان تمام احکامات کو حاصل کر لیتے جن کے لیے طویل و عریض صدیاں درکار تھیں۔'' ②

ان کے الامام الخمینی نے کہا ہے، ہم کہتے ہیں، بلا شبہ انبیاء کو اپنے مقاصد کو نافذ کرنے کی توفیق نہیں ملی اور یقیناً آخر زمانے میں اللہ تعالیٰ ایک ایسی ہستی کو مبعوث فرمائے گا جو انبیاء کے مسائل کو نافذ و جاری کرنے کا اہتمام کرے گا۔'' ③

سوال صحابہ رضی اللہ عنہم کی مرویات کے متعلق مذہب شیعہ کے شیوخ کا کیا مؤقف ہے؟

جواب ان کے شیخ آل کاشف الخطاء کہتے ہیں کہ وہ'' سنت کا اعتبار ہی نہیں کرتے مگر جو ان

کے لیے اہل بیت کے طریق سے صحیح ثابت ہو جائے...... اور جیسے دوسرے مثلاً ابو ہریرہ اور سمرہ بن جندب وغیرہ روایت کرتے ہیں ...... وہ امامیہ کے نزدیک مچھر کی حیثیت بھی نہیں رکھتی۔''④

اسی لیے ان کے اصولوں میں سے ایک اصول یہ بھی ہے کہ:

" كُلُّ مَا لَمْ يَخْرُجْ مِنْ عِنْدِ الْأَئِمَّةِ فَهُوَ بَاطِلٌ "

''ہر بات وہ جو ائمہ کی طرف سے نہ نکلے وہ باطل ہے۔''⑤

حاشیہ نمبر ۴۸:

❶ عقائد الإمامية، ص ٦٦ للمظفر۔

❷ شهاب الدين النجفى و تعليقاته على إحقاف الحق للتسترى، ج ۲/۲۸۸۔۲۸۹۔

❸ مسألة المهدى مع مسألة أخرى، ص ۲۲۔

❹ أصل الشيعة و أصولها، ص ۷۹۔

❺ أصول الكافى للكلينى، ج ۱/۳۹۹۔

مصیبت:

شیوخ شیعہ مرویات صحابہ رضی اللہ عنہم کو رد کرنے کے لیے اپنا یہ جواز پیش کرتے ہیں کہ انھوں نے ان کے اماموں میں سے ایک امام یعنی علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ کی امامت کا ان کے خیال کے مطابق انکار کیا ہے تو جو شخص ان کے بہت سے اماموں کا منکر ہو وہ اس کی روایات کو کس طرح قبول کر سکتے ہیں؟ تو شیوخ شیعہ نے ...... جیسے کہ الحر العاملی نے پر زور الفاظ میں ذکر کیا ہے۔

فطحیہ ① کی روایات پر مثلاً: عبداللہ بن بکیر اور واقفہ ② کی روایات پر مثلاً: سماعۃ بن مہران اور الناووسیہ ③ کی باتوں پر کیوں عمل کیا جائے؟ ان فرقوں کے بعض لوگوں کو شیوخ شیعہ نے ثقہ اور معتبر قرار دیا ہے حالانکہ انھوں نے بارہ ائمہ میں سے اکثر کا انکار کیا ہے؟

النوبختی نے بعض رجال فطحیہ مثلاً محمد بن الولید الخزار اور معاویہ بن حکیم وغیرہ کے

متعلق یوں کہا ہے : ''یہ سب اشخاص فطحیہ میں سے تھے اور یہ جلیل القدر علماء ، فقہاء اور انصاف پرور ہستیوں میں سے تھے۔''

اور پھر اس نے بعض سرکردہ واقفہ کے بارے میں اس نے بذات خود اور دوسرے اس کے برادران شیوخ شیعہ نے اپنے اعتقاد کے مطابق اپنے امام معصوم کے قول سے اعراض و روگردانی کرتے ہوئے یوں کہا ہے : '' واقف (واقفہ فرقے کا فرد) حق سے روگردانی کرنے والا اور برائی پر قائم رہنے والا ہے اگر وہ اس برائی کے ساتھ ہی فوت ہو جائے تو اس کا ٹھکانا جہنم ہوگا اور وہ بہت برا ٹھکانا ہے۔''

اور یوں بھی کہا ہے :'' وہ حیرت زدہ رہتے ہوئے زندگی گزاریں گے اور زندیق (بے دین) ہوکر مریں گے۔''

اور یہ بھی کہا ہے :'' بلا شبہ وہ کافر، مشرک اور زندیق ہیں۔''[4]

حاشیہ نمبر۴۹ :

❶ فطحیہ یہ لوگ عبداللہ بن جعفر بن الصادق کے پیروکار تھے انھیں فطحیہ اس لیے کہا جاتا تھا کہ عبداللہ فطح الرأس یعنی چوڑے چپٹے سر والا تھا...... النوبختی نے کہا ہے :'' شیعہ کے اجل علماء اور فقہاء کا میلان اسی فرقے کی طرف ہے اور یہ عبداللہ اپنے باپ کے بعد صرف ستر یوم زندہ رہا تو لوگوں نے اس کی امامت کے قول سے رجوع کر لیا تھا۔ (دیکھیے، مسائل الإمامه و مقتطفات من الكتاب الأوسط فی المقالات، ص ٤٦ لعبد الله بن الناشی الاكبر، فرق الشيعة، ص ٧٧۔٧٨۔ الحور العين، ص ١٦٣ نشوان الحميری کی۔

❷ الواقفہ، یہ لوگ شیعہ کے ساتویں امام، موسیٰ بن جعفر پر کھڑے ہو گئے ہیں اس کے بعد وہ کسی بھی امام کی امامت کے قائل نہیں ہیں وجہ اس کی یہ ہے کہ ان کے خیال کے مطابق '' موسیٰ بن جعفر'' فوت نہیں ہوا بلکہ وہ ابھی تک زندہ ہے اور اس کے خروج کے منتظر ہیں۔ (دیکھیے المقالات والیفرق، ص ٩٣ للقمی، مسائل الإمامة، ص ٤٧)

❸ ایک امام'' ناووس'' نامی آدمی کے پیروکار ہیں...... یہ کہتے ہیں :'' چھٹے امام جعفر بن محمد فوت نہیں ہوئے وہ ابھی تک زندہ ہیں اور مستقبل بعید میں ظہور فرمائیں گے اور حکومت کریں گے۔'' (دیکھیے، المقالات

وایفرق، ص ۸۰۔ فرق الشیعة ، ص ٦٧۔ الزینة، ص ٢٨٦ للرازی، الحور العین، ص ١٦٢)

❹ رجال الکشی، ص ٤٥٦، ٥٦٣، ٥٩٧، ٦١٦ ابو عمرو محمد بن عمر الکشی المتوفی سنة ٣٥٠ھ کی تالیف۔

شیوخ شیعہ کے لیے زبردست مصیبت:

شیوخ شیعہ نے بذات خود روایت بیان کی ہے، ابن حازم سے روایت ہے اس نے کہا: ''میں نے ابوعبداللہ سے عرض کی:

'' فَأَخْبِرْنِیْ عَنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَدَقُوْا عَلٰی مُحَمَّدٍ أَمْ كَذَبُوْا ؟ قَالَ : بَلْ صَدَقُوْا ''[1]

''مجھے رسول اللہ ﷺ کے اصحاب کے متعلق خبر دو کیا انھوں نے محمد ﷺ پر سچ بولا تھا یا جھوٹ بولا تھا، فرمایا: '' بلکہ انھوں نے سچ بولا تھا۔''

اللہ اکبر:

﴿ وَ قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَ زَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ﴾

[بنی اسرائیل : ٨١]

''اور اعلان کر دے کہ حق آ چکا اور ناحق نابود ہو گیا، یقیناً باطل تھا بھی نابود ہونے والا۔''

سوال **مراسلات وخطوط کی حکایات کی کیا حقیقت ہے اور مذہب شیعی میں ان کی کیا عظمت ہے؟**

جواب ''جب ان کے امام الحسین العسکری'' فوت ہو گئے تو اس کا کوئی جانشین نظر نہ آیا اور نہ ہی اس کا کوئی ظاہری بیٹا تھا اور جس وقت اس امر کی آخری امید بھی ختم ہو گئی کہ آپ کی بیویاں اور لونڈیاں بھی استبراء رحم کہ چکیں حتیٰ کہ ان کے بطون حمل سے خالی

ظاہر ہو گئے تب آپ کی میراث آپ کی ماں اور آپ کے بھائی جعفر کے درمیان بانٹ دی گئی اور آپ کی ماں نے اس کی وصیت کو بیان کر دیا اور قاضی اور سلطان کے پاس وہ ثابت ہو گئی۔''[2]

یہ واقعہ تشیع کے لیے نہایت ہی زبردست مصیبت ہے؟

ان میں سے کچھ نے کہا ہے'' امامت ہی ختم ہو گئی۔''[3]

اور ان میں سے کچھ نے کہا: '' بے شک الحسن بن علی (اس قوم کے گیارہویں امام) وفات پا گئے ہیں اور آپ کا کوئی جانشین نہیں ہے تو آپ کے بعد آپ کا بھائی جعفر بن علی امام ہو گا۔''[4]

اس حیرت و اضطراب کے بہت بڑے سمندر میں جس میں شیوخ الشیعہ زندگی گزار رہے تھے ایک آدمی'' عثمان بن سعید العمری'' کھڑا ہوا اور دعویٰ کیا'' بلا شبہ الحسن العسکری کا ایک پانچ سالہ بیٹا تھا جو لوگوں سے چھپ کر رہتا تھا وہ اس کے علاوہ کسی دوسرے کے سامنے ظاہر نہیں ہوتا تھا، وہی اپنے باپ الحسن کے بعد الامام ہو گا اور اس امام بچے نے اموال پر قبضہ کرنے کے لیے اسے اپنا وکیل نامزد کیا ہے اور دینی مسائل میں اس کی طرف سے جوابات دینے کے لیے اسے اپنا نائب مقرر کیا ہے۔''[5]

پھر جب عثمان بن سعید سنہ ۲۸۰ھ میں مر گیا تو اس کے بیٹے محمد بن عثمان نے اپنے باپ والا دعویٰ شروع کر دیا۔

حاشیہ نمبر ۵۰:

❶ أصول الکافی، ج ۱/۶۵۔

❷ المقالات والفرق، ص ۱۰۲۔

❸ بحار الأنوار للمجلسی، ج ۲۱۲/۵۱۔ و کتاب الغیبة للحجة لأبی جعفر الطوسی، ص ۲۲۴۔

❹ المقالات والفرق لسعد القمی، ص ۱۰۸۔۱۱۰۔

❺ حصائل الفکر فی أحوال الإمام المنتظر لمحمد صالح البحرانی، ص ۳۶۔۳۷۔

پھر جب یہ محمد بن عثمان بھی سنہ ۳۰۵ھ میں فوت ہو گیا تو الحسین بن روح النوبختی نے بالکل یہی دعویٰ لے کر اس کا جانشین بن گیا اور جب یہ بھی ۳۲۶ھ میں فوت ہو گیا تو ابو الحسن علی بن محمد السمری (۳۲۹ھ) نے اس کی مسند سنبھال لی [1] اور یہ امامیہ شیوخ الشیعہ کے نزدیک نیابت کے دعویداروں میں سے سب سے آخری دعویدار تھا اور جب مال ومتاع کے دل فریب انباروں کی وجہ سے نیابت کے دعویدار بہت زیادہ ہو گئے تو شیوخ شیعہ نے البابیہ کے منقطع ہونے اور غیبت کبریٰ (بہت بڑی پوشیدگی) کے واقع ہونے کا وفاتِ السمری پر ہی اعلان کر دیا امام کے یہ نائبین بے وقوفوں کے سوالات سنتے تھے اور بالکل اسی طرح ان کے اموال ہڑپ کرتے تھے۔

پھر ان کے امام المنتظر کی جانب سے جوابات ارشاد فرماتے اور انھیں امام المنتظر کی طرف منسوب کرتے اور انھیں توقیعات کا نام دیتے یعنی اپنے خیال کے مطابق امام المنتظر کے خطوط ومراسلات کہتے۔ [2]

اس بے سند افسانے اور بے سر و پا عقیدہ کے مقام و مرتبہ کا مقام ایسا ہی ہے جیسے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے فرامین ہیں حتیٰ کہ شیوخ شیعہ نے ان خطوط ومراسلات کو نبی اکرم ﷺ سے باسناد صحیح مروی حدیث پر بھی بوقت تعارض راجح قرار دیا ہے، الحر العاملی نے کہا ہے: ''المعصوم کا خط ظاہری ذرائع سے نقل شدہ حدیث کی نسبت زیادہ قوی ہوتا ہے۔'' [3]

اور دور حاضر کے شیوخ شیعہ نے ان خطوط ومراسلات کی نسبت یہ عقیدہ رکھا ہے کہ ''یہ ایسی سنت ہے جس میں باطل داخل نہیں ہوسکتا۔'' [4]

سوال الطوسی کی کتاب ''تهذيب الأحكام'' کی سبب تالیف کیا ہے اور اس میں کتنی احادیث ہیں؟

جواب یہ کتاب مذہب شیعی کی معتبر بنیادوں میں سے ایک بنیاد ہے، اپنی وقت تالیف سے

لے کر آج تک اس کی احادیث (۱۳۵۹۰) کی تعداد کو پہنچی ہوئی ہیں اور ان کے شیخ الکلینی کی کتاب ''الکافی'' کے بعد یہ دوسرے نمبر کی کتاب اعتبار کی جاتی ہے۔

عجیب بات یہ ہے کہ المؤلف الطّوسی نے اپنی کتاب ''عدۃ الاصول'' میں صراحت کی ہے کہ اس کی کتاب ''التہذیب'' کی احادیث اور اس کی روایات پانچ ہزار سے زائد ہیں یعنی چھ ہزار سے زیادہ نہیں ہیں؟

تو کیا اس کا یہ معنی نہیں ہے کہ اس کتاب میں مختلف ادوار میں نصف سے زائد احادیث بعد میں شامل کی گئی ہیں؟

حاشیہ نمبر ۱۵:

❶ دیکھیے الغیبة للطوسی، ص ۲۴۱۔۲۴۲۔

❷ دیکھیے بحار الأنوار للمجلسی، ج ۳۵۹/۵۱۔۳۶۲۔

❸ من لا یحضره الفقیه لابن بابویه القمی، ج ۱۵۱/٤۔ وسائل الشیعة، ج ۱۰۸/۲۰۔
اور شیوخ شیعہ نے ان خطوط و مراسلات کو قدر کی نگاہوں سے بڑے اہتمام سے مدون بھی کیا ہے کیونکہ ان کے اعتقاد کے مطابق یہ اس وحی میں سے ہیں جن کے آگے سے اور پیچھے سے بالکل باطل داخل نہیں ہوسکتا۔
مثلاً دیکھیے : اصول الکافی، ج ۵۱۷/۱، إکمال الدین لا بن بابویه، ص ٤۵۰ الغیبة للطوسی، ص : ۱۷۲۔ الأحتجاج علی أهل الحجاج، ج ۲۷۷/۲ لأبی منصور أحمد بن أبی طالب الطبرسی المتوفی ۵۸۸ھ۔

❹ الدعوة الإسلامیة إلی وحدة أهل السنة والإمامیه، ج ۱۱۲/۲ لآیتهم الخنیزی۔

بلا شبہ یہ اضافے ان مخفی ہاتھوں کے ہیں جو شیوخ شیعہ کے اسلام کے نام پر چھپے ہوئے ہیں۔

اور باقی رہا اس کتاب کی تالیف کا سبب تو وہی سبب ہے جس کی یہ احادیث و اخبار نشاندہی کر رہی ہیں جیسا کہ الطّوسی نے خود اس کا اعتراف کیا ہے: ''باہم اختلاف، تباین، منافاۃ اور تضاد، حتیٰ کہ تقریباً کوئی ایک بات بھی ایسی نہیں ہے کہ جس کے برعکس اور متضاد کوئی دوسری بات نہ ہو، کوئی ایسی حدیث بھی صحیح سالم نہیں ہے مگر اس کے مدمقابل ایسی

روایت و حدیث موجود ہیں جو اس کی نفی کر رہی ہیں حتیٰ کہ ہمارے مخالفین نے اسی بات کو ہمارے مذہب کے خلاف سب سے بڑے ہتھیار کے طور پر استعمال کیا ہے اور ہمارے مذہب پر سب سے بڑا طعن بھی یہی ہے......!!‘‘

اور اس نے اپنے شیوخ تقیہ پر پائے جانے والے اختلافات میں سے بہت سی چیزوں کو بغیر دلیل کے اور بغیر سند کے بیان بھی کیا ہے جبکہ یہ دلیل یا وہ دلیل تو ان کے دشمن اہل سنت کے مذہب کے موافق ہے اور ان کی دلیل بنتی ہے۔ ①

سوال شیوخ شیعہ کے نزدیک کتاب ’’الکافی‘‘ کا کیا مرتبہ ہے؟ کیا وہ ان کے اضافوں سے بچ سکی ہے؟ کیا ان لوگوں کا اس کی کتابوں اور احادیث پر اتفاق ہے؟

جواب شیوخ شیعہ نے کہا ہے: جب الکلینی نے اپنی کتاب ’’الکافی‘‘ تحریر کی تو اسے اپنے بارہویں یا تیرہوں امام الکغائب کے سامنے پیش کیا تو آپ نے فرمایا: ’’اَلْکَافِیْ کَافٍ لِشِیْعَتِنَا‘‘②

’’کافی ہمارے شیعہ کے لیے کافی ہے۔‘‘

ان کے شیخ عباس القمی نے کہا ہے: ’’الکافی تمام اسلامی کتابوں میں سے عظیم المرتبت کتاب ہے اور امامیہ مذہب کی تصانیف میں سے عظیم ترین ہے، امامیہ مذہب کے لیے اس جیسی کتاب منصۂ شہود پر نہیں آئی۔‘‘

ان کے شیخ محمد امین الاستر آبادی نے کہا ہے: ’’ہم نے اپنے علماء و مشائخ سے سنا ہے، اسلام میں کوئی ایسی کتاب تصنیف نہیں ہوئی جو اس کے مساوی ہو یا اس کے ہم پلہ ہو۔‘‘③

اے قاری!

آپ میرے ساتھ مل کر الکافی کے بعض ابواب پر اس کی نصوص اور عبارات سے صرف

نظر کرتے ہوئے، غور فرمائیں پھر آپ میرے ساتھ غور فرمائیں، ان لوگوں نے کتنے اضافے کر دیے ہیں؟ ان کا شیخ الخوالنساری کہتا ہے: ان لوگوں کے کتاب الروضۃ کی بابت اختلاف کیا ہے کہا وہ الکلینی کی تالیف ہے؟ یا بعدازاں اس کی کتاب ''الکافی'' میں اضافہ کیا گیا ہے؟''④

حاشیہ نمبر۵۲:

❶ تهذيب الأحكام المقدمه ٢-٣-١/٢- مستدرك الوسائل، ج ٧١٩/٣ الذريعه، ج ٥٠٤/٤-

❷ مقدمه الكافى، ص ٢٥-

❸ الكنى والألقاب القمى، ج ٩٨/٣-

❹ الكنى والألقاب، ج ٩٨/٣-

ان کے ثقہ اور سید حسین بن حیدر الکرکی العاملی المتوفی ۱۰۷۶ھ نے کہا ہے: ''بلا شبہ ''الکافی'' میں پچاس کتابیں (چیپٹرز) اسانید کے ساتھ ہیں پھر ان میں ہر ایک حدیث ائمہ تک پہنچ رہی ہے......''①

دراں حالیکہ اس طائفہ کے شیخ الطّوسی المتوفی ۴۶۰ھ یوں کہہ رہا ہے: ''کتاب الکافی تیس کتابوں پر مشتمل ہے اس نے ہمیں اپنی تمام روایات اپنے الشیخ کے ساتھ جزوی ہے۔''②

مندرجہ بالا اقوال سے آپ کے سامنے یہ بات واضح ہو رہی ہے۔

بلا شبہ اکلافی میں جو باتیں بڑھائی گئی ہیں وہ پانچویں صدی ہجری اور گیارہویں صدی ہجری کے درمیان درمیان ہیں اور وہ ہیں، بیس کتابیں اور ہر ایک کتاب (Chapter) کثیر ابواب پر مشتمل ہے یعنی اس لمبی مدت کے دوران 40% کے حساب سے کتاب الکافی میں اضافے کیے گئے ہیں یہ تو وہ اضافے ہیں جو روایات میں تبدیلی الفاظ کے تغیر، فقرات کے حذف اور دیگر اضافوں کے علاوہ ہیں۔

یہ کون سی شخصیت ہے جس نے الکافی میں بیس کتابوں کا اضافہ کر دیا ہے؟ کیا یہ ممکن

ہے کہ وہ عمامہ والوں میں سے یہودیوں کے شیوخ میں سے کوئی ہو؟ کیا وہ ایک ہی یہودی تھا؟ یا بے شمار یہودی ہیں جو ان صدیوں میں وقت کے ساتھ ساتھ زیادہ ہوتے رہے ہیں؟ میں ہر ایک شیعہ سے سوال کرتا ہوں:

''کیا تمھاری '' الکافی'' مسلسل تمھارے امام معصوم سے اس کے تہ خانے اور سرنگ سے منظوری اور توثیق پاتی رہی ہے اور وہ مسلسل اس کے متعلق اپنی رائے اور اپنی توثیق پر ہی ڈٹے رہے ہیں کہ یہ ہمارے شیعہ کے لیے کافی ہے؟ ہم اللہ تعالیٰ سے اپنے لیے اور تمھارے لیے ہدایت کا سوال کرتے ہیں۔''

سوال دور حاضر کے شیوخ شیعہ اپنے مصادر سے علم حاصل کرنے کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

جواب بلاشبہ انھوں نے اپنے قدیم شیوخ کے اصول اور بنیادی علوم حاصل کرنے میں چار کتابوں پر اعتماد کیا ہوا ہے اور وہ یہ ہیں:

الکافی، التھذیب، الاستبصار اور من لا یحضرہ الفقیہ جس طرح کے دورِ حاضر کے ان کے شیوخ کے ایک طائفے نے اس کو متعین کہا ہے جیسے کہ آغا بزرگ الطھرانی[3] اور محسن الامین[4] وغیرہ ہیں۔

حاشیہ نمبر ۵۳:

1. الکنی والألقاب، ج ۶/۱۱۴ لعباس القمی، مطبعة العرفان بصیدا ۱۳۵۸ھ۔
2. الفھرست للطوسی، ص ۱۶۱۔
3. الذریعة، ج ۱۷/۲۴۵۔
4. أعیان الشیعة، ج ۱/۲۸۰ محسن الأمین العاملی کی۔

اس زمانے کے ان کے شیخ اور ان کی آیت عبدالحسین الموسوی ان چاروں کتابوں کے بارے میں کہتے ہیں: ''یہ متواتر ہیں اور ان کے مضامین باعتبار صحت قطعی اور یقینی ہیں اور الکافی ان میں سے سب سے قدیم، سب سے خوبصورت اور سب سے مضبوط و مستحکم ہے۔''

①

معاصرین شیعہ متقدمین سے اپنے ان پچھلے شیوخ کے بارے میں کسی طرح مکلف نہیں ہے یہ سبھی کے سبھی ایک ہی چشمے اور ایک ہی مصدر کی طرف رجوع کرتے ہیں بس یہیں پر ہی بس نہیں ہے بلکہ بعض مصادر اور مراجع ''اسماعیلیہ''② بھی ہیں جو معاصرین شیوخ شیعہ کے نزدیک سہارا بن چکی ہیں مثلاً قاضی النعمان بن محمد بن منصور المتوفی سنہ ۳۶۳ھ کی کتاب ''دعائم الاسلام'' ہے یہ مصنف اسماعیلی تھا جو امام جعفر الصادق (چھٹے امام) کے بعد شیعہ کے تمام ائمہ کا انکار کرتا تھا، وہ تو ان کے نزدیک ایک امام کی امامت کے انکار کرنے کی وجہ سے کافر ہے اور وہ تو ان کے بہت سے ائمہ کا منکر تھا۔③

ان باتوں کے باوجود معاصرین شیوخ کبار اپنی کتابوں میں اس پر اعتماد کرتے ہیں۔④

سوال کیا شیعی مذہب میں حدیث کی اقسام صحیح، حسن اور ضعیف کی معروف اصطلاحات پائی جاتی ہیں جس طرح کہ اہل سنت کے ہاں ہیں؟

جواب یہ اصطلاح تو نئی ایجاد کردہ ہے۔⑤ اور اس کا سبب یہ ہے جس طرح کہ وہ خود اعتراف کرتے ہیں: ''اس⑥ (سند) کے ذکر کا فائدہ یہ ہے کہ شیعہ کے مقابلے میں عوام⑦ کی عار اور مذمت کو دور کرنا ہے کیونکہ ان کی احادیث عن عن کے بغیر ہوتی ہیں بلکہ ان کے قدماء کے اصول سے منقول ہوتی ہیں۔''

حاشیہ نمبر۵۴:

❶ المراجعات ص ۳۱۱ (المراجعة رقم ۱۱۰) عبدالحسین الموسوی۔

❷ الإسماعیلیة: ''یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے کہا ہے، امام جعفر کے بعد اسماعیل بن جعفر امام ہے۔'' پھر انھوں نے یہ بھی کہا ہے کہ اس کے بعد امامت کا حقدار اور اہل محمد بن اسماعیل بن جعفر ہے، انھوں نے امام جعفر کی باقی ساری اولاد کی امامت کا انکار کیا ہے اسماعیلیہ میں سے قرامطہ، الحشاشون، فاطمیوں اور الدروز وغیرہ پھوٹے ہیں، اسماعیلیہ کے متعدد فرقے ہیں ان کے مختلف القابات ہیں جو اختلاف بلدان کی بنا پر مختلف ہیں، ان کا مذہب ظاہراً رفض ہے اور

باطناً کو محض ہے، یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی صفات کو معطل ٹھہراتے ہیں، نبوت اور عبادات کو باطل قرار دیتے ہیں، بعث کے بھی منکر ہیں، یہ ان باتوں کو صرف اسی آدمی کے سامنے ظاہر کرتے ہیں جو ان کے مذہب کے آخری درجے تک پہنچ جاتا ہے۔ (الزينة، ص ٢٨٧، الفهرست لا بن النديم، ص ٢٦٧-٢٦٨- المطى فى التنبيه والرد، ص ٢١٨)

❸ معالم العلماء ، ص ١٣٩ لمحمد بن على بن شهر آشوب، المطبعة الحيدرية بالنجف سنة ١٣٨٠ھ

❹ الحكومة الإسلامية ، ص ٦٧ ـ

❺ یہ بات ان کے شیخ الفیض الکاشانی نے اپنی کتاب الوافی میں اور اس کے دوسرے مقدمہ میں کہی ہے، ج ١١/١ ـ

❻ يعنى سند۔

❼ يعنى اهل سنت۔

''اور جدید اصطلاح عوام الناس کے اعتقاد اور ان کی اصطلاحات کے موافق ہے بلکہ یہ ان کی کتابوں سے ماخوذ ہے جس طرح کہ قدرے غور کرنے اور تلاش کرنے سے ظاہر ہوتا ہے۔''[1]

وضاحتی نوٹ :

اس کا معنی یہ ہے کہ ان کے پاس احادیث بلحاظ صحت اور باعتبار ضعف معروفت حاصل کرنے کے لیے کوئی معیار و قانون نہیں ہے اور یہ معیار و قانون صوری اور ظاہری ہیں جن کی کوئی حقیقت نہیں ہے اور ان سے مقصد صرف یہ ہے کہ اہل سنت کی طرف سے وارد ہونے والی تنقید کو دور کرتے ہوئیں جو کہتے ہیں کہ ان کی احادیث بلا سند ہیں اور وہ اپنی احادیث سے صحیح اور سقیم اور ضعیف کی پرکھ نہیں کر سکتے۔

سوال کیا شیعہ مذہب میں بعض راویوں کی جرح و تعدیل میں تناقضات اور اختلافات پائے جاتے ہیں؟

جواب: جی ہاں ! الکاشانی نے کہا ہے :'' جرح و تعدیل میں اور ان دونوں کی شرائط میں

اتنے تناقضات، اختلافات اور اشتباہات ہیں جو ختم ہونے کا نام ہی نہیں لیتے کہ جن پر نفوس مطمئن ہو سکیں، جس طرح باخبر شخص پر کوئی امر پوشیدہ اور مخفی نہیں ہے۔'' ②

ان کا مشہور محدث زرارہ بن أعین، ان کے تین ائمہ الباقر، الصادق اور الکاظم کا ساتھی، جس کے متعلق ان کا شیخ الکشی ابوعبداللہ رحمہ اللہ سے یہ قول روایت کرتا ہے: ''زرارہ تو یہود ونصاریٰ سے بھی بدتر ہے اور جس نے کہا تھا: ''اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلَاثَةٍ'' ''اللہ تعالیٰ تو تین میں سے ایک ہے۔'' اس سے بھی بدتر ہے۔'' ③

اور الکشی نے بذات خود یہ روایت بھی بیان کی ہے کہ ابوعبداللہ نے فرمایا ہے: ''زرارہ! یقیناً تیرا نام اہل جنت کے ناموں میں سے ہے۔'' ④

اس طرح کے تناقض بہت ہی زیادہ ہیں مثلاً جابر الجعفی، محمد بن مسلم، ابو بصیر اللیث المرادی، برید العجلی، حمران بن اعین وغیرہ تو جن کا حال یہ ہے اور جن کے احوال ایسے ہیں تو ان کی مرویات پر کیا حکم لگایا جائے اور ان کی بیان کردہ اخبار پر کیا فیصلہ کیا جائے؟

حاشیہ نمبر ۵۵:

❶ وسائل الشیعة، ج ۲۰/۱۰۰۔

❷ الوافی، المقدمة الثانیه، ج ۱/۱۱۔۱۲۔

❸ رجال الکشی، ص ۱۴۹۔۱۵۱۔۱۶۰۔

❹ رجال الکشی، ص ۱۳۳۔۱۳۶۔

سوال کیا مذہب شیعہ کے شیوخ کے نزدیک اجماع حجت ہے؟ اور اگر ہے تو کب؟

جواب ان کے نزدیک حجت نہیں ہے بجز اس کے کہ ان کے ائمہ المعصر میں میں سے کوئی ایک اس میں موجود ہو، ان کے شیخ المطہر الحلی نے کہا ہے: ''اجماع ہمارے نزدیک حجت ہے کیونکہ اس میں ہمارے امام المعصوم کا قول شامل ہے، ہر جماعت خواہ کثیر ہو یا قلیل، امام کا قول بھی ان جملہ اقوال میں سے ایک ہے، اجماع صرف اسی قول کی وجہ سے حجت ہے صرف اجماع ہونے کی وجہ سے حجت نہیں ہے۔'' ①

وضاحتی نوٹ:

ایسی صورت میں اجماع کی کیا قدر و قیمت رہ جاتی ہے جب تک وہ اپنے امام کی عصمت کا اعتقاد رکھیں گے اس وقت تو انھیں اس اکیلے کا قول ہی کافی ہے؟

سوال شیوخ مذہب شیعی کا توحید الوہیت کی بابت کیا عقیدہ ہے؟

جواب آنے والے سوالات اور جوابات میں ان شاء اللہ یہ جواب کھل کر واضح ہو جائے گا؟

سوال شیوخ شیعہ کے اعتقاد کے مطابق اللہ تعالیٰ کی عبادت کس طرح کی جائے؟

جواب شیعہ کے شیوخ کا یہ عقیدہ ہے کہ اگر ان کے ائمہ نہ ہوتے تو اللہ تعالیٰ کی عبادت بھی نہ کی جاتی، اللہ تعالیٰ ان کی باتوں سے بہت ہی زیادہ بلند و برتر ہے، انھوں نے ابو عبداللہ رحمہ اللہ پر یہ قول افتراء کیا ہے: ''اللہ تعالیٰ نے ہمیں پیدا فرمایا اور ہمیں بہترین صورتیں عطا فرمائیں اور اس نے اپنے بندوں میں ہمیں اپنی آنکھ بنایا، اور اپنی خلقت میں اپنی بولنے والی زبان بنایا، اور اپنے بندوں پر اپنا راخت و رحمت والا کھلا ہاتھ بنایا، اپنا وہ چہرہ بنایا جس سے وہ دیتا ہے، اپنا وہ دروازہ بنایا جس کی طرف وہ رہنمائی کرتا ہے اور اپنے آسمان اور اپنی زمین میں اپنے خزانچی بنایا، ہمارے ہی وجہ سے درخت پھل دیتے ہیں اور پھر پھل پکتے ہیں، نہریں بہتی ہیں، ہماری ہی وجہ سے آسمان سے بارش اترتی ہے اور زمین کی روئیدگی اگتی ہے اور ہماری عبادت کے ساتھ ہی اللہ کی عبادت ہوتی ہے اور اگر ہم نہ ہوتے تو اللہ تعالیٰ کی عبادت بھی نہ ہوتی۔''[2]

سوال کیا شیوخ شیعہ حلول اور کلی اتحاد کا عقیدہ رکھتے ہیں؟

جواب جی ہاں! بلا شبہ علی رضی اللہ عنہ میں حلول جزئی یا حلول خاص کے قول تو حد سے بڑھے ہوئے ہیں۔ ان کا تو یہاں تک گمان ہے کہ ابو عبداللہ رحمہ اللہ نے فرمایا ہے: ''پھر اس نے ہمارے اوپر اپنا دایاں ہاتھ پھیرا تو اس کا نور ہمارے اندر سرایت کر گیا۔''[3]

حاشیہ نمبر۵۶:

❶ تهذيب الوصول إلى علم الأصول، ص ٧٠ لشيخهم حسن بن يوسف بن المطهر الحلى، أوائل المقالات لشيخهم المفيد، ص ١٥٣ ديكهيے الألفين فى إمامة أمير المؤمنين على، لجمال الدين بن المطهرالحلى، ص ٦٣۔

❷ أصول الكافى، ج ١٤٤/١۔

❸

اور ایک روایت میں ہے ''اور لیکن اللہ تعالیٰ بنفس نفیس ہم میں گھل مل گیا۔''①

اور بے شک الصادق رحمہ اللہ نے فرمایا ہے: ''ہمارے اللہ تعالیٰ کے ساتھ حالات ہوتے ہیں ان حالات میں ہم وہ ہوتے ہیں اور وہ ہم ہوتے ہیں ویسے وہ وہ ہی ہے اور ہم ہم ہی ہیں۔''②

سوال توحید العبادۃ کے سلسلے میں قرآن مجید میں وارد نصوص سے شیوخ شیعہ کیا مراد لیتے ہیں؟

جواب: ن سے مراد علی رضی اللہ عنہ اور ائمہ کی ولایت کا اقرار ہے اس ضمن میں ان کا قاعدہ کلیہ یہ ہے ''کہ اخبار و روایات اس سلسلے میں ایک دوسری کی مدد کرنے والی ہیں اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنے اور اس کی عبادت میں شرک کرنے کی تفسیریں اور والایت امامت میں شرک کرنے میں یعنی وہ امام کے ساتھ ایسے شخص کو شریک ٹھہراتا ہے جو امامت کا اہل نہیں ہے اور آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ولایت کے ساتھ دوسروں کی ولایت کو اختیار کرتا ہے۔''③

مثلاً اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَلَقَدْ اُوحِيَ اِلَيْكَ وَاِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخَاسِرِيْنَ ﴾ [الزمر: ٦٥]

''یقیناً تیری طرف بھی اور تجھ سے پہلے کے تمام نبیوں کی طرف بھی وحی کی گئی تھی کہ اگر تو نے شرک کیا تو بلا شبہ تیرا عمل ضائع ہو جائے گا اور بالیقین تو زیاں

کاروں میں سے ہو جائے گا۔''

ان کے نزدیک ان کی صحیح ترین کتاب میں اس آیت کا معنی یہ ہے:

''البتہ اگر تو نے اپنے بعد علی علیہ السلام کی ولایت کے ساتھ کسی اور کی ولایت کا حکم کیا تو تیرے عمل ضائع ہو جائیں گے۔''④

اور ان نصوص میں سے ایک یہ بھی ہے ان کا اللہ تعالیٰ کے فرمان کے متعلق یہ کہنا ہے:

ذٰلِكُمْ بِاَنَّهٗ اِذَا دُعِيَ اللّٰهُ وَحْدَهٗ كَفَرْتُمْ...............بِأَنَّ لِعَلِيٍّ وِلَايَةِ

''یہ عذاب تمھیں اس لیے ہے کہ جب صرف اکیلے اللہ کا ذکر کیا جاتا تو تم انکار کر جاتے تھے۔'' یعنی علی علیہ السلام کی ولایت کا ذکر کیا جاتا تھا۔

وَاِنْ يُشْرَكْ بِهٖ ....مَنْ لَيْسَ لَهٗ وَلَايَةٌ

''اور اگر اس کے ساتھ کسی کو شریک کیا جاتا تھا۔'' یعنی جس کی ولایت نہیں تھی۔

﴿ تُؤْمِنُوْا فَالْحُكْمُ لِلّٰهِ الْعَلِيِّ الْكَبِيْرِ ﴾[المؤمن : ١٢]

''تو تم مان لیتے تھے پس اب حکومت اللہ بلند و بزرگ ہی کی ہے۔''⑤

اور ان آیات میں سے ایک آیت یہ ہے ان کا گمان ہے کہ ابو عبداللہ رحمہ اللہ نے اللہ تعالیٰ کے فرمان ذیل:

'' ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ''[النمل : ٦٠]

''کیا اللہ کے ساتھ اور کوئی معبود بھی ہے۔'' کے متعلق فرمایا ہے: أَيْ ! إِمَامُ هُدًى مَعَ إِمَامِ ضَلَالٍ

''یعنی کیا امام ہدایت، امام ضلالت کے ساتھ ہے؟''⑥

حاشیہ نمبر ۵۷:

❶ اصول الکافی، ج ۱/۴۳۵۔

❷ شرح الزيارة الجامعة الكبيرة، ص ١٠٧ للخوئی، دار المقيد۔
❸ مرآة الأنوار للعاملی، ٢٠٢۔
❹ أصول الكافی، ج ٤٢٧/١ نمبر ٧٦۔
❺ كنز جامع الفرايد، ص ٢٧٧ لمحمد بن علی الكراجكی البقرقی الطرابلسی المتوفی سنة ٤٤٩ھ بحار الأنوار، ج ٣٦٤/٢٣۔ تفسير القمی، ج ٢٥٦/٢۔ أصول الكافی، ج ٤٢١/١۔
❻ بحار الأنوار، ج ٣٩١/٢٣۔ كنز جامع الفوايد، ص ٢٠٧۔

مصیبت:

ابو عبداللہ رحمہ اللہ نے اس شخص کے متعلق فرمایا ہے جو یہ تفسیر بیان کرتا ہے: ”جس شخص نے یہ بات کہی ہے تو وہ اللہ کے ساتھ شرک کرنے والا ہے، تین بار ارشاد فرمایا، میں ان سے اللہ تعالیٰ کی طرف اظہار براءت کرتا ہوں، تین مرتبہ یہ فرمایا، بلکہ اللہ تعالیٰ نے اس جملے سے اپنی ذات مراد لی ہے۔“ ①

سوال شیوخ شیعہ کے اعتقاد کے مطابق قبولیت اعمال کی بنیاد کیا ہے؟

جواب ان کے ائمہ کی امامت کے ساتھ ایمان!؟ ②

انھوں نے روایت بیان کی ہے: ”بے شک اللہ عزوجل نے حضرت علی علیہ السلام کو اپنے درمیان اور اپنی مخلوق کے درمیان بطور علم نصب کیا ہے تو جس نے اسے پہچان لیا وہ مومن ہے اور جس نے اسے نہ پہچانا وہ کافر ہے اور جو اس سے جاہل رہا وہ گمراہ ہے اور جس نے اس کے ساتھ کسی اور چیز کو نصب کیا وہ مشرک ہے اور جو اس کی ولایت لے کر آیا وہ جنت میں داخل ہوا۔“ ③

انھوں نے اپنی روایات میں یہ بھی کہا ہے: ”جس شخص نے ہماری ولایت کا اقرار کیا پھر اسی حالت پر مرگیا تو اس سے اس کی نماز، اس کا روزہ، اس کی زکوٰۃ، اس کا حج قبول کرلیا گیا اور اگر کسی شخص نے ہماری ولایت کا اللہ تعالیٰ کے سامنے

اقرار نہ کیا تو اللہ عزوجل اس کے اعمال میں سے کچھ بھی قبول نہ فرمائے گا۔“ ④

تعارض:

شیوخ الشیعہ اس روایت کے متعلق جو ان کی کتب معتبرہ میں موجود ہے کیا جواب دیں گے، علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرمایا: ”جب یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

﴿ قُلْ لَا اَسْاَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى ﴾ [الشوریٰ: ۲۳]

”کہہ دیجیے کہ میں اس پر تم سے کوئی بدلہ نہیں چاہتا مگر محبت رشتہ داری کی۔“

فرمایا جبرئیل نے کہا: ”یا محمد! بلا شبہ ہر دین کی ایک بنیاد اور ایک ستون ہوتا ہے، ایک فرع (شاخ) اور ایک عمارت ہوتی ہے، بلا شبہ دین کی بنیاد اور ستون تو ”لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه“ کا قول ہے اور اس کی فرع اور عمارت تمھاری اہل بیت کی محبت اور ان باتوں میں تمھاری موالات جو حق کے موافق ہیں اور جن کی طرف حق نے دعوت دی ہے۔“ ⑤

بلا شبہ یہ نص ”شہادۃ التوحید“ کو دین کی بنیاد قرار دے رہی ہے نہ کہ ولایت کو، اور محبت اہل بیت کو دین کی فرع شمار کر رہی ہے اور مزید اسے مشروط ٹھہرا رہی ہے ان چیزوں کے ساتھ جو حق سے موافقت رکھیں اور جن کی طرف حق نے دعوت دی ہو۔“

حاشیہ نمبر ۵۸:

❶ تفسیر البرهان للبحرانی، ج ۷۸/٤۔

❷ بحار الأنوار، ج ۲۷/۱٦٦۔۲۰۲۔

❸ أصول الكافی، ج ۱/٤۳۷۔

❹ الأمالی، ص ۱۵٤۔۱۵۵۔ محمد بن علی بن بابویه القمی المعروف عندهم بالشیخ الصدوق المتوفی ۳۸۱ھ کی۔

❺ تفسیر فرات، ص ۱٤۸۔۱٤۹ لفرات بن ابراهیم الکوفی، بحار الأنوار، ج

۔۲۴۷/۲۳

اور ایک بات یہ بھی غور طلب ہے، ان لوگوں کا کیا گناہ ہے جو سابقہ امتوں میں اس حال میں فوت ہو چکے ہیں کہ انھیں علی رضی اللہ عنہ اور اہل بیت رضی اللہ عنہم کے متعلق کچھ بھی علم نہیں تھا؟

سوال کیا شیوخ الشیعہ اللہ تعالیٰ کے درمیان اور اس کی مخلوق کے درمیان کسی واسطے کے وجود کا اعتقاد رکھتے ہیں؟ اور وہ کون ہیں؟

جواب جی ہاں! شیوخ شیعہ یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ ان کے ائمہ اللہ تعالیٰ کے درمیان اور اس کی خلقت کے درمیان واسطہ ہیں، اسی لیے تو ان کے شیخ المجلسی نے اس عنون سے ایک باب قائم کیا ہے:

" أَنَّ النَّاسَ لَا يَهْتَدُوْنَ إِلَّا بِهِمْ وَ أَنَّهُمُ الْوَسَائِلُ بَيْنَ الْخَلْقِ وَ بَيْنَ اللّٰهِ، وَ أَنَّهٗ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا مَنْ عَرَفَهُمْ "

''بے شک لوگ نہیں ہدایت پا سکتے مگر صرف انھی کے ساتھ اور بلا شبہ وہ مخلوق کے درمیان اور اللہ کے درمیان وسائل و واسطے ہیں اور بے شک جنت میں کوئی بھی داخل نہیں ہوسکتا مگر جو ان کی معروفت حاصل کر لے۔''

اور اس میں ہے: فرمایا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی علیہ السلام سے تین باتیں ہیں جن پر میں قسم کھاتا ہوں کہ وہ تینوں برحق ہیں، بلا شبہ تو اور تیرے بعد والے وحی سب عرفاء (واقف کار اور ماہر) ہو، اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل نہیں ہوسکتی مگر تمھاری معرفت کے راستے ہی اور عرفاء جنت میں داخل نہیں ہوسکیں گے مگر جو تمھاری پہچان کر لیں اور تم ان کی پہچان کر لو اور وہی عرفاء دوزخ میں داخل ہوں گے جو تمھیں نہ جانتے ہوں اور تم انھیں نہ جانتے ہو۔''

اور ایک روایت میں ہے: ''بلا شبہ وہ رب تعالیٰ کے پردے اور نقاب ہیں اور اس کے درمیان اور مخلوق کے درمیان واسطے ہیں۔''[1]

وضاحتی نوٹ:

بلا شبہ شیوخ شیعہ کا یہ عقیدہ ہمیں بتوں کے پجاریوں کے اس عیقدے کی یاد دلا رہا ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿ اَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِصُ وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖ اَوْلِيَآءَ مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَا اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى اِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ فِىْ مَا هُمْ فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِىْ مَنْ هُوَ كَاذِبٌ كَفَّارٌ ﴾[الزمر : ۳]

''خبر دار اللہ ہی کے لیے ہے خالص عبادت کرنا اور جن لوگوں نے اس کے سوا اولیاء بنا رکھے ہیں اور کہتے ہین کہ ہم ان کی عبادت صرف اس لیے کرتے ہیں کہ یہ بزرگ اللہ کی نزدیکی کے مرتبہ تک ہماری رسائی کر دیں گے یہ لوگ جس بارے میں اختلاف کر رہے ہیں اس کا سچا فیصلہ اللہ خود کرے گا، جھوٹے اور نا شکرے لوگوں کو اللہ تعالیٰ راہ نہیں دکھاتا۔''

سوال انبیاء علیہم السلام نے ہدایت کیسے پائی ہے؟ امامیہ شیعہ اثناعشریہ کے شیوخ کے اعتقاد کے مطابق دیدارِ الٰہی کا کیا طریقہ ہے؟

جواب شیوخ شیعہ کا یہ گمان ہے کہ ابوعبداللہ رحمہ اللہ نے ارشاد فرمایا ہے: ''اللہ کی قسم! آدم اس بات کا حقدار نہیں بنا کہ اللہ تعالیٰ اسے اپنے دست مبارک سے پیدا کرتے اور اس میں اپنی روح پھونکتے مگر علی علیہ السلام کی ولایت کے ساتھ ہی اور اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے کلام نہیں فرمایا، مگر علی علیہ السلام کی ولایت کے ساتھ ہی اور اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ بن مریم کو جہانوں کے لیے آیت قرار نہیں دیا، مگر علی علیہ السلام کے سامنے خضر علیہ السلام کنر یکی وجہ سے ہی۔'' پھر فرمایا: ''اس امر کا خلاصہ یہ ہے، اللہ تعالیٰ کی خلقت میں سے کوئی بھی اس کا دیدار کرنے کا اہل نہیں ہوا مگر ہماری عبودیت کرنے کے ساتھ ہی۔''[2]

حاشیہ نمبر۵۹:

❶ بحار الأنوار للمجلسی، ج ۲۳/۹۷-۹۹۔

❷ الاختصاص للمفید، ص ۲۵۰۔ بحار الأنوار، ۲۶/۲۹۴۔

سوال کس طرح اللہ کی عبادت کی گئی اور اسے پہچانا گیا اور اسے واحد تسلیم کیا گیا؟ اور شیوخ شیعہ کے اعتقاد کے مطابق اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف کونسی سبیل جاتی ہے؟

جواب ان کے ائمہ کی وجہ سے؟ ان کا گمان ہے کہ جعفر رحمہ اللہ نے فرمایا ہے: ''ہماری وجہ سے اللہ کی عبادت کی گئی، ہماری وجہ سے اللہ کی پہچان ہوئی اور ہماری وجہ سے اللہ تبارک و تعالیٰ کو واحد تسلیم کیا گیا۔''①

ایک اور روایت میں ہے: ''ہمیں اللہ تعالیٰ کی طرف سبیل ہیں۔''②

ایک اور روایت میں ہے'' ہمیں اللہ تعالیٰ کے امر کے والی ہیں، اور علم الٰہی کے خزانچی ہیں، وحی الٰہی کا تھیلا ہیں، اللہ تعالیٰ کے دین کے اہل ہیں اور ہمیں پر اللہ تعالیٰ کی کتاب نازل ہوئی ہے، ہماری وجہ سے اللہ تعالیٰ کی بندگی ہوئی ہے، اگر ہم نہ ہوتے تو اللہ تعالیٰ کی معرفت بھی نہ ہوتی اور ہمیں اللہ تعالیٰ کے نبی کے وارث ہیں اور اس کی عزوت (اولاد) ہیں۔''③

سوال اثنا عشری شیعہ کے شیوخ کے نزدیک اللہ تعالیٰ کے ہاں قبولیت دعا کب ہوتی ہے؟

جواب شیوخ شیعہ نے کہا ہے: '' دعا قبول نہیں ہوتی مگر ائمہ کے اسماء کے ساتھ ہی۔''④

اور انھوں نے یہ افتراء بھی گھڑا ہے: '' جس نے ہمارے ساتھ اللہ سے دعا مانگی وہ فلاح یاب ہو گیا اور جس نے ہمارے بغیر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی وہ ہلاک اور برباد ہو گیا۔''⑤

سوال اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کی دعا شیوخ شیعہ کے اعتقاد کے مطابق کس طرح قبول کی؟

جواب جس وقت انھوں نے ائمہ کا وسیلہ ڈالا اور ائمہ سے سفارش طلب کی، شیخ الدولۃ الصفویۃ نے ان کے ائمہ کے متعلق کہا ہے:

بَابُ أَنَّ دُعَآءَ الْأَنْبِيَاءِ اسْتُجِيْبَ بِالتَّوَسُّلِ وَالاسْتِشْفَاءِ بِهِمْ ص"⑥

''باب ہے کہ انبیاء کی دعائیں ان ص (صلوات اللہ علیہم) کے توسل اور سفارش طلبی سے قبول ہوئی ہیں۔''

اور انھوں نے ''الرضا'' رحمہ اللہ سے روایت کی ہے اس نے فرمایا ہے: ''جب نوح علیہ السلام نے غرقابی کو دیکھا تو اس نے اللہ تعالیٰ سے ہمارے حق سے دعا مانگی تب اللہ تعالیٰ نے اس سے غرقابی کو ہٹایا اور جب ابراہیم (علیہ السلام) کو آگ میں پھینکا گیا تو اس نے اللہ تعالیٰ سے ہمارے حق سے دعا مانگی تب اللہ تعالیٰ نے آگ کو اس پر ٹھنڈی اور سلامتی والا بنایا اور موسیٰ علیہ السلام نے جب سمندر میں ایک راستہ بنایا اور ہمارے حق سے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی تب اللہ تعالیٰ نے اسے خشک بنا دیا اور بے شک عیسیٰ علیہ السلام کو جب یہودیوں نے قتل کرنے کا ارادہ کیا تو اس نے ہمارے حق سے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی تب اسے قتل سے نجات ملی تو اللہ تعالیٰ نے اسے اوپر اٹھا لیا۔''⑦

حاشیہ نمبر۶۰:

❶ الكافى، ج ١/١٤٥۔ بحار الأنوار، ج ١٠٣/٢٣۔ التوحيد، ص ١٥٢ لا بن بابوية القمی۔

❷ إرشاد القلوب للديلمی، ج ٤١٤/٢۔

❸ بصائر الدرجات الكبری، للصفار، ص ٦١۔

❹ وسائل الشيعة، ج ١١٣٩/٤۔

❺ بشارة المصطفٰى لشيعة المرتضىٰ العماد الدين الطبری الشيعی، ص ١١٧۔١١٩۔ بحار الأنوار، ج ١٠٣/٢٣۔

❻ بحار الأنوار، ج ٢٧٩/٢٣۔

❼ بحار الأنوار، ج ٣٢٥/٢٦۔ وسائل الشيعة للحرالعاملی، ج ١٤٣/٤۔

یہ لوگ اپنے مہدی کو یوں پکارتے ہیں: ''یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ'' ①

بلکہ اس سے آگے بڑھتے ہوئے ان کے شیوک نے یوں کہا ہے کہ ان کے ائمہ دعائیں قبول کرتے ہیں اور بلا شبہ وہ خالق کی نسبت مخلوق کے زیادہ قریب ہیں بلند ہے اللہ تعالیٰ بہت ہی زیادہ بلند...... انھوں نے ایک روایت اس طرح بیان کی ہے کہ ان کے ایک شیخ نے ااپنے امام ابوالحسن الثالث کی خدمت میں یہ شکایت عرض کرتے ہوئے خط ارسال کیا: ''بے شک آدمی پسند کرتا ہے کہ اپنے امام کی طرف بھی وہی بات پیش کرے جو وہ پسند کرتا ہے کہ اپنے رب کی طرف پیش کرے۔'' تو جواب ان لفظوں میں موصول ہوا: ''جب تجھے کوئی حاجت درپیش ہو تو تو اپنے ہونٹوں کو حرکت دے تو جواب تیرے پاس پہنچ جائے گا۔'' ②

سوال شیوخ شیعہ کے اعتقاد کے مطابق رسول اللہ ﷺ کے لیے چاند دو برابر برابر ٹکڑوں میں کس طرح شق ہوا؟

جواب علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ سے دعا کرنے اس کا وسیلہ پکڑنے اور اس کو سفارشی بنانے کی وجہ سے۔'' ③

سوال کیا اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور سے بھی شیوخ شیعہ کے اعتقاد کے مطابق فریاد کی جا سکتی ہے؟

جواب شیخ الدولۃ الصفویۃ المجلسی نے کہا ہے: ''فریاد نہیں کی جا سکتی مگر ائمہ کے ساتھ کے ہی اور بلا شبہ وہی نجات اور پناہ گاہ ہیں۔'' ④

حاشیہ نمبر ۶۱:

❶ وسائل لاشیعة، ۱۸۴/۸۔ بحار الأنوار، ج ۳۰۴/۵۱۔ جمال الأسبوع بکمال العمل المشروع، ص ۲۸۰ علی بن موسیٰ بن جعفر بن طاؤس لمتوفی ۶٦٤ھ کی۔ دلائل الأمة، ص ۳۰٤۔ لأبی جعفر محمد بن جریری بن رستم الطبرسی المازندرانی، فرج الهموم فی تاریخ شیوخ النجوم لابن طائوس، ص۲٤٦، مصباح الکفعمی، ص ۱۷۵ لإبراهیم بن علی الکفعمی المتوفی ۹۰۵ھ کتاب مکام الأخلاق، ۳۳۰ رضی الدین الحسن بن الفضل الطبری المتوفی : ٥٤٨ھ۔

❷ بحار الأنوار ، ٩٤/٢٢۔
❸ صحيفة الأبرار لميرزا محمد ص ٢ دارالجليل
❹ بحار الأنوار، ج ٩٤/٣٧۔

انھوں نے اپنے ایک امام کا قول اس طرح بھی روایت کیا ہے: ''اور ابوالحسن بلا شبہ وہ اس شخص سے تیرا انتقام لے گا جس نے تجھ پر ظلم کیا'' اور رہے علی بن الحسین تو وہ سلاطین اسے اور شیاطین کے جادو سے نجات کے لیے ہے!! اور موسیٰ بن جعفر! اس کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ سے عافیت تلاش کر! اور رہی بات علی بن موسیٰ کی تو اس کے ذریعے سے جنگلوں اور سمندروں میں سلامتی طلب کر! اور رہے محمد بن علی! تو اس کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ سے رزق اتارنے کا سوال کر...... اور رہے الحسن بن علی تو وہ آخرت کے لیے ہے اور رہے صاحب الزمان امام تو جب تلوار تجھے ذبح کرنے تک پہنچ جائے تو اس کے ذریعے سے مدد طلب کر بلا شبہ وہ تیری مدد کرے گا۔''①

تناقض:

ان کی کتابوں نے روایت بیان کی ہے کہ الامام جعفر الصادق رحمہ اللہ کی دعاؤں میں سے ایک دعا یہ بھی تھی:

" اَللّٰهُمَّ إِنِّى أَصُبَحُتُ لَا أَمُلِكُ لِنَفُسِيُ ضَرًّا وَّلَا نَفُعًا، وَلَا حَيَاةً وَّلَا مَوُتًا وَّلَا نُشُوُرًا، قَدُ ذَلَّ مصُرَعِيُ، وَ اسُتَكَانَ مَضُجَعِي، وَ ظَهَرَ ضُرِّيُ، وَانُقَطَعَ عُذُرِيُ...... وَ دَرَسَتِ الْآمَالُ إِلَّا مِنُكَ، وَانُقَطَعَ الرِّجَاءُ إِلَّا مِنُ جِهَتِكَ ......"②

''اے اللہ! بے شک میں نے صبح کی ہے اس حال میں کہ میں اپنے نفس کے لیے کسی نقصان کا مالک ہوں اور نہ ہی کسی نفع کا اور نہ زندگی کا اور نہ موت کا اور نہ دوبارہ اٹھنے کا، تحقیق میرا دنگل کمزور ہو گیا ہے میری لیٹنے کی جگہ عاجز و ذلیل ہو گئی

ہے، میرا نقصان غالب آ گیا ہے، میرا عذر منقطع ہوگیا ہے......سب آ سیں مٹ گئی ہیں ماسوائے تیرے اور امید منقطع ہوگئی ہے مگر تیری طرف سے۔‘‘

سوال شیوخ شیعہ کے اعتقاد کے حساب سے اولوالعزم رسول علیہم السلام اولوالعزم کیسے بنے ہیں؟

جواب ائمہ سے محبت رکھنے کی بنا پر......؟ شیخ الدولۃ الصفویۃ المجلسی نے ایک باب اس عنوان سے قائم کیا ہے۔ ③

” وَ أَنَّ أُوْلِی الْعَزْمِ إِنَّمَا صَارُوْا أُوْلِی الْعَزْمِ بِحُبِّهِمْ صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ “

’’اور بلا شبہ اولوالعزم صرف اور صرف ان سب صلوات اللہ علیہم کی محبت کی وجہ سے اولوالعزم بنے ہیں۔‘‘

سوال ائمہ کی قبروں کا حج کرنا یا ارکان اسلام میں سے پانچویں رکن کو ادا کرنا شیوخ شیعہ کے نزدیک ان دونوں میں سے کون سا حج زیادہ عظمت والا ہے؟

جواب ان کے ائمہ کی قبروں کا حج کرنا انھوں نے روایت بیان کی ہے: ’’بلا شبہ ابوعبداللہ کی زیارت کرنا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں پاکیزہ تر مقبول ومنظور تین حجوں کے برابر درجہ رکھتا ہے۔‘‘ ④

ان کی ایک روایت بایں الفاظ بھی مروی ہے: ’’جس نے الحسین رضی اللہ عنہ کی قبر کی زیارت کی تو اس کے لیے ایسے ستر حج لکھے جاتے ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حجوں میں سے ہیں، جنھیں آپ نے ان کی عمروں کے ساتھ ساتھ ادا کیا ہو۔‘‘ ⑤

حاشیہ نمبر ٦٢:

❶ بحار الأنوار، ج ٣٣/٩٤۔ البلد الأمين والدرع الحصين، ص ٣٨٥۔ لإبراهيم بن علی الكفعمي المتوفى ٩٠٥ھ۔

❷ بحار الأنوار، ج ٣١٨/٨٦۔ مهج الدعوات و منهج العبادات، ص ٢١٦، لرضی الدين علی بن موسىٰ بن طاؤس المتوفى، ٦٦٤ھ۔

3 بحار الأنوار، ج ٢٦/٢٦٧۔
4 ثواب الأعمال لا بن بابويه، ص ٥٢، وسائل الشيعة للحرالعاملی، ج ١٠/٣٥٠۔٣٥١۔
5 وسائل الشيعة، ج ١٠/٣٥١۔٣٥٢۔

اور انھوں نے یہ روایت بھی بیان کی ہے: ''القائم کے ساتھ ایک لاکھ حج کا اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک لاکھ عمرے کا۔''(1)

پھر انھوں یہ بھی اضافہ کیا اور کہا: ''دو لاکھ حجوں کا۔''(2)

پھر مزید آگے بڑھے اور بولے: ''الرضاع سے روایت ہے اس نے کہا، جس نے الحسین علیہ السلام کی قبر کی الفرات کے کنارے زیارت کی تو وہ ایسا ہی ہے جس نے اللہ تعالیٰ کی عرش کے اوپر زیارت کر لی۔''(3)

پھر ایک روایت یوں بیان کی: ''ابو عبداللہ سے مروی ہے اس نے کہا: ''جس نے یوم عاشوراء کو الحسین بن علی علیہ السلام کی قبر کی زیارت کی، اس کا حق پہچانتے ہوئے تو وہ ایسے ہے جیسے اس نے عرش پر اللہ کی زیارت کر لی۔''(4)

اور کیا یہ اضافے مزید اضافے کہیں جا کر ختم بھی جائیں گے؟

تناقض:

انھوں نے روایت بیان کی ہے: '' حنان سے روایت ہے، میں نے ابو عبداللہ سے عرض کی: ''آپ الحسین صلوات اللہ علیہ کی قبر کی زیارت کے بارے میں کیا فرماتے ہین کیونکہ آپ ہی میں سے بعض سے ہمیں یہ فرمان پہنچا ہے کہ وہ ایک حج اور ایک عمرے کے برابر ہے؟ اس نے کہا کہ آپ نے فرمایا:

'' مَا أَضْعَفَ هٰذَا الْحَدِيْثُ، مَا تَعْدِلُ هٰذَا كلّهُ، وَلٰكِنْ زُوْرُوْهُ وَلَا تَجْفُوْهُ، فَإِنَّهُ سَيِّدُ شَبَابِ أَهْلِ الْجَنَّةِ ''(5)

''یہ حدیث کس درجہ ضعیف ہے، یہ کسی طور بھی اس کے برابر نہیں ہے، لیکن تم اس

کی زیارت کرو اور اس پر اکٹھے نہ ہوا کرو، بلا شبہ وہ اہل جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں۔“

شیوخ الشیعہ کے لیے زبردست مصیبت:

الکلینی نے روایت بیان کی ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

((بَعَثَنِیُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِیُ هَدْمِ الْقُبُوْرِ وَ كَسْرِ الصُّوَرِ))

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے قبریں منہدم کرنے اور تصاویر پھاڑنے اور توڑنے کے لیے بھیجا تھا۔“⑥

اور ایک روایت میں یہ بھی ہے:

((لَا تَدَعُ صُوْرَةً إِلَّا مَحَوْتَهَا، وَلَا قَبْرًا إِلَّا سَوَّيْتَهٗ))

”کسی تصویر کو نہ چھوڑ مگر تو اسے مٹا ڈال اور کسی قبر کو نہ چھوڑ مگر اسے برابر کر دے۔“⑦

حاشیہ نمبر ٦٣:

❶ تهذيب الأحكام للطوسى، ج ٤٩/٦۔ وسائل الشيعة للحرالعاملى، ج ٤٦٠/١٤۔ مستدرك الوسائل، ج ٢٥٠/١٠۔ بحار الأنوار، ج ٨٨/٩٨۔ روضة الواعظين و بصيرة المستعظين، ج ١٩٥/١ المحمد بن حسن الفتال النيشا بورى المتوفى سنة ٥٠٨ھ۔ كتاب المزار للمفيد، ص ٤٦۔

❷ وسائل الشيعه، ج ٣٥١/١٠، ٣٥٣۔ و٣٧٩۔

❸ بحار الأنوار، ج ٦٩/٩٨۔ ثواب الأعمال لا بن بابويه القمى، ص ٨٥۔

❹ مستدرك الوسائل، ج ٢٩١/١٠، بحار الأنوار، ١٠٥/٩٨۔ الاقبال، ص ٥٦٧ لعلى بن موسىٰ بن جعفر المعروف بابن طاوس المتوفى سنة ٦٦٤ھ كتاب المزار للمفيد، ص ٥١۔ مصباح المتهجد للطوسى، ص ٧٧١۔

❺ بحار الأنوار، ۳۵/۱۰۱۔ قرب الإسناد، ص ٤٨ لعبد اللّٰه بن جعفر الحمیری جوان کے تیسری صدی ہجری کے شیوخ میں سے ہے۔
❻ فروع الکافی للکلینی، ج ۲/۲۲٦۔
❼ فروع الکافی، ج ۲/۲۲۷۔ وسائل الشیعة، ج ۲/۸٦۹۔

سوال کیا شیوخ شیعہ کے اعتقاد کے مطابق اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کو بھی چیزوں کو حلال اور حرام کرنے کا حق حاصل ہے؟

جواب جی ہاں ! ان لوگوں کا گمان ہے کہ ابو جعفر رحمہ اللہ نے فرمایا ہے: ''کیونکہ ہم میں سے ائمہ کو ہی یہ حق سونپا گیا ہے لہٰذا جسے وہ حلال ٹھہرا دیں وہی حلال ہے اور جسے وہ حرام قرار دے دیں وہی حرام ہے۔''①

اور ان لوگوں کا یہ بھی خیال ہے کہ ''الرضا رحمہ اللہ'' نے فرمایا ہے:

'' اَلنَّاسُ عَبِیْدٌ لَّنَا فِی الطَّاعَةِ ''②

''لوگ طاعت کے معاملے میں ہمارے غلام ہیں۔''

مصیبت:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ اِتَّخَذُوْا اَحْبَارَهُمْ وَ رُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَ الْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَ مَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوْٓا اِلٰهًا وَّاحِدًا لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ سُبْحٰنَهٗ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴾[التوبة : ۳۱]

''ان لوگوں نے اللہ کو چھوڑ کر اپنے عالموں اور درویشوں کو رب بنایا ہے اور مریم کے بیٹے مسیح کو حالانکہ انھیں صرف ایک اکیلے اللہ ہی کی عبادت کا حکم کیا گیا تھا جس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ پاک ہے ان کے شریک مقرر کرنے سے۔''

اور ابو عبداللہ رحمہ اللہ نے فرمایا:

”اللہ کی قسم! انھوں (ائمہ) نے لوگوں کو اپنے نفسوں کی عبادت کرنے کی دعوت دی اگر وہ انھیں دعوت دیتے بھی تو وہ قبول نہ کرے لیکن انھوں نے ان کے لیے حرام کو حلال قرار دیا ہے اور ان پر حلال کو حرام کہا ہے اس طریقے سے کہ وہ شعور نہ رکھتے تھے۔“ ③

سوال شیوخ شیعہ کا قبر الحسین رضی اللہ عنہ کی تراب اور طین (خشک اور تر مٹی) کے متعلق کیا اعتقاد ہے؟

جواب انھوں نے کہا ہے: ”یقیناً الحسین علیہ السلام کی قبر کی خشک اور تر مٹی پر بیماری کے لیے شفا ہے۔“ ④

انھوں نے یوں بھی روایت بیان کی ہے: ”بلا شبہ اس میں ہر بیماری کی شفا ہے اور ہر خوف سے امن ہے۔“ ⑤

ایک روایت اس طرح بھی بیان کی ہے: ”اپنی اولاد کو تربت (قبر) حسین علیہ السلام سے تحنیک کرو (یعنی اس کی مٹی ان کے تالو سے ملو) کیونکہ وہ امان ہے۔“ ⑥

ان کے شیخ الخمینی نے کہا ہے: ”اس کے ساتھ کسی دوسرے کی قبر کی مٹی شامل نہ کی جائے حتیٰ کہ قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اور ائمہ علیہم السلام کی بھی۔“ ⑦

حاشیہ ۶۴:

❶ الاختصاص للمفید، ۳۳۰۔ بحار الأنوار، ج ۲۵/ ۳۳۴۔

❷ الأمالی للمفید، ص ۴۸۔ بحار الأنوار، ج ۲۵/ ۲۷۹۔

❸ أصول الکافی، ۱/ ۵۳۔

❹ بحار الأنوار، ج ۱۰۱/ ۱۱۸۔ ۱۴۰۔ حوالہ شدہ صفحات میں الحسین رضی اللہ عنہ کی قبر کی مٹی کے متعلق ۸۳ روایات مندرج ہیں جن میں ان کی فضیلت اور اسے کھانے کے آداب اور احکام بیان کیے گئے ہیں۔“

❺ أمالی للطوسی، ج ۱/ ۳۲۶۔

❻ بحار الأنوار، ج ۱۰۱/ ۱۲۴۔ کامل الزیارات، ص ۲۷۸ لجعفر بن محمد بن جعفر

بن قولويه القمي المتوفى ٣٦٧ھ
❼ تحرير الوسيلة، ج ٢/ ١٦٤۔

سوال طلاسم اور رموز کے ذریعے دعا سے نفع اٹھانے اور مجہول سے استغاثہ کرنے کی بابت شیوخ شیعہ کیا کہتے ہیں؟

جواب جی ہاں! اور اس کی چند مثالیں ملاحظہ فرمائیں:

ان کا خیال ہے کہ امیر المومنین رضی اللہ عنہ کا مسحور شخص کے لیے یہ تعویذ ہوتا تھا:

بسم الله الرحمن الرحيم أى كنوش أى كنوش، ارشش عطنيطنيطم يا مطيطرون فريالسنون، ماوما، ساما سو، طيطشالوش خيطوش، مشفقيش، او صيعينوش ليطفيتكش"

اس کے بعد ان کے شیخ المجلسی نے کچھ عجیب وغریب رموز بنائے ہیں جو ایک دوسرے کو قطع کرنے والے خطوط کی شکلوں کے ہیں......؟ ①

انھوں نے علی رضی اللہ عنہ پر یہ افترا بھی باندھا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے:

"تم میں سے جو سفر میں راستہ بھول جائے اور اسے اپنے نفس پر خطرہ منڈلاتا نظر آئے تو اسے چاہیے کہ یوں پکارے:

يَا صَالِحُ اَغِثْنِيْ"

کیونکہ تمھارے جن بھائیوں میں ایک جن ایسا بھی ہے جس کا نام صالح ہے۔ ②

وضاحتی نوٹ:

زمانہ جاہلیت میں عربوں کا یہ دستور و معمول تھا کہ جب وہ کسی جگہ میں اترتے تو وہ وہاں کی عظیم ہستی کی پناہ ڈھونڈا کرتے تھے، کہیں وہ انھیں کوئی تکلیف اور برائی نہ پہنچائے...... تو جب جنوں نے یہ دیکھا کہ انسان ان کے خوف کے باعث ان سے پناہ طلب کرتے ہیں تو ان کی سرکشی مزید بڑھ گئی، وہ انھیں مزید ڈراتے دھمکاتے، حتیٰ کہ وہ ان

سے زیادہ ہی ڈرتے گئے اور پہلے سے زیادہ ان کی پناہ مانگتے گئے۔[3]

جس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے مشرکین کے متعلق فرمایا ہے:

﴿ وَأَنَّهُ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْإِنسِ يَعُوذُونَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ فَزَادُوهُمْ رَهَقًا ﴾[الجن : ٦]

"بات یہ ہے کہ چند انسان بعض جنات سے پناہ طلب کیا کرتے تھے جس سے جنات اپنی سرکشی میں اور بڑھ گئے۔"

سوال مذہب شیعہ میں قسمت آزمائی کے تیروں سے استخارہ کرنے کا کیا حکم ہے؟

جواب جائز اور مشروع ہے؟[4] انھوں نے روایت بیان کی ہے کہ امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کا یہ استخارہ تھا حالانکہ وہ اس سے بری الذمہ ہیں۔"

حاشیہ ٦٥:

بحار الأنوار، ج ١٩٣/٩١۔

الخصال، ٦١٨/٢ ابن بابويه القمی کی جو "الصدوق" کے لقب سے یاد کیا جاتا ھے،

وسائل الشيعة، الحرالعاملی کی، ج ٣٢٥/٨۔

تفسير البرهان، ج ٣٩١/٤۔ تفسير القمی، ج ٣٩١/٤۔

الفروع من الکافی، ج ١٣١/١۔

پھر ان دونوں کو ایک پانی والے برتن میں رکھ دے، ان دونوں میں سے ایک پر اوپر کی جانب لکھا ہے "افعل (کام کرلے) اور دوسرے پر لاتفعل (مت کر(تو ان میں سے جو سطح آب پر آجائے وہی کام اختیار کر اس کی خلاف ورزی مت کر۔"[1]

ان میں سے بعض شیوخ نے اس استخارے کے لیے قبر حسین رضی اللہ عنہ کو بالخصوص بیان کیا ہے۔[2]

وضاحتی نوٹ:

یہ استخارہ اور اس طرح کے بے شمار دیگر استخارے اللہ تعالیٰ کے فرمان ذیل کے مخالف

ہیں:

﴿ حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَ الدَّمُ وَ لَحْمُ الْخِنْزِيرِ وَ مَآ أُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ وَ الْمُنْخَنِقَةُ وَ الْمَوْقُوْذَةُ وَ الْمُتَرَدِّيَةُ وَ النَّطِيْحَةُ وَ مَآ اَكَلَ السَّبُعُ اِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ وَ مَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَ اَنْ تَسْتَقْسِمُوْا بِالْاَزْلَامِ ذٰلِكُمْ فِسْقٌ اَلْيَوْمَ يَئِسَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ دِيْنِكُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَ اخْشَوْنِ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَ رَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا فَمَنِ اضْطُرَّ فِيْ مَخْمَصَةٍ غَيْرَ مُتَجَانِفٍ لِّاِثْمٍ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴾[المائدة : ٣]

''تم پر حرام کیا گیا مردار اور خون اور خنزیر کا گوشت اور جو اللہ تعالیٰ کے سوا دوسرے کے نام پر مشہور کیا گیا ہو اور جو گلا گھٹنے سے مرا ہو اور جو کسی ضرب سے مر گیا ہو اور جو اونچی جگہ سے گر کر مرا ہو اور جو کسی ٹکر سے مرا ہو اور جسے درندوں نے پھاڑ کھایا ہو لیکن اسے تم ذبح کر ڈالو تو حرام نہیں، اور جو آستانوں پر ذبح کیا گیا ہو اور یہ بھی کہ قرعہ کے تیروں کے ذریعے فال گیری کرو، یہ سب بدترین گناہ ہیں، آج کفار تمھارے دین سے نا امید ہو گئے خبر دار! تم ان سے نہ ڈرنا اور مجھ سے ڈرتے رہنا، آج میں نے تمھارے یہ دین کو کامل کر دیا اور تم پر اپنا انعام بھر پور کر دیا اور تمھارے لیے اسلام کے دین ہونے پر رضا مند ہو گیا۔''

اور مخالف ہے اس روایت کے بھی جسے ان کے بعض ائمہ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ تمام معاملات میں مندرجہ ذیل استخارہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بالکل اس طرح سکھایا کرتے تھے جس طرح انھیں قرآن کی سورت سکھایا کرتے تھے، آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے:

((إِذَا هَمَّ اَحَدُكُمْ بِالْأَمْرِ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ مِنْ غَيْرِ الْفَرِيْضَةِ ثُمَّ

لِيَقُلْ:

اَللّٰهُمَّ إِنِّی أَسْتَخِيْرُكَ بِعِلْمِكَ، وَاسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ ، وَ أَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيْمِ، فَإِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا أَقْدِرُ، وَ تَعْلَمُ وَلَا أَعْلَمُ، وَ أَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ)) ③

''جب تم میں سے کوئی کسی کام کا پختہ ارادہ کر لے تو اسے چاہیے کہ فرضوں کے علاوہ دو رکعت نماز پڑھ لے، پھر یہ کہہ لے: ''اے اللہ! بے شک میں تجھ سے تیرے علم کے ساتھ خیر مانگتا ہوں اور تیری قدرت کے ساتھ تجھ سے قدرت و طاقت مانگتا ہوں اور تیرے عظیم فضل سے تجھ سے سوال کرتا ہوں، بلا شبہ تو قدرت رکھتا ہے جبکہ میں قدرت نہیں رکھتا اور تو جانتا ہے جبکہ میں نہیں جانتا اور تو ہی تمام غیبوں کو بہت بہتر جاننے والا ہے۔''

سوال شیوخ شیعہ کے نزدیک مکانات اور زمانوں سے بدشگونی لینے کا کیا حکم ہے؟

جواب مکانات اور زمانوں سے بدشگونی لینا ان کے عقیدہ کا حصہ ہے انھوں نے بہت سی ایسی روایات گھڑ رکھی ہیں جو اس امر پر دلالت کرتی ہیں، ان میں سے چند ایک ملاحظہ فرمائیں:

" اِنْتَحُوْا مِصْرَ، وَلَا تَطْلُبُوا الْمَكْثَ فِيْهَا، لِأَنَّهٗ يُوْرِثُ الدِّيَاثَةَ "④

''مصر سے کنارہ کش رہو، اس میں ٹھہرنے اور قیام کرنے کا مطالبہ نہ کرو کیونکہ وہ بے غیرتی کو پیدا کرتا ہے۔''

حاشیہ نمبر۲۶:

❶ بحار الأنوار، ج ۲۳۸/۹۱۔ وسائل الشیعة، ج ۷۲/۸۔

❷ وسائل الشیعة، ج ۲۲۰/۵۔

❸ بحار الأنوار، ج۲۶۵/۹۱۔ مکارم الأخلاق للطبرسی، ص ۳۷۲۔ دیکھیے مستدرک الوسائل، ج ۲۳۶/۶۔

❹

انھوں نے ایک روایت اس طرح بھی گھڑ رکھی ہے:

” لَا تَقُوْلُوْا : مِنْ أَهْلِ الشَّامِ، وَ لٰكِنْ قُوْلُوْا : مِنْ أَهْلِ الشُّؤْمِ، لُعِنُوْا عَلٰى لِسَانِي دَاوٗدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَجَعَلَ اللّٰهُ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِيْرَ “ ①

”تم مت کہو، اہل شام میں سے، لیکن تم یوں کہو: اہل نحوست میں سے ...... یہ لوگ حضرت داؤد علیہ السلام کی زبان سے ملعون ٹھہرائے گئے ہیں، اللہ تعالیٰ نے انھی میں سے بندر اور خنزیر بنائے تھے۔“

وضاحتی نوٹ:

اللہ تعالیٰ نے تو سرزمین شام کی بابت یوں ارشاد فرمایا ہے:

﴿سُبْحٰنَ الَّذِيْٓ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِيْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِيَهٗ مِنْ اٰيٰتِنَا اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ﴾ [بنی إسرائیل : ١]

”پاک ہے وہ اللہ تعالیٰ جو اپنے بندے کو رات ہی رات میں مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک لے گیا جس کے آس پاس ہم نے برکت دے رکھی ہے اس لیے کہ ہم اسے اپنی قدرت کے بعض نمونے دکھائیں یقیناً اللہ تعالیٰ ہی خوب سننے والا دیکھنے والا ہے۔“

سوال کیا شیوخ شیعہ کے نزدیک غیر اللہ سے دعا مانگی جاءز ہے اگر جائز ہے تو کب؟

جواب جی ہاں! اس شرط کے ساتھ جائز ہے کہ اس کے رب ہونے کا اعتقاد نہ رکھے؟

اس کی آیت الخمینی نے کہا ہے: ”بلا شبہ شرک یہ ہے کہ غیر اللہ سے اس عتقاد سے طلب حاجب کرے کہ وہ غیر ہی الہٰ اور رب ہے اور لیکن جب غیر سے اس اعتقاد کے بغیر

طلب حاجب کرے گا تو وہ شرک نہیں ہوگا اور زندہ اور مردہ کے درمیان اس معاملے میں کچھ فرق نہیں ہے اس لیے اگر کوئی اپنی حاجت پتھر اور مٹی کے ڈھیلے سے بھی مانگے گا تو وہ شرک نہیں ہوگا۔ ②

وضاحتی نوٹ:

یہ تو عین اہل جاہلیت کا شرک ہے، اللہ تعالیٰ نے ان کے متعلق فرمایا ہے:

﴿ اَلَا لِلّٰهِ الدِّیْنُ الْخَالِصُ وَالَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖ اَوْلِیَآءَ مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِیُقَرِّبُوْنَا اِلَی اللّٰهِ زُلْفٰی اِنَّ اللّٰهَ یَحْكُمُ بَیْنَهُمْ فِیْ مَا هُمْ فِیْهِ یَخْتَلِفُوْنَ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِیْ مَنْ هُوَ كَاذِبٌ كَفَّارٌ ﴾[الزمر : ٣]

’’خبردار! اللہ تعالیٰ ہی کے لیے خالص عبادت کرنا ہے اور جن لوگوں نے اس کے سوا اولیاء بنا رکھے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم ان کی عبادت صرف اس لیے کرتے ہیں کہ یہ بزرگ اللہ کی نزدیکی کے مرتبہ تک ہماری رسائی کر دیں یہ لوگ جس بارے میں اختلاف کر رہے ہیں اس کا سچا فیصلہ اللہ خود کرے گا جھوٹے اور ناشکرے لوگوں کو اللہ تعالیٰ راہ نہیں دکھاتا۔‘‘

سوال شیوخ شیعہ کے اعتقاد کے مطابق لیلۃ المعراج کو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو کس طرح مخاطب کیا تھا؟

جواب اللہ تعالیٰ نے آپ سے گفتگو فرمائی اور آپ سے مخاطب ہوئے تو امیر المومنین علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ کی زبان میں۔ ③

حاشیہ نمبر ٦٧:

❶ تفسیر القمی، ص ٥٩٦۔ بحار الأنوار، ج ٢٠٨/٦٠۔

❷ کشف الأسرار للخمینی، ص ٣٠۔

❸ شرح الزیارۃ الجامعۃ الکبیرۃ، ج ١٧٨/٢ للخوئی۔

سوال کیا شیوخ شیعہ اللہ تعالیٰ کے درمیان اور اپنے ائمہ کے درمیان فرق کرتے ہیں؟

جواب نہیں، شیوخ شیعہ نے یہاں تک ذکر کیا ہے کہ ان کے ائمہ کے لیے ''ایک روحانی برزخی اولیت والی حالت ہوتی ہے اس حالت میں ان پر ربوبیت کی صفات جاری ہوتی ہیں، دعا میں اسی جانب اشارہ کیا گیا ہے:

" لَا فَرْقَ بَيْنَكَ وَ بَيْنَهُمْ إِلَّا أَنَّهُمْ عِبَادُكَ الْمُخْلَصُوْنَ "

''تجھ میں اور ان میں کچھ فرق نہیں رہتا سوائے اس کے کہ وہ تیرے مخلص بندے ہیں۔'' ①

سوال اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنے کا کیا مفہوم ہے؟ اور ان کے اعتقاد کے مطابق مشرکین سے اظہار براءت کا کیا مفہوم ہے؟

جواب قرآن کریم میں جہاں جہاں بھی شرک کا موضوع بیان ہوا ہے شیوخ شیعہ کے نزدیک وہاں تاویل کی جائے گی یا اسے اس معنی پر اطلاق کیا جائے گا کہ جو شخص امیر المومنین کی امامت اور آپ کی اولاد سے باقی ائمہ کی امامت پر اعتقاد نہ رکھے اور ان پر کسی دوسرے کو برتری اور فضیلت دے بس یہی معنی مراد لیا جائے گا۔ ② انھوں نے روایت بیان کی ہے کہ ابوجعفر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمان ذیل کی تفسیر میں:

وَلَقَدْ اُوحِیَ اِلَیْكَ وَاِلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكَ لَئِنْ اَشْرَكْتَ ...... بِوِلَايَةِ عَلِيٍّ

''یقیناً تیری طرف بھی اور تجھ سے پہلے کے تمام نبیوں کی طرف بھی وحی کی گئی تھی کہ اگر تو نے شرک کیا۔'' یعنی علی کی ولایت میں۔

﴿ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخَاسِرِيْنَ ﴾[الزمر : ٦٥]

''تو بلا شبہ تیرا عمل ضائع ہو جائے گا اور بالیقین تو زیاں کاروں میں سے ہو جائے گا۔'' ③

ان کے شیخ ابوالحسن الشریف نے کہا ہے: ''بلا شبہ اخبار و روایات شرک باللہ اور اس کی عبادت میں شرک کی تاویل کرنے میں ایک دوسری کی مدد و تائید کر رہی ہیں کہ ان سے ولایت اور امامت میں شراکت مراد لی جائے۔''④

ان کے سید المجلسی نے کہا ہے: ''شرک والی آیات کا ظاہر تو ظاہری بتوں اور اصنام کے متعلق ہے جبکہ ان کا باطن ظالم خلفاء کے متعلق ہے۔ جنھیں ائمہ برحق کے ساتھ شریک ٹھہرایا گیا ہے اور ان کے مقام و مرتبے کو ان کے برابر سمجھا گیا ہے، اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ اَفَرَءَ يْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰىO وَمَنَاةَ الثَّالِثَةَ الْاُخْرٰى ﴾[النجم : ۱۹، ۲۰]

''کیا تم نے لات اور عزیٰ کو دیکھا اور منوۃ تیرے پچھلے کو۔''

اب کے باطن میں لات سے مراد ''الاول''، ''عزیٰ'' سے مراد ''الثانی'' اور منوہ سے مراد ''الثالث'' ہے۔ جنھیں انھوں نے نام دیے ہیں کہ وہ امیر المومنین ہیں، رسول اللہ ﷺ کے خلیفہ ہیں، پہلے کو ''الصدیق'' دوسرے کو ''الفاروق'' اور تیسرے کو ''ذوالنورین'' کہتے ہیں اس طرح کی دیگر بھی مثالیں موجود ہیں۔''⑤

اور یہ بھی کہا: ''ان چیزوں میں سے جنھیں امامیہ کے دین کی ضروریات میں سے شمار کیا گیا ہے...... ابوبکر، عمر، عثمان اور معاویہ سے اعلان براءت بھی ہے۔⑥ رضی اللہ عنہم

حاشیہ نمبر ۶۸:

❶ مصابیح الأنوار، فی حل مشکلات الأخبار، ج ۲ الحدیث ۲۲۲۔ عبداللہ شبر کی کتاب۔

❷ بحار الأنوار، ج۲۳/ ۳۹۰۔

❸ تفسیر فرات، ص ۳۷۰۔

❹ مرآة الأنوار و مشکاة الأسرار، ص ۲۰۲ لأبی الحسن بن محمد النباطی العاملی الفروی۔

5 بحار الأنوار، ج ٤٨/٩٦۔

6 الاعتقادات، ص ٩٠۔٩١ للمجلسی

شیوخ شیعہ کے نزدیک ضروری بات کا منکر بھی کافر ہوتا ہے۔ ①

ان مشرکین...... یعنی صحابہ رضی اللہ عنہم سے ان کے اعتقاد کے مطابق جس نے سب سے پہلے اظہار براءت کیا ہے: وہ عبداللہ بن سبا یہودی تھا، جیسا کہ قبل ازیں گزر چکا ہے۔

شیوخ شیعہ کے اعتقاد کے مطابق یہ مشرکین سے اظہار براءت ہے جن سے متعلقہ آیات کو پورے زور شور سے عرصہائے دراز سے موسم حج میں، سال کے افضل ترین ایام میں اور دنیا کی مقدس ومنزہ سرزمین میں اعلانیہ پکارا جاتا ہے۔

بلکہ شیوخ شیعہ کے عقائد میں سے یہ بھی ہے کہ ابوبکر اور عمر (رضی اللہ عنہما) کو ہر حج کے موسم میں ان کے سامنے ظاہر کیا جاتا ہے اور وہ جمرات کو کنکریاں مارنے کے دوران انھیں بھی کنکریاں مارتے ہیں۔ ②

سوال کیا شیوخ شیعہ کے اعتقاد کے مطابق سعادت وشقاوت میں کواکب اور نجوم کی بھی کوئی تاثیر ہے؟ دخول جنت اور دخول جہنم میں بھی ان کی کوئی تاثیر ہے؟

جواب جی ہاں! شیوخ شیعہ کا یہ خیال اور یقین ہے کہ ابوعبداللہ نے فرمایا ہے: ''جس نے سفر اختیار کیا یا شادی کی اس حال میں کہ چاند برج عقرب میں ہو تو وہ خیر اور بھلائی نہیں دیکھے گا۔'' ③

سوال شیوخ شیعہ کے اعتقاد کے مطابق کیا اللہ تعالیٰ نے اپنے علاوہ کسی اور کو بھی غیب کی چابیوں کے لیے مختص فرمایا ہے؟

جواب شیوخ شیعہ کا یہ یقین ہے کہ علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے: ''اللہ تعالیٰ نے کسی بھی نبی کو مبعوث نہیں فرمایا مگر میں ہی اس کا قرضہ ادا کرتا رہا ہوں اور میں ہی ان کے وعدوں کو پورا کرتا رہا ہوں، بلا شبہ میرے رب نے مجھے ہی علم اور کامیابی کے لیے چنا ہوا ہے، بلا شبہ میں اپنے رب کے پاس بارہ مرتبہ حاضر خدمت ہوا ہوں تو اس نے مجھے

اپنے نفس کی معرفت کروائی ہے اور مجھے غیب کی چابیاں بھی عطا فرمائی ہیں۔'' ④

ان کا یہ گمان بھی ہے کہ ابوعبداللہ رحمہ اللہ نے فرمایا ہے: ''بلا شبہ میں جانتا ہوں جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور میں جانتا ہوں جو کچھ جنت میں ہے اور میں جانتا ہوں جو کچھ ہو چکا ہے اور جو کچھ ہونے والا ہے۔'' ⑤

حاشیہ نمبر۶۹:

❶ الاعتقادات للمجلسی، ص ۹۰۔ مھذب الأحکام للسیزواری، ج ۱/۳۸۸۔۳۹۳، الشیعة فی المیزان، ص ۱٤۔

❷ بحار الأنوار، ج ۲۷/۳۰۵،۳۰٦۔ بصائر الدرجات، ص ۸۲۔

❸ الروضة من الکافی للکلینی، ج ۸۔

❹ تفسیر فرات، ص ٦۷۔

❺ بحار الأنوار، ج ۲٦/۱۱۱۔

وضاحتی نوٹ:

اللہ تعالیٰ اپنی ذات کے متعلق اپنی کتاب میں فرماتے ہیں:

﴿ وَ عِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَیْبِ لَا یَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ وَ یَعْلَمُ مَا فِی الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّ رَقَةٍ اِلَّا یَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِیْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَ لَا رَطْبٍ وَّ لَا یَابِسٍ اِلَّا فِیْ كِتٰبٍ مُّبِیْنٍ ﴾[الأنعام : ۵۹]

''اور اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہیں تمام مخفی اشیاء کے خزانے ان کو کوئی نہیں جانتا بجز اللہ تعالیٰ کے اور وہ تمام چیزوں کو جانتا ہے جو کچھ خشکی میں ہیں اور جو کچھ دریاؤں میں ہیں اور کوئی پتا نہیں گرتا مگر وہ اس کو بھی جانتا ہے اور کوئی دانہ زمین کے تاریک حصوں میں سے نہیں پڑتا اور نہ کوئی تر اور نہ کوئی خشک چیز گرتی ہے مگر یہ سب کتاب مبین میں ہیں۔''

﴿ قُلْ لَّا یَعْلَمُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ الْغَیْبَ اِلَّا اللّٰهُ وَمَا

يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ ﴾[النمل : ٦٥]

''کہہ دیجیے کہ آسمانوں والوں میں سے زمین والوں میں سے سوائے اللہ کے کوئی غیب نہیں جانتا انھیں تو یہ بھی نہیں معلوم کہ کب اٹھا کھڑے کیے جائیں گے۔''

سوال شیوخ شیعہ کا توحید ربوبیت کے بارے میں کیا عقیدہ ہے؟

جواب ان شاء اللہ مندرجہ ذیل سوالات اور جوابات میں بالاختصار یہ جواب خود بخود واضح ہو جائے گا۔

سوال کیا شیوخ شیعہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور رب کے وجود کی بھی بات کرتے ہیں؟

جواب شیوخ شیعہ کا گمان ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے:

"اَنَا فَرْعٌ مِّنْ فُرُوْعِ الرُّبُوْبِيَّةِ"①

''میں ربوبیت کی شاخوں میں سے ایک شاخ ہوں۔''

پھر وہ ضلالت میں مزید آگے بڑھے اور بولے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے یہ بھی فرمایا، حالانکہ آپ اس سے بری الذمہ ہیں:

"أَنَا رَبُّ الْأَرْضِ الَّذِیْ لَیَسْکُنُ الْأَرْضُ بِهٖ"②

''میں زمین کا رب ہوں جس کی وجہ سے زمین آباد/ پرسکون ہے۔''

انھوں نے اللہ تعالیٰ کے فرمان میں کہا ہے:

﴿ وَاَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّهَا......(أَیْ بِإِمَامِ الْأَرْضِ) ﴾[الزمر : ٦٩]

''اور زمین اپنے پروردگار کے نور سے جگمگا اٹھے گی۔'' یعنی زمین کے امام کے نور سے۔''③

اور اس فرمان باری تعالیٰ میں یوں کہا ہے:

﴿ قَالَ اَمَّا مَنْ ظَلَمَ فَسَوْفَ نُعَذِّبُهٗ ثُمَّ يُرَدُّ اِلٰى رَبِّهٖ......(يُرَدُّ إِلٰى أَمِيرِ الْمُؤْمِنِيْنَ) ﴾

''جواب دیا کہ جو ظلم کرے گا اسے تو ہم بھی اب سزا دیں گے پھر وہ اپنے پروردگار کی طرف لوٹایا جائے گا۔'' یعنی امیر المومنین کی طرف لوٹایا جائے گا۔''

﴿ فَيُعَذِّبُهٗ عَذَابًا نُّكْرًا ﴾[4] [الکهف : ۸۷]

''اور وہ اسے سخت تر عذاب کرے گا۔''

سوال دنیا اور آخرت میں شیوخ شیعہ کے مطابق تصرف کون کرتا ہے؟

جواب انھوں نے ابو بصیر سے روایت کی ہے اس نے ابو عبداللہ رحمہ اللہ سے روایت کی ہے بلاشبہ اس نے فرمایا ہے:

" أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةَ لِلْإِمَامِ، يَضَعُهَا حَيْثُ يَشَآءُ، وَ يَدْفَعُهَا إِلٰى مَنْ يَّشَآءُ "[5]

''کیا تو جانتا نہیں ہے کہ دنیا اور آخرت امام کے لیے ہے، وہ اسے رکھتا ہے جہاں چاہتا ہے اور اسے حوالے کرتا ہے جس کی طرف چاہتا ہے۔''

حاشیہ نمبر ۷۰:

1. شرح الزيارة الجامعة الكبيرة، للخوئی، ج ۱/ ۷۰۔
2. مرآة الأنوار، ص ۵۹ للعاملی۔
3. تفسير القمی، ج ۲/ ۲۵۳۔ تفسير البرهان للبحرانی، ج ۴/ ۸۷۔
4. مرآة الأنوار، ص ۵۹۔
5. أصول الكافی، ج ۱/ ۴۰۹۔ تحت باب، أن الأرض كلها للإمام۔

وضاحتی نوٹ:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿ قُلْ لِّمَنِ الْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهَا اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ﴾

[المؤمنون : ٨٤،٨٥]

''پوچھے تو سہی کہ زمین اور اس کی کل چیزیں کس کی ہیں؟ بتلاؤ اگر جانتے ہو؟ فوراً جواب دیں گے کہ اللہ کی۔''

تو جب مشرکین نے اعتراف کر لیا، تب اللہ تعالیٰ نے اپنے اس فرمان سے ان کے شرک کی خدمت و توبیخ بیان کرتے ہوئے ان کی تردید میں فرمایا:

﴿ قُلْ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴾[المؤمنون : ٨٥]

''کہہ دیجیے! کہ پھر تم نصیحت کیوں نہیں حاصل کرتے؟''

اللہ تعالیٰ پھر یوں فرمایا:

﴿ قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ۝ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ﴾[المؤمنون : ٨٦،٨٧]

''دریافت کریئے کہ ساتوں آسمانوں کا اور بہت باعظمت عرش کا رب کون ہے؟ وہ لوگ جواب دیں گے کہ اللہ ہی ہے۔''

تو جب انھوں نے اقرار کر لیا تب اللہ تعالیٰ نے ان کی مذمت بیان کرتے ہوئے یہ ڈانٹ پلائی اور اپنے اس فرمان سے ان کے شرک کی تردید فرمائی:

﴿ قُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ﴾[المؤمنون : ٨٧]

''کہہ دیجیے کہ پھر تم کیوں نہیں ڈرتے؟''

اللہ تعالیٰ نے پھر یوں فرمایا:

﴿ قُلْ مَنْ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ يُجِيْرُ وَلَا يُجَارُ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ﴾[المؤمنون : ٨٨-٨٩]

''پوچھے کہ تمام چیزوں کا اختیار کس کے ہاتھ میں ہے؟ جو پناہ دیتا ہے اور جس کے مقابلے میں کوئی پناہ نہیں دیا جاتا، اگر تم جانتے ہو تو بتلا دو؟ یہی جواب دیں گے کہ اللہ ہی ہے۔''

تو جب انھوں نے اقرار کرلیا تب اللہ تعالیٰ نے اپنے اس فرمان سے ان کے شرک کی تردید کرتے ہوئے ان کے متعلق فرمایا:

﴿ قُلُ فَاَنّٰی تُسُحَرُوُنَ ○ بَلُ اَتَيُنَاهُمُ بِالُحَقِّ وَاِنَّهُمُ لَكَاذِبُوُنَ ○ مَا اتَّخَذَ اللّٰهُ مِنُ وَّلَدٍ وَّمَا كَانَ مَعَهٗ مِنُ اِلٰهٍ اِذًا لَذَهَبَ كُلُّ اِلٰهٍ بِمَا خَلَقَ وَلَعَلَا بَعُضُهُمُ عَلٰی بَعُضٍ سُبُحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يَصِفُوُنَ○ عَالِمِ الُغَيُبِ وَالشَّهَادَةِ فَتَعَالٰی عَمَّا يُشُرِكُوُنَ ﴾[المؤمنون : ۸۹،۹۲]

''کہہ دیجیے! پھر تم کدھر سے جادو کر دیے جاتے ہو؟ حق یہ ہے کہ ہم نے انھیں حق پہنچا دیا ہے اور یہ بے شک جھوٹے ہیں، نہ تو اللہ تعالیٰ نے کسی کو بیٹا بنایا اور نہ اس کے ساتھ اور کوئی معبود ہے، ورنہ ہر معبود اپنی مخلوق کو لیے لیے پھرتا اور ہر ایک دوسرے پر بلند ہونا چاہتا جو اوصاف یہ بتلاتے ہیں ان سے اللہ نرالا ہے وہ غائب حاضر کا جاننے والا ہے اور جو شرک یہ کرتے ہیں اس سے بالاتر ہے۔''

سوال شیوخ شیعہ کے اعتقاد کے مطابق دنیاوی حوادث کون پیدا کرتا ہے؟

جواب انھوں نے سماعہ بن مہران سے روایت بیان کی ہے، اس نے کہا ہے: میں ابو عبداللہ رحمہ اللہ کے پاس تھا، آسمان گرجا اور چمکا، تو ابو عبداللہ علیہ السلام نے فرمایا: ''بلا شبہ جو اس گرج سے ہے اور جو اس بجلی سے ہے وہ سبھی کچھ تمھارے صاحب کے حکم سے ہے، میں نے عرض کی: ہمارا صاحب کون ہے؟ فرمایا: امیر المومنین علیہ السلام۔''[1]

ایک روایت میں ہے: ''رعد (گرج) اس کی آواز ہے اور بجلی اس کا تبسم ہے۔''[2]

انھوں نے روایت بیان کی ہے کہ امیر المومنین رضی اللہ عنہ ایک بادل پر سوار ہوئے اور سواری

کی حالت میں فرمایا: ''میں زمین میں اللہ تعالیٰ کی آنکھ ہوں، اور میں اس کی مخلوق میں بولنے والی زبان ہوں، میں اللہ کا نور ہوں جو بجھ نہیں سکتا، میں اللہ کا وہ دروازہ ہوں جس کے ذریعے سے دیا جاتا ہے اور اس کے بندوں پر اس کی حجت ہوں۔''③

حاشیہ نمبر ۱۷:

❶ الاختصاص، للمفید، ص ۳۲۷۔ بحار الأنوار، ج ۳۳/۲۷۔

❷ الاختصاص، ص ۱۹۹۔ بحار الأنوار، ج ۳۳/۲۷۔ بصائر الدرجات، ص ۴۰۸۔ للصفار، تفسیر البرهان، ج ۴۸۲/۲۔

❸ بحار الأنوار، ج ۳٤/۲۷۔

وضاحتی نوٹ:

اے عقلمند منصف مسلمان! ان روایات سے کیا مستنبط ہو رہا ہے تو کیا جس شیخ شیعہ نے ان روایات کو بنایا اور تراشا ہے اس کے لیے ان میں علی رضی اللہ عنہ کی ربوبیت کا دعویٰ نہیں ہے؟ اور کیا اس نے ربوبیت میں شرک نہیں کیا؟ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے تو اپنی کتاب میں یوں فرمایا ہے:

﴿ هُوَ الَّذِىْ يُرِيْكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَّ طَمَعًا وَّ يُنْشِئُ السَّحَابَ الثِّقَالَ ﴾

[الرعد : ۱۲]

''وہ اللہ ہی ہے جو تمھیں بجلی کی چمک ڈرانے اور امید دلانے کے لیے دکھاتا ہے اور بھاری بادلوں کو پیدا کرتا ہے۔''

سوال کیا شیوخ شیعہ اس بات کا عقیدہ رکھتے ہیں کہ ان کے ائمہ کو مردے زندہ کرنے پر قدرت حاصل ہے؟

جواب جی ہاں! انھوں نے بلا شبہ یہ جھوٹ گھڑا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بنی مخزوم سے اپنے ماموؤں میں سے ایک نوجوان کو زندہ کیا تھا وہ اس طرح کہ آپ نے اپنے پاؤں

سے اس کی قبر کو ہلکی سی ٹھوکر ماری تھی تو وہ نوجوان اپنی قبر سے باہر نکل آیا۔[1] اس کے علاوہ آپ رضی اللہ عنہ نے الجبانہ کے قبرستان کے سب مردوں کو زندہ کر دیا تھا، اور آپ رضی اللہ عنہ نے ایک پتھر پر ضرب لگائی تھی تو اس سے ایک سو اونٹنی نکل آئی تھی۔[2]

سوال اس صورت حال میں شیوخ شیعہ کے نزدیک توحید کے اعلیٰ مقامات کی نشاندہی کریں؟

جواب وہ وحدت الوجود کا قول ہے! اور اس کی حقیقت یہ ہے کہ ان کے ائمہ کا وجود عین اللہ تعالیٰ کا وجود ہے اور یہی توحید کی غایت ہے۔[3]

بلند ہے اللہ تعالیٰ اور نہایت پاکیزہ تر ہے اور باتوں سے جو وہ کہتے ہیں نہایت ہی بلند اور پاکیزہ تر ہے۔

سوال توحید الاسما والصفات کے متعلق شیوخ شیعہ کا کیا عقیدہ ہے؟

جواب ان شاء اللہ تعالیٰ آنے والے مسائل میں خلاصہ سامنے آ جائے گا۔

سوال شیوک شیعہ تجسیم کے متعلق کیا کہتے ہیں؟

جواب جی ہاں! ان کے شیوخ میں سے سب سے پہلا شخص اور شیخ جس نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ جسم ہے وہ ہشام بن الحکم ہے، اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ جسم ہے وہ حد اور نہایت والا ہے اور بلا شبہ وہ طویل، عریض اور عمیق ہے اور اس کا طول اس کے عرض کے مثل ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے نفس کی بالشت کے ''سات بالشت'' برابر ہے۔[4]

حاشیہ نمبر۲۷:

1. أصول الکافی، ج ۱/۴۵۷۔
2. بحار الأنوار، ج ۴۱/۱۹۴۔۱۹۸۔
3. جامع السعادات، ص ۱۳۲۔۱۳۳، لشیخهم مهدی بن أبی ذر النراقی المتوفی سنة ۱۲۰۹ھ
4. تفسیر البرهان، ص ۴۱۔ بحار الأنوار، ج ۳/۲۸۸۔ التنبیه والرد للملطی ص ۲۴۔

أصول الكافي ١/١٠٣۔

ابن المرتضیٰ نے کہا: روافض کی اکثریت تجسیم کی قائل ہے ماسوائے ان کے جو معتزلہ سے خلط ملط ہو گئے ہیں۔''[1]

وضاحتی نوٹ:

یعقوب السراج نے ابو عبداللہ علیہ السلام سے کہا: ''ہمارے بعض اصحاب خیال کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ انسان کی صورت پر ہے اور ایک دوسرے نے کہا ہے، بلا شبہ وہ نوخیز اور چھوٹے گھونگھریالے بالوں والے لڑکے کی صورت میں ہے، تب ابو عبداللہ سجدے میں گر گئے پھر اپنے سر کو اٹھایا اور بولے:

" سُبْحَانَ اللّٰهِ الَّذِیْ لَیْسَ كَمِثْلِهٖ شَیْءٌ، وَلَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَلَا یُحِیْطُ بِهٖ عَلَمٌ ۔"[2]

''پاک ہے وہ ذات جس کی مثل کوئی چیز بھی نہیں ہے، اسے آنکھیں پا نہیں سکتیں اور نہ ہی علم اس کا احاطہ کر سکتا ہے۔''

سوال تعطیل کے بارے میں شیوخ شیعہ کا کیا عقیدہ ہے؟

جواب شیوخ شیعہ نے صفات الٰہیہ میں اثبات کرنے میں غلو کرنے کے بعد یہاں تک کہا کہ ان کا ایک وحدت الوجود کا بول بولتا ہے، شیعہ مذہب میں تیسری صدی ہجری کے اواخر میں تغیر شروع ہوا کہ جب ان کے شیوخ معتزلہ کے ائمہ سے متاثر ہوئے جو کتاب وسنت میں اللہ تعالیٰ کی ثابت شدہ صفات کو معطل کرنے کی باتیں کہتے تھے، ان کے علامہ ابن المطہر نے اس حقیقت کی صراحت کی ہے اور یوں کہا ہے:

" بِأَنَّ مَذْهَبَنَا الشِّیْعِیَّ فِی الْأَسْمَاءِ وَالصِّفَاتِ كَمَذْهَبِ الْمُعْتَزِلَةِ "

''بلا شبہ اسماء و صفات کے بارے میں ہمارا مذہب شیعی، معتزلہ کے مذہب کی طرح ہے۔''[3]

وضاحتی نوٹ :

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے رسولوں علیہم السلام کو اپنی صفات کے معاملے میں اثبات مفصل اور نفی مجمل کے لیے مبعوث فرمایا ہے اسی لیے اللہ تعالیٰ کی کتاب میں صفاتِ اثبات مفصل اور صفات نفی بیان ہوئی ہیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿ فَاطِرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا وَمِنَ الْاَنْعَامِ اَزْوَاجًا يَذْرَؤُكُمْ فِيْهِ لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ﴾

[الشوریٰ : ۱۱]

''وہ آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا ہے اس نے تمھارے لیے تمھاری جنس کے جوڑے بنا دیے ہیں اور چوپایوں کے جوڑے بنائے ہیں تمھیں وہ اس میں پھیلا رہا ہے اس جیسی کوئی چیز نہیں وہ سنتا دیکھتا ہے۔''

یہاں پر نفی مجمل لفظوں میں آئی ہے:

﴿ لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ ﴾ [الشوریٰ : ۱۱]

''اس جیسی کوئی چیز نہیں ہے۔''

حاشیہ نمبر ۳۷:

❶ المنية الأمل للزيدى أحمد بن المرتضى، ص ۱۹۔ الحور العين لنشون الحميرى، ص ۱۴۸۔۱۴۹۔

❷ التوحيد لا بن بابويه القمى، ص ۱۰۳۔۱۰۴۔ بحار الأنوار، ج ۳/۳۰۴۔

❸ نهج المسترشدين، ص ۳۲ للحسن بن يوسف بن المطهر الحلى المتوفى سنة ۷۲۶ھ۔ دیکھیے عقائد الإمامية الاثنى عشرية لآية الله ابراهيم الموسوى الزنجانى، ص ۲۸۔ ان کے شیخ الخوئی نے ایک کتاب کی تقریظ لکھتے ہوئے اسے " ركن الإسلام اور عماد العلماء" کے القابات سے نوازا ہے۔

اورقرآن کریم میں نفی کا غالباً یہی طریقہ ہے جبکہ اثبات کے معاملے میں تفصیل سے بات وارد ہے۔

﴿ وَهُوَ السَّمِيعُ البَصِيرُ ﴾ [الشوریٰ : ۱۱]

''اور وہ سنتا دیکھتا ہے۔''

اور جیسے کہ سورة الحشر کے آخر میں ہے اوراس کے شواہد بے شمار ہیں......الخ

سوال قرآن کریم کے مخلوق ہونے کے متعلق شیوخ شیعہ کا کیا عقیدہ ہے؟

جواب قرآن کریم کے مخلوق ہونے کے قول میں شیوخ شیعہ بالکل جہمیہ ① اورمعتزلہ ② کے برابر ہیں، ان کے شیخ المجلسی ③ نے کتاب القرآن میں یہ باب باندھا ہے:

" بَابُ أَنَّ الْقُرْآنَ مَخْلُوقٌ "

اورشیعہ کی آیت محسن الامین اپنے اس قول سے اس کی پرزور تائید کررہا ہے: ''شیعہ اورمعتزلہ کا کہنا ہے کہ: " اَلْقُرْآنُ مَخْلُوقٌ " ④

شیوخ شیعہ کی طرف سے یہ سب باتیں اللہ تعالیٰ کی صفت کلام کا انکار کرنے کی بنا پر ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے اس قول سے بہت زیادہ بلند و برتر ہے۔

مصیبت:

ان کے امام الرضا سے قرآن کے متعلق دریافت کیا گیا تو انھوں نے فرمایا:

" إِنَّهٗ كَلَامُ اللّٰهِ غَيْرُ مَخْلُوقٍ "

''بلاشبہ وہ اللہ کی کلام ہے جو مخلوق نہیں ہے۔'' ⑤

سوال بروزِ قیامت مومنوں کے اپنے رب سبحانہ وتعالیٰ کے دیدار کرنے کے متعلق شیوخ شیعہ کا کیا عقیدہ ہے؟ اور جس نے بروز قیامت مومنوں کے رب تعالیٰ کے دیدار کرنے کی بات کہی ہے اس کے متعلق انھوں نے کیا حکم لگایا ہے؟

جواب ان کے شیوخ نے روایت بیان کی ہے کہ ابوعبداللہ جعفر الصادق سے سوال پوچھا گیا، کیا یوم آخرت میں اللہ تبارک وتعالیٰ کو دیکھا جا سکے گا؟ تو فرمایا: پاک ہے اللہ تعالیٰ اس سے بہت بلند و برتر ہے...... کیونکہ آنکھیں تو صرف اسی چیز کو دیکھ سکتی ہیں جس کا رنگ ہو، جس کی کوئی کیفیت ہو جبکہ اللہ تعالیٰ تو خود رنگوں اور کیفیتوں کو پیدا کرنے والا ہے۔"⑥

حاشیہ نمبر ۴۷:

❶ جہمیہ سے مراد الجہم بن صفوان کے پیروکار ہیں، اس کی ضلالت میں سے یہ بات بھی ہے کہ اس نے صفات الٰہی کی نفی کی بات کہی ہے اسی طرح دیگر کئی بدعتوں کو شروع کیا تھا جیسے کہ ارجاء، جبر اور جنت و دوزخ کے فنا ہونے کی باتیں۔" (دیکھیے التنبیه والرد للملطی، ص ۲۱۸)

❷ عبدالجبار المعتزلی نے شرح الاصول الخمسہ میں کہا ہے: " وَ اَمَّا مَذْهَبُنَا فِيْ ذٰلِكَ...... اَيْ فِي الْقُرْآنِ...... فَهُوَ : أَنَّ الْقُرْآنَ كَلَامُ اللّٰهِ تَعَالٰى وَ وَحْيُهٗ، وَهُوَ مَخْلُوْقٌ مُحْدَثٌ" اس بارے میں یعنی قران کے بارے میں ہمارا مذہب یہ ہے کہ یہ قرآن کلام اللہ ہے اور اس کی وحی ہے اور یہ مخلوق اور محدث (نیا) ہے۔" (شرح الأصول الخمسة، ص : ۵۲۸)

❸ بحار الأنوار، ج ۱۱۷/۹۲-۱۲۱

❹ أعيان الشيعة، ج ۴۶۱/۱۔

❺ تفسير العياشی، ج ۸/۱۔

❻ بحار الأنوار، ج ۳۱/۴۔

ان کے شیخ الحر العاملی نے دیدار الٰہی کی نفی کو اپنے ائمہ کے اصولوں میں شمار کیا ہے۔①

اور ان کے شیخ جعفر النجفی نے یہ حکم لگایا ہے کہ جس نے بعض صفات مثلاً رؤیت الٰہی وغیرہ کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کیا وہ مرتد ہے۔"②

وضاحتی نوٹ:

یہ روایت اللہ تعالیٰ کے وجود برحق کی نفی کو متضمن ہے کیونکہ جس کی مطلقاً کیفیت نہ ہو

اس کا تو کوئی وجود ہی نہیں ہوتا اور یہ اس روایت کے بھی برعکس ہے ان کے شیخ الکلینی نے ابو عبداللہ رضی اللہ عنہ سے بایں الفاظ روایت کیا ہے: ''لیکن اتنا اثبات کرنا تو لازمی اور ضروری ہے کہ اس کی کوئی کیفیت ہے جس کا کوئی دوسرا مستحق نہیں ہے، جس میں کوئی اور اس کا شریک نہیں ہے اور اس کیفیت کا احاطہ نہیں کیا جا سکتا اور نہ کوئی دوسرا اسے جانتا ہے۔'' ③

شیوخ شیعہ کے لیے زبردست مصیبت:

اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

﴿ وُجُوهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ ○ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ﴾[القيامة : ٢٢،٢٣]

''اس روز بہت سے چہرے تر وتازہ اور بارونق ہوں گے، اپنے رب کی طرف دیکھتے ہوں گے۔''

اور اللہ تعالیٰ نے کفار کے متعلق یوں فرمایا ہے:

﴿ كَلَّا اِنَّهُمْ عَنْ رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوبُوْنَ ﴾[المطففين : ١٥]

''ہرگز نہیں یہ لوگ اس دن اپنے رب سے اوٹ میں رکھے جائیں گے۔''

ابو بصیر سے مروی ہے اس نے کہا ہے، میں نے ابو عبداللہ علیہ السلام سے عرض کی: ''مجھے اللہ عزوجل کے متعلق خبر دو، کیا روزِ قیامت اہل ایمان اس کا دیدار کریں گے؟ فرمایا: ''جی ہاں!'' ④

سوال شیوخ شیعہ اللہ تعالیٰ کے آسمانِ دنیا پر نزول کی صفت کے متعلق کیا کہتے ہیں؟ اور اس آدمی کے متعلق انھوں نے کیا حکم لگایا ہے جو اس صفت کو اللہ تعالیٰ کی جلالت اور عظمت کے مطابق ثابت کرتا ہے؟

جواب شیوخ شیعہ نے اللہ تعالیٰ کے آسمان دنیا پر نزول فرمانے کی صفت کی نفی کی ہے۔ ⑤ اور جس آدمی نے اس صفت کا اثبات کیا ہے اس پر انھوں نے کفر کا حکم لگایا ہے،

ان کے شیخ معاصر محمد بن المظفر نے کہا ہے: ''اور جس کہا ہے...... کہ وہ آسمان دنیا کی طرف نزول فرماتا ہے، یا وہ اہل جنت کے سامنے ظہور فرمائے گا، یا اس طرح کی کوئی اور بات کہے گا تو بلاشبہ وہ اس کے ساتھ کفر کرنے والے کے مرتبہ میں ہوگا...... اسی طرح اس شخص کو بھی کافر کے ساتھ ہی ملایا جائے گا جو یہ کہے گا، بلاشبہ وہ قیامت کے دن اپنی مخلوق کے سامنے جلوہ فرمائے گا۔'' ⑥

حاشیہ نمبر ۷۵:

❶ الفصول المهمة فی أصول الأئمة للحرالعاملی، ص ۱۲۔

❷ کشف الغطاء ص ۴۱۷۔ دیکھیے أعیان الشیعة لمحسن الأمین، ج ۴۶۳/۱۔ عقائد الإمامیة للمظفر، ص ۵۹۔

❸ أصول الکافی، ج ۸۵/۱۔

❹ التوحید لا بن بابویه القمی، ص ۱۱۷۔ بحار الأنوار، ج ۴۴/۴۔

❺ نزول الٰهی کے انکار کی بابت بعض روایات ملاحظه کیجیے، أصول الکافی، ج ۱۲۵/۱، ۱۲۷۔ بحار الأنوار، ج ۳۱۱/۳۔

❻ عقائد الإمامیة للمظفر، ص ۵۹۔۶۰۔

وضاحتی نوٹ:

ایک شخص نے ابوعبداللہ رحمہ اللہ سے پوچھا: آپ فرماتے ہیں کہ بلاشبہ وہ آسمان دنیا کی طرف نزول فرماتا ہے؟ تو ابوعبداللہ نے فرمایا: ''ہم یہی کہتے ہیں، کیونکہ روایات اور اخبار اس سلسلے میں بالکل صحیح ہیں۔'' ①

ان کے امام الرضا رحمہ اللہ نے کہا ہے: ''لوگوں کے توحید کے مسئلہ میں تین مذہب ہیں، نفی، تشبیہ، اور اثبات بلاتشبیہ، نفی والا مذہب تو ناجائز ہے اور تشبیہ والا مذہب بھی جائز نہیں ہے، کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے کوئی چیز بھی مشابہ نہیں ہے، باقی صرف تیسرا طریقہ ہی رہ جاتا ہے، یعنی اثبات بلاتشبیہ۔'' ②

سوال کیا یہ بات صحیح ہے کہ امامیہ اثنا عشریہ کے شیوخ اپنے ائمہ کو اللہ تعالیٰ کی صفات سے

متصف ٹھہراتے ہیں؟ اور کیا وہ انھیں اللہ تعالیٰ کے ناموں سے بھی موسوم کرتے ہیں؟

جواب جی ہاں! یہ بات تو ان کی صحیح ترین کتاب میں وارد ہے، ان کے شیخ الکلینی نے ابو عبداللہ علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے فرمان گرامی کی تفسیر میں روایت کی ہے:

﴿ وَ لِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا وَ ذَرُوا الَّذِيْنَ يُلْحِدُوْنَ فِيْٓ اَسْمَآئِهٖ سَيُجْزَوْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴾[الأعراف : ١٨٠]

''اور اچھے اچھے نام اللہ ہی کے لیے ہیں سو ان ناموں سے اللہ ہی کو موسوم کیا کرو اور ایسے لوگوں سے تعلق بھی نہ رکھ جو اس کے ناموں میں کج روی کرتے ہیں، ان لوگوں کو ان کے کیے کی ضرور سزا ملے گی۔''

یوں کہا ہے: ''ہمیں اللہ کی قسم! اچھے اچھے نام ہیں، ایسے نام ہیں کہ اللہ تعالیٰ بندوں سے کوئی بھی عمل قبول نہیں کرتا، مگر ہماری معرفت کے ساتھ ہی۔''[3]

شیوخ شیعہ نے پھر اس کی تفصیل بھی بیان کی ہے اس سلسلے میں انھوں نے اپنے ائمہ کی زبانوں سے کئی ایک روایات بھی جاری کی ہیں اور یوں کہا ہے: ''ہم ہی وہ '' مثانی '' ہیں، جو اللہ تعالیٰ نے ہماری نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمائی ہیں، ہم ہی اللہ کا چہرہ ہیں، جسے ہم زمین میں تمھارے درمیان پھیرتے رہتے ہیں اور ہم ہی اس کی مخلوق ہیں'' اللہ کی آنکھ'' ہیں اور اس کا وہ رحمت والا ہاتھ ہیں جو اس کے بندوں کے لیے کشادہ ہے، جس نے ہمیں پہچان لیا اس نے ہمیں پہچان لیا اور جس نے ہمیں نہ جانا اس نے ہمیں نہ جانا۔''[4]

حاشیہ نمبر ۶۷:

1. بحار الأنوار، ج ۳۳۱/۳۔
2. بحار الأنوار، ج /۲٦۳۔
3. أصول الکافی، ج ۱۴۳/۱۔۱۴۴۔
4. أصول الکافی، ج ۱۴۳/۱۔

انھوں نے یہ روایت بھی گھڑی ہے کہ ابو عبداللہ رحمہ اللہ نے فرمایا ہے:

”بے شک اللہ تعالیٰ نے ہمیں پیدا فرمایا ہے اور اس نے ہماری صورتوں کو بہترین بنایا ہے اور اس نے ہمیں اپنے بندوں میں اپنی آنکھ بنایا ہے اور اپنی مخلوق میں اپنی بولنے والی زبان بنایا ہے اور ہمیں وہ ہاتھ بنایا ہے جو اس کے بندوں پر راخت و رحمت کے ساتھ فراخ و کشادہ ہے اور اپنا وہ چہرہ بنایا ہے جس کے ذریعے وہ عطا فرماتا ہے اور اپنا وہ دروازہ بنایا ہے جس پر رہنمائی کی جاتی ہے اور اپنے آسمان اور اپنی زمین میں ہمیں اپنے خزانچی بنایا ہے، ہماری وجہ سے درخت پھل دیتے ہیں اور پھل پکتے ہیں، نہریں چلتی ہیں ہماری وجہ سے آسمان سے بارش اترتی ہے اور زمین کی روئیدگی پیدا ہوتی ہے، ہماری عبادت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی عبادت کی جاتی ہے اور اگر ہمارا وجود نہ ہوتا تو اللہ تعالیٰ کی عبادت نہ کی جاتی۔“①

ایک روایت میں ہے کہ ان کے ائمہ نے کہا ہے: ”پھر ہمیں لایا جائے گا تب ہم اپنے پروردگار کے عرش پر بیٹھ جائیں گے۔“②

انھوں نے یہ جھوٹ بھی گھڑا ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے: ”میں اللہ کا چہرہ ہوں، میں اللہ کا پہلو ہوں، میں ہی اول ہوں، میں ہی آخر ہوں، میں ہی ظاہر ہوں، میں ہی باطن ہوں اور میں ہر چیز کو جاننے والا ہوں...... میں ہی زندہ کرتا ہوں، میں ہی مارتا ہوں اور میں ایسا زندہ ہوں جو مروں گا نہیں......“③

ان کا یہ قول اپنے ائمہ کے متعلق، قول فرعون سے کس قدر مشابہ ہے:

﴿ اَنَا رَبُّكُمُ الۡاَعۡلٰى ﴾ [النزعت : ٢٤]

”تم سب کا رب میں ہی ہوں۔“

شیوخ شیعہ اپنے ائمہ کے بارے میں یہاں تک اعتقاد رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کع متعلق جو فرمایا ہے اس نے ان کے ائمہ ہی مراد ہیں:

﴿ وَيَبۡقٰى وَجۡهُ رَبِّكَ ذُو الۡجَلٰلِ وَالۡاِكۡرَامِ ﴾ [الرحمٰن : ٢٧]

”صرف تیرے رب کی ذات جو عظمت اور عزت والی ہے باقی رہ جائے گی۔“

اور اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے بھی ان کے ائمہ ہی مراد ہیں :

﴿ كُلُّ شَىْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ ﴾ [القصص : ۸۸]

''ہر چیز فنا ہونے والی ہے مگر اسی کا منہ۔''

انھوں نے اپنے ائمہ پر یہ جھوٹ بھی گھڑا ہے انھوں نے کہا ہے: ''ہم اللہ تعالیٰ کا وہ چہرہ ہیں جو ہلاک نہیں ہوگا۔''④

ہم شرک اور اہل شرک سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔

شیوخ شیعہ کے لیے زبردست مصیبت :

ابو عبداللہ رحمہ اللہ نے شیوخ شیعہ کے متعلق فرمایا ہے: ''اللہ سبحانہ وتعالیٰ ان باتوں سے پاک ہے جو وہ اس کی بابت بیان کرتے ہیں، وہ پاک ہے اپنی حمدوں کے ساتھ، ہم اس کے علم میں اس کے شریک نہیں ہیں اور نہ ہی اس کی قدرت میں، بلکہ اس کے علاوہ کوئی غیب کا علم بھی نہیں جانتا، جس طرح کہ اس نے اپنی محکم کتاب میں فرمایا ہے:

﴿ قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِى السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ ﴾

[النمل : ٦٥]

''کہہ دیجیے! کہ آسمانوں والوں میں سے زمین والوں میں سے سوائے اللہ کے کوئی غیب نہیں جانتا۔''

شیعہ کے جہلا اور ان کے حمقاء نے ہمیں اذیت پہنچائی ہے اور جس کا دین مچھر کے پر کے برابر ہے وہ بھی اس سے راجح تر ہے اور میں اس اللہ کو گواہ بناتا ہوں جس کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں ہے اور اس کی گواہی ہی کافی ہے ...... بلا شبہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف اور اس کے رسول کی طرف اس شخص سے اظہار براءت کرتا ہوں جو یہ کہتا ہے: ''ہم غیب جانتے ہیں۔''

حاشیہ نمبر ۷۷:

❶ أصول الكافي، ج ١/١٤٤۔
❷ تفسير العياشي، ج ٢/٣١٢۔ بحار الأنوار، ج ٣/٣٠٢۔ تفسير البرهان للبحراني، ج ٢/٤٣٩۔
❸ رجال الكشي، ص ٢١١، رقم ٣٧٤۔ بحار الأنوار، ج ٩٤/١٨٠ مناقب آل ابی طالب، ج ٢/٣٨٥ للمازندراني، بصائر الدرجات، ص ١٥١ للصفار۔
❹ التوحيد لابن بابويه، ص ١٥٠۔ بحار الأنوار، ج ٢٤/٢٠١۔ تفسير الصافي، ج ٤/١٠٨۔ البرهان، ج ٣/٢٤١۔

یا ہم اللہ تعالیٰ کی بادشاہی میں اس کے شریک ہیں، یا وہ ہمیں اس مقام پر اتارتا ہے جو اس مقام کے علاوہ جسے اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے پسند فرمایا ہے۔'' ①

سوال مذہب شیعی کے شیوخ کے نزدیک ایمان کا مفہوم کیا ہے؟

جواب شیوخ شیعہ نے اپنے بارہ ائمہ کے ساتھ ایمان رکھنے کو نفس ایمان میں داخل کیا ہوا ہے۔ ان نے شیخ ابن المطہر الحلی نے کہا ہے: ''امامت کا مسائلہ ان ارکان ایمان میں سے ایک رکن ہے جو ایمان جنت میں داخلے کا سبب اور غضب رحمان سے خلاصی پانے کا باعث بنتا ہے۔'' ②

امیر محمد الکاظمی القزوینی نے کہا ہے: ''بلاشبہ جو شخص ولایت علی علیہ السلام اور آپ کی امامت سے کفر کرتا ہے تو اس نے اپنے حساب سے ایمان کو ساقط کر دیا اور اس وجہ سے اپنے عمل کو ضائع بنالیا۔'' ③

سوال کیا شیوخ شیعہ نے دونوں شہادتوں کے ساتھ کی تسیری شہادت کی بات بھی کہی ہے؟

جواب جی ہاں ! اور وہ اس امر کی شہادت ہے کہ علی رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ کے ولی ہیں اور اسے یہ لوگ اپنی اذان میں بھی پکارتے ہیں، اپ نی نمازوں کے بعد بھی ④ اور پھر اپنے مرنے والوں کو اس کی تلقین بھی کرتے ہیں۔

الباقر نے فرمایا ہے:

" لَقِّنُوا همُوتَاكُمُ عِنُدَ الُمَوُتِ شَهَادَةَ اَنُ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَالُوَلَايَةِ " ⑤

''تم اپنے مرنے والوں کو موت کے وقت لا الٰہ الا اللہ کی شہادت اور ولایت کی شہادت کی تلقین کیا کرو۔''

سوال ارجاء کے بارے میں شیوخ شیعہ کا کیا اعتقاد ہے؟

جواب مرجئیہ کے نزدیک ایمان یہ ہے: " هُوَ مَعُرِفَةُ اللّٰهِ سُبُحَانَهٗ وَ تَعَالٰی "جبکہ شیعہ کے نزدیک ایمان یہ ہے: " مَعُرِفَةُ الُإِمَامِ أَوُ حُبِّهٖ" ''امام کی معرفت یا اس کی محبت کی معرفت۔''

اس لیے انھوں نے یہ افتراء باندھا ہے: ''علی علیہ السلام کی محبت ایسی نیکی ہے جس کے ساتھ کوئی برائی نقصان نہیں پہنچا سکتی۔'' ⑥

حاشیہ نمبر ۷۸:

1. بحار الأنوار، ج ۳۱۶،۲۶۷،۳۲/۲۵۔ الاحتجاج للطبرسی، ج ۴۷۳/۲، رجال الکشی، ص ۵۱۸،۳۲۳۔
2. منهاج الكرامة فی معرفة الإمامة، ص الا بن المطهرالحلی۔
3. الشيعة فی عقائد هم و أحكامهم، ص ۲۴ للقزوینی، جو کہ معاصرین شیوخ الشیعہ میں سے ایک ہیں۔ در الزهراء بيروت، ط : ۳ سنة ۱۳۹۷ھ
4. وسائل الشيعة للحرالعاملی، ۱۰۳/۴۔ باب الستحباب الشهادتين والإقرار بالأئمة بعد كل صلاة۔
5. فروع الكافی للكلينی، ج ۳۴/۱۔ تهذيب الأحكام للطوسی، ج۲۷۸،۸۲/۱۔ وسائل الشيعة، ج ۶۶۵/۲۔
6. الفضائل لشاذان بن جبرئيل القمی، ص ۹۶۔

انھوں نے ایک جھوٹ یہ بھی گھڑا ہے: ''اولین و آخرین میں سے کوئی شخص بھی جنت میں داخل نہیں ہوسکتا، جب تک وہ آپ سے محبت نہ رکھے، اور اولین و آخرین میں سے کوئی

شخص واصل جہنم نہیں ہو گا، مگر جو آپ سے بغض رکھے گا۔''[1]

وضاحتی نوٹ:

ارشاد گرامی ہے:

﴿ مَنۡ یَّعۡمَلۡ سُوۡٓءًا یُّجۡزَ بِهٖ وَ لَا یَجِدۡ لَهٗ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ وَ لِیًّا وَّ لَا نَصِیۡرًا ﴾[النساء : ۱۲۳]

''جو برا کرے گا اس کی سزا پائے گا اور کسی کو نہ پائے گا جو اس کی حمایت، مدد اللہ کے پاس کر سکے۔''

﴿ فَمَنۡ یَّعۡمَلۡ مِثۡقَالَ ذَرَّةٍ خَیۡرًا یَّرَهٗ ○ وَ مَنۡ یَّعۡمَلۡ مِثۡقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا یَّرَهٗ ﴾[الزلزال : ۸،۷]

''سو جس نے ذرہ برابر نیکی کی ہوگی وہ اسے دیکھ لے گا اور جس نے ذرہ برابر برائی کی ہوگی وہ اسے دیکھ لے گا۔''

اور ادھر ان لوگوں نے اللہ سبحانہ وتعالیٰ پر ایمان، اس کے رسول ﷺ پر ایمان اور تمام دینی عقائد کو تو ساقط کر ڈالا ہے...... اور اپنے اعتقاد کے مطابق شریعت اسلام میں امیر المومنین رضی اللہ عنہ کی محبت کے سوا کچھ بھی باقی نہیں رکھا؟

سوال کیا شیوخ شیعہ نے کچھ شعائر اور اعمال ایجاد کر رکھے ہیں اور پھر ان پر اللہ تعالیٰ اور رسول کریم ﷺ کی ہدایت کے بغیر ہی ثواب اور جزا بھی مرتب کر رکھی ہے؟ ہم آپ سے امید رکھتے ہیں...... اللہ تعالیٰ آپ کی مغفرت فرمائے...... کہ آپ اس پر چند مثالیں بھی بیان فرمائیں گے؟

جواب جی ہاں! مثلاً: رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام پر لعنت کرنا، اس کام کو شیوخ شیعہ نے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کے لیے افضل ترین عمل قرار دے رکھا ہے۔[2]

اور انھوں نے حسین رضی اللہ عنہ کی عزاداری میں رخساروں کو پیٹنے اور گریبان چاک کرنے کے عمل کو عظیم ترین طاعات میں شمار کر رکھا ہے۔ ③

ان کے شیخ آل کاشف الغطا سے سوال کیا گیا: ہر سال محرم کی دسویں تاریخ کو قتل حسین رضی اللہ عنہ کی تمثیل بنا کر، آپ پر اور آپ کے اہل وعیال پر گزرنے والے احوال کو بیان کرنے کے لیے اور واویلا، آہ وبکا، سینہ کوبی اور آپ سے استغاثہ اور یا حسین، یا حسین کے امدادی اور فریادی لفظوں سے حزن وغم کا اعلان کرنے کے لیے محفل بپا کرنے کا کیا حکم ہے؟

تو ان کی آیت نے یہ جواب ارشاد فرمایا:

﴿ ذٰلِكَ وَ مَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ ﴾

[الحج : ٣٢]

”یہ سن لیا اب اور سنو! اللہ کی نشانیوں کی جو عزت وحرمت کرے اس کے دل کی پرہیز گاری کی وجہ سے یہ ہے۔“

بلا شبہ یہ غمی کے جلوس اور غم واندوہ اور بے حرمتی کے واقعات کے تمثیل فقہ جعفریہ کے بڑے بڑے شعائر میں سے ہیں۔ ④

حاشیہ نمبر ۷۹:

❶ علل الشرائع، ص ١٦٢، لا بن بابویه القمی (اس کتاب میں وہ اپنے خیال کے مطابق مختلف احکام میں اپنے ائمہ سے مروی روایات کو بیان کرتا ہے)

❷ دیکھیے وسائل الشیعة، ج ٣/٥، فروع الکافی، ج ٩٥/١۔ تهذیب الأحکام، ج ٢٢٧/١۔

❸ دیکھیے عقائد الإمامیة بحث المواکب الحسینیة، ج ٢٨٩/١ للزنجانی دائرة المعارف الإسلامیة الشیعیة، ج ٧٠٦/٢١ لحسین الأمین

❹ الآیات البینات ص ٥ لمحمد حسین آل کاشف الغطاء

انھوں نے یہ روایت بھی بیان کی ہے کہ ان کے ائمہ اپنے شیعہ کو جنت میں داخل کروانے کی ضمانت کے بھی مالک ہیں۔

عبدالرحمٰن الحجاج سے روایت ہے کہتا ہے: ''میں نے ابو الحسن علیہ السلام سے عرض کی، بے شک علی بن یقطین نے مجھے آپ کے پاس یہ خط دے کر بھیجا ہے، میں اس کی خاطر آپ سے دعا کا سوال کرتا ہوں، تو اس نے کہا، کیا آخرت کے معاملے میں؟ میں نے عرض کی: جی ہاں! تب فرمایا اور اپنے ہاتھ کو اس کے سینے پر رکھا: ''میں علی بن یقطین کے لیے ضمانت دیتا ہوں کہ اسے آگ نہیں چھوئے گی۔'' ①

سوال شیوخ شیعہ کے خیال میں چودہ صدیوں سے اسلام کی حفاظت کس نے کی ہے؟

جواب ان کے امام الخمینی نے کہا ہے: ''بلا شبہ سید الشہداء علیہ السلام پر رونے نے اور حسینی مجالس بپا کرنے نے چودہ صدیوں سے اسلام کی حفاظت کی ہے۔'' ②

سوال اس باپ کر کیا دلیل ہے کہ شیعہ اپنے مخالفین کو جو ان کے مؤقف سے باہر رہنے والے ہیں وعیدوں اور دھمکیاں سنانے والے ہیں؟

جواب ان کے شیخ المفید نے کہا ہے: امامیہ کا اتفاق ہے ''سبھی بدعت والے کافر ہیں۔'' اور اس امر پر بھی اتفاق ہے کہ امام کے ذمے لازم ہے کہ وہ قدرت پانے پر ان سے توبہ کا مطالبہ کرے...... اگر تو وہ اپنی بدعت سے تائب ہو جائیں اور راہِ راست پر آ جائیں تو بہتر وگرنہ انھیں ایمان سے مرتد ہونے کی وجہ سے قتل کر ڈالے اور ان میں سے جو کوئی اسی بدعت پر مر جائے تو وہ دوزخ والوں میں سے ہوگا۔'' ③

اور اسی لیے ان کے شیخ ابن بابویہ نے کہا ہے: ''اس شخص کے متعلق ہمارا عقیدہ، جو جو امور دین میں سے کسی امر واحد میں ہماری مخالفت کرے ہمارے اس عقیدے کے بالکل مطابق ہے جو تمام امور دین میں ہماری مخالفت کرنے والے کے متعلق ہے۔'' ④

علماء شیعہ ہر اس آدمی کو وعید اور دھمکی سنانے والے ہیں جو ان کی مخالفت کرتا ہے جس طرح وہ ہر اسی شخص کو امید اور یقین دلانے والے ہیں جو ان کی بات ماننے اور ان کے عقیدے کو اختیار کرے۔

اسی لیے تو انھوں نے روایت بیان کی ہے: ''جب روزِ قیامت ہو گا تو ہمیں اپنے شیعہ کا حساب سونپ دیا جائے گا، تو جس شخص کا اپنے درمیان اور اللہ عزوجل کے درمیان کوئی ظلم والا معاملہ ہو گا ہم اس میں فیصلہ کر دیں گے تو وہ ہمارا فیصلہ قبول کرے گا اور جس شخص کا اپنے درمیان اور لوگوں کے درمیان کوئی ظلم والا معاملہ ہو گا تو ہم اس ظلم کو معاف کرنے کی فرمائش کریں گے تو ہمیں معافی مل جائے گی اور جس شخص کا ایسا ظلم والا معاملہ

حاشیہ نمبر۸۰:

❶ رجال الکشی، ص ۴۳۱-۴۳۲- معافی و بخشش کے سرٹیفیکیٹ دینے والی مزید روایات کو ملاحظہ کرنے کے لیے دیکھیں: الکافی، ج ۱/۴۷۴-۴۷۵- رجال الکشی، ص ۴۴۷-۴۴۸، ۴۸۴- رجال العلامة الحلی، ص ۹۸-۱۸۵...... الخ

❷ جریدة الاطلاعات لإیرانیة (العدد ۱۵۹۰۱) فی ۱۶/۸/۱۳۹۹ھ

❸ اوائل المقالات، ص ۱۶-

❹ الاعتقادات لہٗ ص ۱۱۶- دیکھیے الاعتقادات للمجلسی، ص ۱۰۰، مطبوع فی حاشیة الاعتقادات للصدوق-

ہمارے درمیان اور اس کے درمیان ہو گا تو معافی دینے اور درگزر کرنے کا حق ہمیں ہی حاصل ہو گا۔ ①

سوال مذہب شیعی کے شیوخ کا ملائکہ علیہم السلام پر ایمان رکھنے کے متعلق کیا اعتقاد ہے؟

جواب وہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ ملائکہ علیہم السلام ائمہ کے نور سے پیدا کیے گئے ہیں۔

اور یہ روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: ''اللہ تعالیٰ نے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے چہرے کے نور سے ستر ہزار ملائکہ تخلیق فرمائے ہیں جو اس کے لیے اور قیامت تک اس سے محبت رکھنے والوں کے لیے استغفار کرتے رہیں گے۔'' ②

ملائکہ کی ڈیوٹیوں میں سے :

قبر حسین رضی اللہ عنہ پر رونا : انھوں نے ابوعبداللہ سے روایت بیان کی ہے کہ آپ نے فرمایا ہے : '' اللہ تعالیٰ نے حسین علیہ السلام کی قبر پر چار ہزار فرشتوں کو مقرر فرمایا ہوا ہے، جو پراگندہ بالوں والے اور غبار آلود ہیں وہ قیامت آنے تک اس پر روتے رہیں گے۔''③

آسمانوں کے ملائکہ کی تمنا:

انھوں نے ابوعبداللہ سے یہ روایت بیان کی ہے آپ نے فرمایا:
'' آسمانوں میں کوئی چیز بھی ایسی نہیں ہے مگر وہ اللہ تعالیٰ سے سوال کرتے رہتے ہیں کہ انھیں زیارت حسین کی اجازت مل جائے تو اس طرح ایک جماعت اترتی ہے اور ایک جماعت چڑھتی ہے۔''④

ملائکہ ولایت ائمہ کی بابت مکلّف ہیں :

شیوخ شیعہ کے اعتقاد کے مطابق ملائکہ ولایت ائمہ کی بابت سوال کے مکلّف ہیں اور شیوخ شیعہ اس طرح کہہ رہے ہیں : '' اس بات کو ملائکہ مقربین کی ایک جماعت کے سوا دوسروں نے قبول نہیں کیا، تو اس کی پاداش میں اللہ تعالیٰ مخالفت کرنے والے فرشتوں پر عقوبت اتارتا رہتا ہے، حتیٰ کہ ایک ایک فرشتے کو امیر المومنین رضی اللہ عنہ کی ولایت کا انکار کرنے کے جرم میں یہ سزا دی جاتی ہے کہ اس کے پر کو توڑ دیا جاتا ہے اور جب تک وہ روضۂ حسین رضی اللہ عنہ کو چھوتا نہیں ہے وہاں لیٹتا نہیں ہے وہ صحت یاب نہیں ہوتا۔ ⑤

حاشیہ نمبر ۸۱:

❶ بحار الأنوار للمجلسی، ۹۹/۶۸۔ عیون أخبار الرضا لا بن بابویه الملقب بالصدوق، ج ۶۸/۲۔

❷ کنز جامع الفواید، ص ۳۳۴ للکراجکی۔ بحار الأنوار، ج ۳۲۰/۲۳۔ إرشاد القلوب للدیلمی، ج ۲۹۴/۲۔ تأویل الآیات، ص ۶۴۳ للاستر آبادی، کشف

الغمة فی معرفة الأئمة للأربلی، ج ۱/۱۰۳۔ مئة منقبة، ص ۴۲ لأبی الحسن محمد بن أحمد بن علی القمی المشهور بابن شاذان القمی، **ان کے چوتھی صدی کے علماء میں سے ہے۔**

❸ وسائل الشیعة، ج ۱۰/۳۱۸۔

❹ تهذیب الأحکام، ج ۲/۱۶۔

❺ بحار الأنوار، ج ۲۶/۳۴۱۔ بصائر الدرجات الکبریٰ للصفار، ص ۲۰۔

حیاتِ ملائکہ پر درود پڑھنے پر موقوف ہے:

ان کے بقول ’’ ملائکہ کا کھانا اور پینا صرف اور صرف امیر المومنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ پر اور آپ کے محبین پر درود پڑھنا ہی ہے، اسی طرح آپ کے گنہگار شیعہ کے لیے استغفار کرنا ہے، ملائکہ ائمہ علیہم السلام کی اور ہمارے شیعہ کی تسبیح خوانی سے قبل کسی تسبیح وتقدیس کو بالکل نہ جانتے تھے۔‘‘ ①

ملائکہ کو اللہ تعالیٰ نے ولایت علی علیہ السلام کے باعث عزت سے نوازا ہے:

اللہ تعالیٰ نے ملائکہ کو عزت وشرف سے نہیں نوازا مگر علی علیہ السلام کی ولایت کو قبول کرنے کے باعث ہی۔ ②

شیعہ دوسرے شیعہ سے ملتا ہے تو فرشتوں کا باہمی مکالمہ:

جب کوئی شیعہ کسی دوسرے شیعہ سے تنہائی اختیار کرتا ہے تو محافظین فرشتے باہم یہ کہتے ہیں: ’’یہ ہمارے ساتھ الگ ہوئے ہیں، ان کا کوئی مخفی راز ہے اور بلا شبہ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں پر پردہ ڈال دیا ہے۔‘‘ ③

تعارض:

یہ تو اللہ تعالیٰ کے فرمان اقدس کی واضح تکذیب ہے:

﴿اِذْ یَتَلَقَّی الْمُتَلَقِّیَانِ عَنِ الْیَمِیْنِ وَعَنِ الشِّمَالِ قَعِیْدٌ۝ مَا یَلْفِظُ مِنْ

قَوْلٍ اِلَّا لَدَیْهِ رَقِیْبٌ عَتِیْدٌ ﴾[قٓ : ۱۷،۱۸]

”جس وقت دو لینے والے جا لیتے ہیں ایک دائیں طرف اور ایک بائیں طرف بیٹھا ہوا ہے (انسان) منہ سے کوئی لفظ نکال نہیں پاتا مگر کہ اس کے پاس نگہبان تیار ہے۔“

اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے یہ بھی فرمایا ہے:

﴿ اَمْ یَحْسَبُوْنَ اَنَّا لَا نَسْمَعُ سِرَّهُمْ وَنَجْوَاهُمْ بَلٰی وَرُسُلُنَا لَدَیْهِمْ یَكْتُبُوْنَ ﴾[الزخرف : ۸۰]

”کیا ان کا یہ خیال ہے کہ ہم ان کی پوشیدہ باتوں کو اور ان کی سرگوشیوں کو نہیں سنتے (یقیناً وہ برابر سن رہے ہیں) بلکہ ہمارے بھیجے ہوئے ان کے پاس ہی لکھ رہے ہیں۔“

قرآن کریم میں ملائکہ کے جتنے بھی نام وارد ہیں تو شیوخ شیعہ کے نزدیک ان سے مراد، ان کے بارہ ائمہ ہیں، اس لیے تو المجلسی نے یہ باب قائم کیا ہے:

” بَابٌ : أَنَّهُمْ عَلَیْهِمُ السَّلَامُ الصَّافُوْنَ وَالْمُسَبِّحُوْنَ، وَ صَاحِبُ الْمَقَامِ الْمَعْلُوْمِ، وَ حَمَلَةُ الْعَرْشِ ، وَ أَنَّهُمُ السَّفَرَةُ الْكِرَامُ الْبَرَةُ “

”باب ہے کہ بلا شبہ وہ (ائمہ) علیہم السلام ہی صفیں باندھنے والے اور تسبیحات پڑھنے والے، مقام معلوم کے صاحبین، عرش کو اٹھانے والے ہیں اور بلا شبہ وہی نیکو کار اور معزز لکھنے والے ہیں۔“④

سوال شیوخ شیعہ کا ایمان کے رکن ثالث یعنی ایمان بالکتب کے بارے میں کیا اعتقاد ہے ؟

جواب اس میں دو مسئلے ہیں:

پہلا مسئلہ:

شیوخ شیعہ اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے ان کے ائمہ پر کتابوں کو نازل فرمایا ہے، ان میں سے چند ایک:

① مصحف علی رضی اللہ عنہ:

ان کے شیخ الخوئی نے کہا ہے: ''بلا شبہ علی علیہ السلام کے مصحف کا وجود، موجودہ قرآن، جو سورتوں کی ترتیب کے ساتھ ہے کے بالکل مخالف ہے، اس میں ایسی اضافی باتیں بھی ہیں جو قران میں نہیں ہیں ان باتوں میں کسی قسم کا شک وشبہ بھی نہیں ہے۔''⑤

حاشیہ نمبر۸۲:

❶ بحار الأنوار، ج ۲۶/۳٤٤۔ ۳٤۹، جامع الأخبار لا بن بابویه، ص ۹۔
❷ تفسیر الحسن العکسری، ص ۱۵۳۔
❸ وسائل الشیعة، ج ۸/۵٦۳۔۵٦٤۔
❹ بحار الأنوار، ج ۲٤/۸۷۔
❺ البیان فی تفسیر القرآن لأبی القاسم الموسوی الخوئی، ص ۲۲۳۔

② کتاب علی رضی اللہ عنہ:

ان کی روایات نے یہاں تک بیان کیا ہے کہ:''وہ آدمی کی ران کی مثل ہے جب لپیٹ لی جائے۔''①

اور بلاشبہ وہ علی علیہ السلام کے اپنے ہاتھ کے خط سے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی املاء سے ہے۔''
②

③ مصحف فاطمہ رضی اللہ عنہا:

انھوں نے علی بن سعید سے روایت بیان کی ہے اس نے ابوعبداللہ علیہ السلام سے بایں الفاظ روایت کی ہے:''فاطمہ رضی اللہ عنہا نے جو چیز اپنے پیچھے چھوڑی ہے وہ قرآن تو نہیں ہے لیکن وہ

اللہ کا کلام ہے جو اس نے فاطمہ رضی اللہ عنہا پر نازل فرمایا تھا، جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے املاء کروایا تھا اور علی علیہ السلام کے خط سے ہے۔''[3]

اور ایک روایت میں یوں بھی ہے: ''ایک مصحف ہے جو تمھارے اس قرآن سے تین گنا ہے، اللہ کی قسم! اس میں تمھارے قرآن کا ایک حرف بھی نہیں ہے، وہ کہتا ہے میں نے دریافت کیا، یہ تو اللہ کی قسم! علم ہے، فرمایا: بلاشبہ یہ تو علم ہے اور وہ کہا ہوگا......''[4]

تعارض:

اس کے برعکس ایک روایت میں اس طرح ہے: ''مصحف فاطمہ رضی اللہ عنہ میں کتاب اللہ کی کوئی چیز نہیں ہے، وہ تو بلاشبہ وہ چیزیں ہیں جو صرف انھی پر اتاری گئی تھیں۔''[5]

حاشیہ نمبر۸۳:

1. بحارالأنوار، ج ٥١/٢٦۔
2. بصائر الدرجات الکبریٰ للصفار، ص ٤٥۔
3. بحار الأنوار، ج ٤٢/٢٦۔ بصائر الدرجات، ص ٤٢۔
4. أصول الکافی، ج ٢٣٩/١۔
5. بحار الأنوار، ج ٤٨/٢٦۔ بصائر الدرجات، ص ٤٣۔

تناقض:

انھوں نے ابو بصیر سے روایت بیان کی ہے اس نے ایک لمبی حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ روایت بیان کی ہے: ''پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی آئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" سَأَلَ سَائِلٌ بِعَذَابِ وَّاقِعٍ لِّلْكَافِرِينَ بِوِلَايَةِ عَلِيٍّ لَّيْسَ لَهُ دَافِعٌ مِنَ اللّٰهِ ذِي الْمَعَارِجِ "

''پوچھا ایک پوچھنے والے نے اس عذاب کے بارے میں جو علی کی ولایت کے منکرین پر واقع ہونے والا ہے، جسے کوئی بھی ہٹانے والا نہیں جو اس اللہ کی طرف سے ہے جو سیڑھیوں والا ہے۔''

وہ کہتا ہے میں نے دریافت کیا: ''میں آپ پر فدا ہو جاؤں ہم تو اسے اس طرح نہیں پڑھتے......تو فرمایا: اسی طرح ہی، اللہ کی قسم! جبرئیل نے اس کو محمد ﷺ پر نازل کیا ہے اور اسی طرح ہی، اللہ کی قسم! یہ مصحف فاطمہ میں ثابت شدہ ہے۔'' ①

اب ملاحظہ ہو اس مصحف کے نزول کی کیفیت:

ان کے مزعوم مصحف فاطمہ رضی اللہ عنہا کے متعلق ائمہ شیعہ کی بیان کردہ انتہائی مہارت والی وہ روایت آپ کی خدمت میں حاضر ہے: ابو بصیر سے مروی ہے، میں نے ابو جعفر محمد بن علی سے مصحف فاطمہ کے متعلق سوال کیا

''تو آپ نے فرمایا: ''یہ آپ رضی اللہ عنہا پر آپ کے باپ کی وفات کے بعد اتارا گیا تھا۔

میں نے پوچھا: ''اس میں قرآن میں سے کوئی چیز بھی ہے؟

تو فرمایا: ''اس میں قرآن میں سے کوئی چیز بھی نہیں ہے۔''

میں نے عرض کی: ''میرے سامنے اس کا کچھ بیان کریں۔''

فرمایا: ''اوراق کی لمبائی کے برابر زبرجد کے دو گتے تھے، اس کا عرض گلابی تھا۔

میں نے عرض کی: ''میں آپ پر فدا ہو جاؤں اس کے ورق کا میرے سامنے کچھ حال بیان کریں۔

فرمایا: ''اس کا ورق سفید موتی کا ہے، جسے کہا گیا، بن جا تو وہ بن گیا۔''

میں نے عرض کی: ''میں آپ پر فدا ہو جاؤں اس میں کیا کچھ ہے؟''

فرمایا: ''اس میں، جو کچھ ہو چکا، اور جو کچھ قیامت تک ہونے والا ہے، کی خبریں ہیں، اس میں آسمان، آسمان کی خبریں ہیں اور اس میں آسمان میں موجود تمام ملائکہ اور دیگر اشیاء کی تعداد ہے، اس میں اللہ تعالیٰ کے پیدا کردہ انبیاء و رسل اور غیر انبیاء کی کل تعداد ہے، ان کے نام اور جن کی طرف انھیں بھیجا گیا تھا کے اسماء مندرج ہیں، جنھوں نے انھیں جھٹلایا اور جنھوں نے انھیں مانا سبھی کے اسماء بھی ہیں، اس میں اولین و آخرین کے اللہ تعالیٰ کے تمام

پیدہ شدہ مومنین و کافرین کے اسماء درج ہیں، شہروں کے نام ہیں، زمین کے مشرق و مغرب میں پائے جانے والے ہر شہر کے حالات میں اس میں پائے جانے والے تمام مومنین کی تعداد ہے اور اس میں موجود تمام کافرین کی تعداد ہے، اور ہر جھٹلانے والے کے اوصاف کا بیان ہے۔

پہلی امتوں کے حالات اور ان کے واقعات کا بیان ہے، ان کے طواغیت بادشاہوں، ان کی مدت بادشاہت اور ان کی تعداد کا اندراج بھی ہے، ائمہ کے اسماء اور ان کی صفات کا بیان ہے اور پھر ہر ایک کی ایک ایک ملکیت میں موجود اشیاء کا بیان ہے، ان کے کبراء کے اوصاف کا بیان ہے اور مختلف ادوار میں ہونے والے سب لوگوں کا تفصیلی تذکرہ ہے۔

میں نے عرض کی: میں آپ پر فدا ہو جاؤں اور ادوار کتنے ہیں؟

فرمایا: پچاس ہزار سال اور یہ سات ادوار ہیں، اس میں تمام مخلوق الٰہی کے اسماء اور ان کی عمروں اور موت کے اوقات کا اندراج ہے، اہل جنت کیع اوصاف اور اس میں داخل ہونے والوں کی تعداد، دوزخ رسید ہونے والوں کی تعداد اور ان کے نام اور ان کے نام، اور پھر اس میں قرآن کا علم جس طرح وہ نازل ہوا تھا، اور تورات کا علم جس طرح وہ نازل ہوئی تھی اور انجیل کا علم جس طرح وہ نازل ہوئی تھی، زبور کا علم اور مزید تمام شہروں میں موجود تمام درختوں اور تمام ڈھیلوں کی تعداد......''[2]

حاشیہ نمبر۸۴:

❶ الکافی، ج ۵۷/۸۔

❷ دلائل الإمامة لأبی جعفر محمد بن رستم الطبری الشیعی، ص ۲۷۔۲۸۔

ارے دیکھنے والے! اس بے سرو پا بڑے مصحف کی کتنی جلدیں اور کتنے اوراق ہوں گے؟ بلکہ ایک راوی تو یہ بھی کہتا ہے: بے شک ان کے امام نے فرمایا ہے: ''میں نے ابھی تک تیرے سامنے وہ بھی بیان نہیں کیا جو دوسرے ورق میں ہے اور میں نے ابھی اس کے حرف کے متعلق کلام نہیں کیا۔''

④ وہ کتاب جو رسول اللہ ﷺ پر موت آنے سے قبل نازل ہوئی :

ان کے شیوخ نے ابو الصادق سے یہ روایت بیان کی ہے کہ اس نے فرمایا: ''بے شک اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ پر موت آنے سے قبل ایک کتاب نازل فرمائی تھی اور یہ فرمایا تھا، اے محمد! یہ کتاب تیرے اہل بیعت میں سے ستودہ صفات اور اعلیٰ نسب شخص کے نام تیری وصیت ہے تو پوچھا: اے جبرئیل! میرے اہل میں سے وہ ستودہ صفات اور اعلیٰ نسب شخص کون سا ہے؟ تو اس نے جواب دیا، علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور اس کتاب پر سونے کی مہریں بھی لگی ہوئی تھیں، اس کتاب کو نبی ﷺ نے علی رضی اللہ عنہ کے حوالے کیا اور ساتھ یہ حکم دیا کہ ان میں سے ایک مہر کو توڑے اور جو اس میں موجود ہو اس پر عمل کرے، تب آپ علیہ السلام نے ایک مہر کو توڑا اور اس میں موجود احکام پر عمل کیا، پھر اس کتاب کو آپ علیہ السلام نے اپنے بیٹے ''الحسن علیہ السلام'' کے حوالے کر دیا تو اس نے ایک مہر کو توڑا...... پھر اس طرح قیام المہدی علیہ السلام تک اسی طرح مسلسل چلتے آئے۔''①

وضاحتی نوٹ:

﴿ يُخْرِبُوْنَ بُيُوتَهُمْ بِاَيْدِيهِمْ وَاَيْدِي الْمُؤْمِنِيْنَ ﴾ [الحشر : ۲]

''وہ اپنے گھروں کو اپنے ہی ہاتھوں اجاڑ رہے ہیں اور مسلمانوں کے ہاتھوں سے بھی (برباد کروا رہے ہیں)۔''

رسول اللہ ﷺ تو یہاں پر، جیسا وہ گمان کر رہے ہیں، بذات خود پوچھ رہے ہیں، وہ ستودہ صفات شخص کون ہے؟ آپ ﷺ نے اسے نہیں پہچانا حتیٰ کہ آپ پر موت نازل ہو گئی، تو آپ ﷺ نے جس طرح کہ ان کی اس روایت میں ہے، لوگوں کے سامنے اس امر کا اعلان نہیں فرمایا کہ آپ کے اہل بیت میں سے وہ وصی اور نجیب کون سا فرد ہے؟ بلکہ آپ کو تو اپنی وفات کے وقت تک خود بھی معلوم نہیں ہوا تھا:

﴿ فَاعۡتَبِرُوۡا يٰۤاُولِى الۡاَبۡصَارِ ﴾ [الحشر : ۲]

''پس اے آنکھوں والو! عبرت حاصل کرو۔''

5 لوحِ فاطمہ رضی اللہ عنہا:

یہ شیوخ شیعہ کے اعتقاد کے مطابق اللہ تعالیٰ کی جانب سے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اتاری گئی ایک کتاب ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی صاحبزادی فاطمہ رضی اللہ عنہا کو ہدیہ کر دی تھی۔

انھوں نے ابو بصیر سے روایت کی ہے کہ ابو عبداللہ نے جابر بن عبداللہ سے لوح فاطمہ کے متعلق دریافت کیا تو جابر نے یہ جواب دیا:

''میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں آپ کی ماں فاطمہ کے پاس حیاتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں داخل ہوا تھا، میں نے اسے الحسین کی ولادت کی مبارکباد پیش کی، اس وقت میں نے ان کے ہاتھوں میں ایک لوحِ سبز دیکھی، مجھے خیال گزرا کہ یہ زمرد کی ہے۔

حاشیہ نمبر۸۵:

❶ دلائل الإمامة، ۲۷۔۲۸۔

❷ أصول الكافي، الكليني، ج ۱/ ۲۸۰۔

اس میں میں نے ایک کتاب ابیض دیکھی جو آفتاب کی رنگت سے مشابہ تھی...... اس کتاب میں یہ بھی تھا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''میں نے کسی بھی نبی کو مبعوث نہیں فرمایا کہ میں نے اس کے ایام کو مکمل کیا ہو اور میں نے اس کی مدت کو ختم کیا ہو مگر میں نے اس کا ایک وصی بنایا ہے، اور بلا شبہ میں نے تجھے تمام انبیاء پر فضیلت عطا کی ہے اور میں نے تیرے وصی کو تمام اوصیاء پر فضیلت عطا فرمائی ہے اور میں نے تجھے تیرے دونوں بہادر بیٹوں یعنی حسن اور حسین کے ساتھ عزت بخشی ہے اور میں نے حسن کو اس کے باپ کی مدت پوری ہونے کے بعد معدن علمی بنایا ہے...... ابو بصر نے کہا اگر تو اپنی زندگی میں اس حدیث کے سوا کچھ اور نہ بھی سنتا تو تجھے یہی کافی ہوتی، لہٰذا تو اس کی حفاظت رکھ مگر اس کے اہل سے۔''[2]

زبردست مصیبت:

انھوں نے اپنی اس مزعومہ کتاب میں ایک ایسی روایت بھی بیان کی ہے، جس نے ان کی عمارت کو بنیادوں ہی سے گرا دیا ہے اور ان کی تشیع کی چھت ان کے اوپر گر گئی ہے، انھوں نے یہ حکم لگایا ہے کہ علی علیہ السلام اوصیاء کی فہرست ہی میں شامل نہیں ہیں، انھوں نے اپنی روایت میں یوں بیان کیا ہے: ''میں فاطمہ علیہا السلام کے پاس داخل ہوا آپ کے سامنے ایک لوح تھی، جس میں آپ رضی اللہ عنہا کی اولاد میں سے اوصیاء کے نام موجود تھے، میں نے انھیں شمار کیا تو وہ بارہ تھے، ان کا آخری القائم تھا۔ ان میں سے تین محمد نامی تھے اور ان میں سے تین علی نامی تھے۔''②

6 صحیفہ فاطمہ رضی اللہ عنہا:

ان کے شیوخ کے اعتقاد کے مطابق اس صحیفے کی خوبیوں میں سے ایک یہ بھی ہے جس طرح کہ انھوں نے ابوعبداللہ بن جابر سے روایت بیان کی ہے کہ ''میں اپنی سیدہ فاطمہ بنت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس الحسن کی پیدائش کی مبارک باد دینے کے لیے حاضر ہوا، تب اس کے ہاتھ میں ایک سفید صحیفہ جو موتی سے بنا ہوا تھا، میں نے دریافت کیا، اے خواتین کی سیدہ! یہ صحیفہ کیا ہے جسے میں آپ کے پاس دیکھ رہا ہوں، آپ نے فرمایا: اس میں میری اولاد میں سے ائمہ کے اسماء ہیں، میں نے عرض کی: ذرا مجھے بھی عنایت فرما دیں تاکہ میں اس پر نگاہ ڈال لوں، تب آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ''رے جابر! اگر منع اور نہی نہ ہوتی تو میں ضرور پکڑا دیتی، لیکن اس کے متعلق منع کر دیا گیا ہے کہ اسے بجز نبی کے یا نبی کے وصی کے یا نبی کے اہل بیت کے کوئی اور نہ چھوئے......''③

حاشیہ نمبر۸۶:

❶ الکافی للکلینی، ج ۱/۵۲۷۔۵۲۸۔

❷ الکافی، ج ۱/۵۳۲۔

❸ بحار الأنوار، ج ١٩٣/٣٦، الاحتجاج للطبرسی، ج ٣٧٣/٢۔ عیون أخبار الرضا ٢٥،٢٤ إکمال الدین و تمام النعمة، ص ١٧٨ المحمد بن علی بن بابویه القمی الملقب بالصدوق۔

⑦ الاثنا عشر صحیفہ:

ان کے شیوخ نے ان کے شیخ ابن بابویہ القمی سے روایت لی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھ پر بارہ انگوٹھیاں اور بارہ صحیفے اتارے ہیں، ہر امام کا نام اس کی انگوٹھی پر اور اس کی صفات اس کے صحیفے میں مندرج ہیں۔“ ①

⑧ صحف علی رضی اللہ عنہ:

ان میں سے ایک ایک صحیفے میں انیس صحیفے ہیں، جنھیں رسول اللہ ﷺ نے ائمہ کے پاس محفوظ رکھا یا جنھیں انھیں بخشا۔ ②

انھوں نے روایت بیان کی ہے کہ ابو جعفر علیہ السلام نے فرمایا: ”میرے پاس ایک ایسا صحیفہ ہے جس میں انیس صحیفے ہیں، جنھیں رسول اللہ ﷺ نے عطا فرمایا ہے۔“ ③

⑨ صحیفہ ذوابہ سیف:

ابو بصیر سے مروی ہے، اس نے کہا، ابو عبداللہ نے فرمایا ہے: ”رسول اللہ ﷺ کے تلوار لٹکانے والے حلقے میں ایک چھوٹا سا صحیفہ تھا، اس میں چند ایسے حروف تھے جن میں سے ہر ایک حرف سے ایک ایک ہزار دروازہ کھلتا تھا۔ ابو بصیر نے کہا: ابو عبداللہ نے فرمایا ہے: ”اب تک اس میں سے صرف دو حرف ہی باہر آئے ہیں۔“ ④

⑩ سفید چمڑا اور سرخ چمڑا:

ابو العلاء سے مروی ہے اس نے کہا: میں نے ابو عبداللہ کو فرماتے ہوئے سنا ہے، بلا شبہ میرے پاس سفید چمڑا ہے، اس نے کہا، میں نے عرض کی: اس میں کونسی چیز ہے؟ فرمایا:

داؤد کی زبور، موسیٰ کی تورات، عیسیٰ کی انجیل، ابراہیم کے صحیفے اور حلال وحرام اور فاطمہ کا مصحف...... اور میرے پاس ایک سرخ چمڑا ہے اس نے کہا، میں نے پوچھا: ''سرخ چمڑے میں کون سی چیز ہے؟ فرمایا: اسلحہ، اسے صاف خون کے لیے کھولا جاتا ہے، اسے صرف صاحب تلوار ہی قتل کے لیے کھول سکتا ہے، اسے عبداللہ بن ابو یعفور نے کہا: اللہ تعالیٰ آپ کے احوال کی اصلاح فرمائے۔ کیا الحسن کے بیٹے اسے جانتے ہیں، فرمایا جی ہاں! اللہ کی قسم! وہ اس طرح جانتے ہیں جیسے وہ رات کو رات جانتے ہیں اور دن کو دن جانتے ہیں، لیکن وہ ایسے ہیں کہ حسد اور طلب دنیا انھیں انکار وجود پر آمادہ کر رہے ہیں۔

حاشیہ نمبر ۸۷:

❶ إكمال الدين لا بن بابويه، ص ٢٦٣ـ الصراط المستقيم للبياضی، ج ١٥٤/٢ـ
❷ بحار الأنوار، ج ٢٤/٢٦ـ بصائر الدرجات الكبرى للصفار، ص ٣٩ـ
❸ بحار الأنوار، ج ٢٤/٢٦ـ بصائر الدرجات الكبرى للصفار، ص ١٤٤ـ
❹ بحار الأنوار، ج ٥٦/٢٦ـ بصائر الدرجات الكبرى للصفار، ص ٨٩ـ

اور اگر وہ حق کو حق کے ذریعے سے طلب کریں گے تو ان کے لیے بہتر ہوگا۔ [1]

⑪ صحیفہ ناموس:

انھوں نے روایت بیان کی ہے کہ ان کے امام نے فرمایا ہے: '' بلا شبہ ہمارے شیعہ کے اسماء، ان کے باپوں کے اسماء لکھے ہوئے ہیں...... ہمارے علاوہ اور ان کے علاوہ کوئی ملت اسلام پر نہیں۔'' [2]

⑫ صحیفہ عبیطہ:

انھوں نے امیر المومنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے، آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''میرے پاس بہت سے صحیفے ہیں...... ان میں ایک ایسا صحیفہ بھی ہے جسے ''العبیطہ'' کہا جاتا ہے، عرب والوں پر اس سے شدید تر کوئی چیز وارد نہیں ہوئی اور بلا شبہ اس صحیفے میں ساٹھ ایسے قبائل عرب کا ذکر ہے جو باطل اور کھوٹے ہیں، ان کا اللہ کے دین میں کوئی حصہ

نہیں ہے۔“ ③

⑬ الجامعہ:

ان کے شیوخ نے ابوعبداللہ سے یہ فرمان روایت کیا ہے: ”بلا شبہ ہمارے پاس ”الجامعہ“ ہے۔ انھوں کیا معلوم کہ ”الجامعہ“ کیا ہے؟ اس نے کہا: ”میں نے عرض کی، میں آپ پر فدا ہو جاؤں، ذرا بتائیں کہ الجامعہ کیا ہے؟ فرمایا: وہ ایک صحیفہ ہے جس کا طول رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ کی لمبائی کے حساب سے ستر ہاتھ ہے اور اس میں رسول اللہ ﷺ کے دین مبارک سے املاء ہے اور علی علیہ السلام کی دست راست کی تحریر ہے، اس میں ہر حلال اور حرام موجود ہے اور اس میں ہر وہ بات موجود ہے، جس کی لوگوں کو حاجت ہے حتیٰ کہ خراش کے تاوان کا ذکر بھی ہے......“ ④

وضاحتی نوٹ:

بلا شبہ عجیب وغریب اور انوکھے نرالے امور میں سے ایک بات یہ ہے کہ یہ سب کی سب کتابیں اللہ تعالیٰ کی جانب سے نازل ہوئی ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ان سب کے لیے امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ اور آپ کے بعد ہونے والے ائمہ ہی کے لیے مختص فرمایا ہے لیکن یہ سب امت سے چھپا کر رکھی جائیں گی اور حتیٰ کہ تمھاری اپنی ذات سے بھی اے شیعو! ماسوائے قرآن اہل سنت کے، جس کی بابت تمھارے علماء تحریف اور نقص کا اعتقاد رکھتے ہیں، تو مذکورہ صورت حال میں تمھارے ائمہ کا ان تمام آسمانی خزانوں کو تم سے مخفی رکھنے کا کیا معنی مطلب ہوا؟

حاشیہ نمبر ۸۸:

❶ أصول الكافي، ج ١/٢٤٠،٢٤۔
❷ بحار الأنوار، ج ٢٦/١٢٣۔ بصائر الدرجات، ص ٤٧۔
❸ بحار الأنوار، ج ٢٦/٣٧۔ بصائر الدرجات، ص ٤١۔
❹ أصول الكافي، ج ١/٢٣٩۔ بحار الأنوار، ج٢٦/٢٢۔

اور آخری بات یہ بھی ہے کہ یہ سب کتابیں تمھارے المھدی المنتظر [1] کے پاس عرصہ بارہ سو سال سے محفوظ ومخزون ہیں، کیوں ؟ کیوں؟ کیا ادھر خبیث سبائی یہودیوں کا ہاتھ تو نہیں ہے جس نے تمھاری کتابوں میں ان روایات کو زبردستی داخل کر دیا ہے، انھوں نے تمھارے ائمہ کا نام لے کر جھوٹ بولا ہے اور ہم سبھی جانتے ہیں کہ مسلمانوں کی صرف ایک ہی کتاب ہے جسے قرآن مجید کہا جاتا ہے اور رہی بات کتابوں کی تعدد کی تو یہ یہودو نصاریٰ کی خصوصیات میں سے ہے تو تمھارے علماء یہود و نصاریٰ کی مشابہت سے کیوں نہیں روک رہے؟

دوسرا مسئلہ:

شیوخ شیعہ اس بات پر رکھتے ہیں کہ یہ ساری آسمانی کتابیں ان کے ائمہ کے پاس ہیں۔ان کے شیخ الکلینی [2] نے اس عنوان سے ایک باب باندھا ہے:

"بَابُ أَنَّ الْأَئِمَّةَ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ عِنْدَهُمْ جَمِيعُ الْكُتُبِ الَّتِيْ نَزَلَتْ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَ أَنَّهُمْ يَعْرِفُوْنَهَا عَلَى اخْتِلَافِ أَلْسِنَتِهَا"

"باب ہے اس بات کا کہ ائمہ علیہم السلام کے پاس وہ تمام کتابیں ہیں جو اللہ تعالیٰ کے پاس سے اتری ہیں اور بلا شبہ وہ ائمہ ان کتابوں کی زبانیں مختلف ہونے کے باوجود سب کو جانتے پہچانتے ہیں۔"

اور اس باب میں متعدد روایات ہیں:

سوال شیوخ شیعہ کے نزدیک ان میں سے کون افضل ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور انبیاء یا ان کے ائمہ؟

جواب ان کے ائمہ! بلکہ ان کے شیخ العلباء بن ذراع الدوسی یا الأسدی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مذمت بیان کرتا ہے اور یہ گمان کرتا ہے کہ آپ کو تو اس لیے مبعوث کیا گیا تھا کہ علی علیہ السلام کی طرف بلائیں لیکن آپ اپنی طرف بلاتے رہے۔"[3]

اور المجلسی نے ایک باب قائم کیا ہے:

” بَابُ: تَفْضِيْلِهِمْ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ عَلَى الْأَنْبِيَاءِ ، وَ عَلٰى جَمِيْعِ الْخَلْقِ، وَ أَخْذِ مِيْثَاقِهِمْ عَنْهُمْ وَ عَنِ الْمَلَائِكَةِ، وَ عَنْ سَائِرِ الْخَلْقِ، وَ أَنَّ أُولِي الْعَزْمِ إِنَّمَا صَارُوْا أُوْلِي الْعَزْمِ بِحُبِّهِمْ صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ“

”باب ہے اس بات پر کہ یہ (ائمہ) علیہم السلام جمیع انبیاء پر فضیلت رکھتے ہیں حتیٰ کہ ساری خلقت پر اور انبیاء سے، ملائکہ سے اور ساری مخلوق سے ان (ائمہ) ہی کے متعلق پختہ عہد لیا گیا تھا اور بلا شبہ اولوالعزم انبیاء انھی صلوات اللہ علیہم کی محبت کی وجہ سے اولوالعزم بنے ہیں۔“

پھر اس نے ۸۸ احادیث ذکر کی ہیں اور کہا ہے: ”اس باب میں اخبار و روایات“ بیروں از حد شمار است“ ہیں ہم نے اس باب میں قلیلے چند روایات ہی ذکر کی ہیں۔“ [4]

حاشیہ۸۹:

1. دیکھیے صراط الحق ، ج ۳۴۷/۳ لآیتھم المعاصر محمد آصف الحسینی، أعیان الشیعة، ج ۱/۱۵۴۔۱۸۴۔
2. أصول الکافی، ج۱/۲۲۷۔
3. رجال الکشی، ص ۵۷۱۔ بحار الأنوار، ج ۲۵/۲۰۵۔
4. بحار الأنوار، ج ۲۶/۲۶۷۔۲۹۸۔۳۱۹۔

سوال کیا اللہ تعالیٰ کی طرف سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجنے کے ساتھ اور قرآن کریم کو اتارنے کے ساتھ اس کی مخلوق پر حجت قائم ہو جاتی ہے، یا شیوخ شیعہ کے اعتقاد کے مطابق امام کے ساتھ ہوتی ہے؟

جواب صرف امام کے ساتھ ہی قائم ہوتی ہے۔

ان کا ثقہ الکلینی کہتا ہے:

" بَابُ أَنَّ الْحُجَّةَ لَا تَقُوْمُ لِلّٰهِ عَلٰى خَلْقِهٖ إِلَّا بِإِمَامٍ"
''باب ہے اس بات کا کہ اللہ کے لیے اس کی مخلوق پر حجت قائم نہیں ہوتی مگر امام کے ساتھ ہی۔''

پھر اس نے چار احادیث ذکر کی ہیں، ان میں سے:

" وَ لَوْلَانَا مَا عُبِدَ اللّٰهُ "
''اگر ہم نہ ہوتے تو اللہ تعالیٰ کی بندگی نہ ہوتی۔''

" لَولَاهُمْ مَا عُرِفَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ ......"
''اگر وہ نہ ہوتے تو اللہ عزوجل کی معرفت نہ ہوتی۔''[1]

اور المجلسی نے یہ اضافہ بھی کیا ہے:

" وَلَا يُدْرىٰ كَيْفَ يُعْبَدُ الرَّحْمٰنُ "[2]
''اور یہ بھی معلوم نہ ہوتا کہ رحمٰن کی عبادت گزاری کس طرح ہونی ہے۔''

سوال شیوخ شیعہ اپنے ائمہ پر نزول وحی کے متعلق کیا کہتے ہیں؟

جواب ان کا تو قاعدہ اور قانون یہ ہے کہ ائمہ وحی کے بغیر کلام ہی نہیں کرتے۔[3]

اور انھوں نے اپنے امام ابوعبداللہ سے یہ فرمان روایت کیا ہے: ''بے شک ہم میں سے کوئی ایسا ہوتا ہے کہ اس کے کان میں وحی ڈالی جاتی ہے اور بلاشبہ ہم میں سے کوئی ایسا ہوتا ہے کہ وحی اس کے خواب میں آتی ہے اور بے شک ہم میں سے کوئی ایسا ہوتا ہے کہ وہ زنجیر کی آواز سنتا ہے جو کسی تھال پر گرتی ہو، اور بے شک ہم میں سے کوئی ایسا بھی ہوتا ہے جس کے پاس جبرئیل اور میکائیل سے بھی عظیم تر صورت حاضر ہوتی ہے۔''[4]

اور ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا ہے:

''بے شک ملائکہ ہم پر ہمارے گھروں میں اترتے ہیں اور ہمارے بستروں پر کروٹیں

بدلتے ہیں اور وہ ہمارے دسترخوانوں پر حاضر ہوتے ہیں...... اور وہ ہر نماز کے وقت ہمارے پاس آتے ہیں تاکہ وہ ہمارے ساتھ مل کر نماز ادا کریں، ہم پر کوئی ایسا دن نہیں گزرتا اور نہ ہی کوئی شب گزرتی ہے مگر زمین والوں کی خبریں اور جو کچھ زمین پر ہوتا ہے وہ ہمارے پاس ہوتا ہے۔''[5]

اور الخمینی نے کہا ہے : اور بلا شبہ یہ ہمارے مذہب کی ضروریات میں سے ہے کہ ہمارے ائمہ کا وہ مقام و مرتبہ ہے کہ جس تک کوئی قریبی فرشتہ پہنچ سکتا ہے اور نہ ہی کوئی نبی مرسل ؟؟[6] اور ان کے نزدیک ضروری امر کا منکر کافر ہوتا ہے جیسے کہ قبل ازیں گزر چکا ہے۔

حاشیہ نمبر۹۰:

❶ أصول الكافي، ج ١/١٧٧،١٩٣۔

❷ بحار الأنوار، ج ٣٥/٢٨۔

❸ بحار الأنوار، ج ١٧/١٥٥،ج٥٤/٢٣٧۔

❹ بحار الأنوار، ج ٢٦/٣٥٨۔

❻ الخرائج والجرائح، ج ٢/٨٥٢ لقطب الدين الراوندى المتوفى سنة ٧٣ھ (وہ اس کتاب میں اپنے خیال کے مطابق ائمہ کے معجزات پر گفتگو کرتا ہے)

اور الخمینی نے یہ بھی کہا ہے: ''بلا شبہ امام کے لیے مقام محمود اور بلند ترین درجہ ہوتا ہے اور تکوینی خلافت بھی ہوتی ہے اس کی ولایت اور حکومت کے سامنے اس کائنات کا ذرہ ذرہ فروتنی اختیار کیے ہوتا ہے۔''[1] اور اس نے مزید ذکر کیا ہے کہ شیعی فقیہ تو موسیٰ اور ہارون علیہما السلام کے مرتبے میں ہوتا ہے۔[2]

اور ان کے شیخ جواد مغنیہ نے اس لیے یہ جسارت کی ہے کہ بلا شبہ الخمینی موسیٰ علیہ السلام سے افضل ہے۔[3]

سوال شیوخ شیعہ کا ارکانِ ایمان میں سے پانچویں رکن یعنی یوم آخرت پر ایمان کے بارے میں کیا عقیدہ ہے؟

جواب انھوں نے یوم آخرت کے بارے میں قرآن کریم کی آیات کی رجعت کے ساتھ تاویل بیان کی ہے، جس طرح ان شاء اللہ عنقریب اس کی تفصیل آئے گی، انھوں نے روایت بیان کی ہے: ''آخرت تو امام کے پاس ہے وہ اسے جہاں چاہے گا رکھے گا اور اسے جس کی طرف چاہے گا سونپ دے گا۔''④

سوال شیوخ شیعہ کے اعتقاد کے مطابق مومنوں کی موت کو آسان اور کافروں کی موت کو سخت کون بناتا ہے؟

جواب ان کا شیخ المجلسی کہتا ہے: اس بات کا اقرار واجب ہے کہ ابرار اور فجار (نیکوں اور بدوں) اور مومنین اور کفار کی موت کے وقت نبی کریم اور بارہ امام علیہ السلام حاضر ہوتے ہیں تو وہ مومنوں کو تو موت کی بے ہوشیوں اور سکرات میں آسانی پیدا کر کے نفع پہنچاتے ہیں، جبکہ منافقوں اور اہل بیعت سے بغض رکھنے والوں پر سختی کرتے ہیں اور اس کی کیفیت میں غور وفکر کرنا جائز نہیں ہے، بلا شبہ وہ حاضر ہوتے ہیں...... اسی طرح...... اصلی جسموں میں یا مثالی جسموں میں یا اس کے علاوہ۔''⑤

سوال شیوخ شیعہ کے اعتقاد کے مطابق میت کے لیے عذاب قبر سے امان کیا ہے؟

جواب اس کے لیے امان یہ ہے کہ اس کے ساتھ قبر حسین کی مٹی رکھی جائے اور اس کی خوشبو میں اور کفن میں اسے رکھا جائے۔ ⑥

حاشیہ نمبر ۹۱:

❶ الحکومة الإسلامية، ص ٥٢۔

❷ الحکومة الإسلامية، ص ٩٥۔

❸ الخمینی والدولة الإسلامية، ص ١٠٧۔

❹ أصول الكافی، ج ٤٠٩/١۔

❺ الاعتقادات للمجلسی، ص ٩٣۔٩٤۔

❻ وسائل الشيعة، ج ٧٤٢/٢۔ تهذيب الأحكام، ج ٢٧/٢، الاحتجاج، ص ٢٧٤، المصباح الكفعمی، ص ٥١١۔

تعارض:

امان تو صرف اور صرف اہل توحید کے لیے ہے جس طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿ اَلَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَ لَمۡ يَلۡبِسُوۡۤا اِيۡمَانَهُمۡ بِظُلۡمٍ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الۡاَمۡنُ وَ هُمۡ مُّهۡتَدُوۡنَ ﴾[الأنعام : ٨٢]

''جو لوگ ایمان رکھتے ہیں اور اپنے ایمان کو مشرک کے ساتھ مخلوط نہیں کرتے، ایسوں ہی کے لیے امن ہے اور وہی راہِ راست پر چل رہے ہیں۔''

سوال ان کے اعتقاد کے مطابق قبر میں میت کو رکھے جانے کے بعد سب سے اول سوال کون سا ہوتا ہے؟

جواب سب سے اول سوال جو بندے سے پوچھا جاتا ہے وہ ہے: ہم اہل بیت کی محبت [1] دونوں فرشتے اس سے ائمہ کے بارے میں اس کے عقیدہ کا سوال ایک ایک امام کے بارے میں پوچھتے ہیں، تو جب وہ ان میں سے کسی ایک کے متعلق بھی جواب نہیں دیتا تو وہ دونوں فرشتے اسے آگ کا ایک ستون مارتے ہیں جس سے اس کی قبر قیامت تک آگ سے بھری رہتی ہے۔ [2]

سوال کیا شیعہ کے اعتقاد کے مطابق قیامت سے پہلے اور موت کے بعد کوئی حشر پایا جاتا ہے؟

جواب جی ہاں! انھوں نے روایت بیان کی ہے کہ اللہ تعالیٰ ''القائم'' کے زمانے میں یا اس سے کچھ قبل مومنین کی ایک جماعت کا حشر کرے گا تاکہ ان کی آنکھیں اپنے امام کے دیدار سے اور اپنی حکومت سے ٹھنڈی ہو جائیں اور کافروں اور مخالفوں کی ایک جماعت کا بھی حشر کرے گا تاکہ دنیا ہی میں ان سے جلد انتقام لے لے۔'' [3]

سوال ان کے اعتقاد کے مطابق وہ کون سی ہستی ہے جسے میدان محشر کے لمبے قیام سے اور

پل صراط سے گزرنے سے مستثنیٰ رکھا جائے گا؟

جواب ایران کے شہر ''قم'' کے باشندے جو دولت صفویہ کا مرکز ہے، بلاشبہ وہ اپنی اپنی قبروں ہی میں محاسبہ کر لیے جائیں گے اور پھر اپنی قبروں سے سیدھے جنت کی طرف اکٹھے کیے جائیں گے۔ ④

اسی لیے شیوخ شیعہ اس شہر میں بہت بڑی تعداد میں غیر منقولہ جائیدادوں کے ڈیلر اور دلائل ہوئے ہیں۔

حاشیہ نمبر۹۲:

❶ بحار الأنوار، ج ۷۹/۷۲۔ عیون أخبار الرضا لا بن بابویه، ص ۲۲۲۔ اور رضا سے مراد علی بن موسیٰ الکاظم بن جعفر الصادق بن محمد الباقر بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب ہے، المتوفی سنۃ ۲۰۳ھ اور یہ ان کا آٹھواں امام ہے۔

❷ الاعتقادات للمجلسی، ص ۹۵۔

❸ الاعتقادات للمجلسی، ص ۹۵۔

❹ بحار الأنوار، ج ۲۱۸/۶۰۔ الکنی والألقاب لعباس القمی، ج ۷۱/۳۔

سوال شیوخ شیعہ کا ابواب جنت کے متعلق کیا اعتقاد ہے؟ اور یہ کس کے لیے ہوں گے؟

جواب انھوں نے ابوالحسن الرضا رضی اللہ عنہ سے یہ فرمان روایت کیا ہے کہ جنت کے آٹھ دروازے ہیں ان میں سے ایک ''اہل قم'' کے لیے ہے ان کے لیے مبارک باد ہے، پھر مبارک باد ہے، وہ تمام شہروں کے درمیان میں سے ہمارے بہترین شیعہ ہیں، اللہ تعالیٰ ان کی سرزمین میں ہماری ولایت وحکومت کو برقرار رکھے۔ ①

وضاحتی نوٹ:

تو ان کے معاصرین شیوخ میں سے ایک نے جو غیر منقولہ جائیداد کا ایک تاجر ہے جنت کے ان دروازوں کی تعدادیں، جو ''قم'' کے لیے کھلتے ہیں، اضافہ کیا ہے، اس نے الرضا علیہ السلام سے یہ فرمان روایت کیا ہے: ''جنت کے آٹھ دروازے ہیں، ان میں سے تین

اہل قم کے لیے ہیں پس مبارک باد ہے ان کے لیے، پھر ان کے لیے مبارکیں ہی مبارکیں ہیں۔‘‘ ②

اے عرب کے شیعو! تو پھر انتظار کس بات کا؟ اپنے جنت کے تین دروازوں کو پا لو، قبل اس سے کہ وہ تمھارے چہروں کے سامنے بند کر دیے جائیں؟

سوال شیوخ شیعہ کے اعتقاد کے مطابق روزِ قیامت لوگوں کا حساب کون لے گا؟

جواب ان کے ائمہ!!

ابو عبداللہ رحمہ اللہ سے یہ فرمان روایت کیا ہے، حالانکہ وہ اس سے بری الذمہ ہے، ہمارے پاس ہی پل صراط ہوگا اور ہمارے پاس ہی ترازو ہوگا اور ہمارے شیعہ کا حساب بھی ہمارے ہی پاس ہوگا۔‘‘ ③

پھر انھوں نے اس میں مزید حصہ ڈالا ہے اور ان کا شیخ الحر العاملی یہ کہتا ہے، بے شک ائمہ علیہم السلام کے اصول میں سے یہ بات بھی ہے کہ اس بات پر ایمان رکھا جائے کہ قیامت کے دن ساری مخلوق کا حساب ائمہ کے پاس ہوگا۔‘‘ ④

وضاحتی نوٹ:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ اِنْ حِسَابُهُمْ اِلَّا عَلٰى رَبِّىْ لَوْ تَشْعُرُوْنَ ﴾ [الشعراء: ١١٣]

’’ان کا حساب تو میرے رب کے ذمہ ہے اگر تمھیں شعور ہوتو۔‘‘

اور اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا ہے:

﴿ اِنَّ اِلَيْنَا اِيَابَهُمْ ۝ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا حِسَابَهُمْ ﴾ [الغاشية: ٢٥، ٢٦]

’’بے شک ہماری طرف ان کا لوٹنا ہے، پھر بے شک ہمارے ذمہ ہے، ان سے حساب لینا۔‘‘

حاشیہ نمبر۹۳:

❶ بحار الأنوار، ج ۲۸۹/۸، ج ۲۱۶/۵۷، ج ۲۱۵/۶۰۔۲۱۶۔ سفینة البحار للقمی، ج ۴۴۶/۱، الکنی والألقاب، ج ۷/۳۔

❷ أحسن الودیعة لمحمد مهدی الکاظمی الأصفهانی، ص ۳۱۳۔۳۱۴۔ بحار الأنوار، ج۲۲۸/۵۷۔

❸ رجال الکشی، ص ۳۳۷۔

❹ الفصول المهمة فی أصول الأئمة للعاملی، ص ۱۷۱۔

سوال شیوخ شیعہ کے اعتقاد کے مطابق انسان قیامت کے دن پل صراط کو کیسے عبور کرے گا؟

جواب ابو جعفر سے روایت ہے اس نے کہا: فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: ”اے علی! جب قیامت کا دن ہوگا تو میں، تو اور جبرئیل پل صراط پر بیٹھے ہوں، تو کوئی شخص بھی اسے عبور نہ کر سکے گا، مگر جس کے پاس ایک کتاب ہوگی جس میں تیری ولایت کا سرٹیفکیٹ اور لائسنس ہوگا۔“ ①

سوال ان کے اعتقاد کے مطابق وہ کون سی ہستی ہوگی جو جسے چاہے جنت میں داخل کر دے اور جسے چاہے دوزخ میں؟

جواب وہ علی رضی اللہ عنہ ہے، ہم گمراہی سے اللہ کی پناہ پکڑتے ہیں۔ شیوخ شیعہ نے یہ گمان کیا ہے کہ اللہ کے امام الرضا رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے: ”میں نے اپنے باپ کو اپنے آباء واجداد سے حدیث بیان کرتے ہوئے سنا ہے وہ علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا ہے: ”مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا، اے علی! تو ہی قیامت کے دن جنت اور دوزخ کی تقسیم کرنے والا ہے، تو دوزخ سے کہے گا، یہ میرے لیے اور یہ تیرے لیے ہے۔“ ②

یہ معاملہ علماء شیعہ تک بھی پہنچا تو انھوں نے یہاں تک کہا: ”بلا شبہ امیر المومنین علیہ السلام

بروز قیامت لوگوں کے قاضی اور حکم ہوں گے۔"③

انھوں نے یہ افتراء بھی باندھا ہے کہ ابو عبداللہ جعفر الصادق رحمہ اللہ نے فرمایا ہے :" جب قیامت کا دن ہوگا تو ایسا منبر رکھا جائے گا جسے پوری خلقت دیکھے گی، اس پر ایک شخص جلوہ افروز ہوگا، تو ایک فرشتہ اس کے داہنی جانب اور ایک فرشتہ اس کی بائیں جانب کھڑا ہو جائے گا تو داہنی طرف والا فرشتہ پکار کر کہے گا ، اے جمیع مخلوقات ! یہ ہیں علی بن ابو طالب صاحب جنت جسے چاہیں گے جنت میں داخل فرمائیں گے اور بائیں طرف والا فرشتہ پکار کر کہے گا، اے جمیع مخلوقات ! یہ ہیں علی بن ابی طالب دوزخ کے مالک جسے چاہیں گے اس میں داخل کریں گے۔"④

سوال اس شخص کے بارے میں جو اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سے جنت میں داخل ہوگا شیوخ شیعہ کیا عقیدہ رکھتے ہیں؟

جواب ان کے شیوخ کہتے ہیں :" شیعہ سب امتوں کے تمام لوگوں سے پہلے اس (۸۰) سال قبل جنت میں داخل ہو جائیں گے۔"⑤

حاشیہ نمبر۹۴:

❶ الاعتقادات لا بن بابویہ، ص ۹۵ (اسے دین الامامیہ بھی کہا جاتا ہے)

❷ عیون أخبار الرضا، ص ۲۳۹۔ بحار الأنوار، ج ۱۹۴/۳۹۔

❸ بحار الأنوار، ج ۲۰۰/۳۹۔ بصائر الدرجات الکبریٰ، ص ۱۲۲۔ ۴۱۴، تفسیر فرات، ص ۱۳۔

❹ علل الشرائع لا بن بابویہ، ص ۱۹۶۔ دیکھیے بحار الأنوار، ج ۲۰۰/۳۹۔ بصائر الدرجات الکبری، ص ۱۲۲۔

❺ المعالم الزلفی لھا شم البحرانی ص ۲۵۵۔

پھر ان کا یہاں تک بھی خیال ہے کہ یہ جنت صرف انھی کی ہے اور اس طرح روایت جاری کرتے ہیں :

"اِنَّمَا خُلِقَتِ الْجَنَّةُ لِأَهْلِ الْبَيْتِ، وَالنَّارُ لِمَنْ عَادَاهُمْ "①

’’یقیناً جنت تو اہل بیت ہی کے لیے پیدا کی گئی ہے اور دوزخ ان کے دشمنوں کے لیے۔‘‘

وضاحتی نوٹ:

انھوں نے یہود کی بالکل مشابہت اختیار کر لی ہے کیونکہ انھوں نے بھی یہ کہا تھا:

﴿ وَ قَالُوْا لَنْ يَّدْخُلَ الْجَنَّةَ اِلَّا مَنْ كَانَ هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى تِلْكَ اَمَانِيُّهُمْ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴾ [البقرة : ۱۱۱]

’’یہ کہتے ہیں کہ جنت میں یہود و نصاریٰ کے سوا اور کوئی نہ جائے گا، یہ صرف ان کی آرزوئیں ہیں، ان سے کہو کہ اگر تم سچے ہو تو کوئی دلیل تو پیش کرو۔‘‘

سوال قضاء وقدر پر ایمان کے متعلق شیوخ شیعہ کا کیا اعتقاد ہے؟

جواب ان کے شیخ المفید نے کہا ہے: ’’آل محمد ﷺ سے صحیح ثابت ہے کہ بندوں کے افعال اللہ تعالیٰ کے پیدا کردہ نہیں ہیں...... اور ابو الحسن علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ سے بندوں کے افعال کی بابت سوال کیا گیا، آپ سے کہا گیا، کیا یہ اللہ تعالیٰ کے پیدا کردہ نہیں؟ تو آپ علیہ السلام نے فرمایا، اگر وہی ان کا خالق ہوتا تو وہ ان سے اظہار براءت نہ کرتا، جبکہ اس نے تو یوں فرمایا ہوا ہے :

﴿ اَنَّ اللّٰهَ بَرِيْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ وَ رَسُوْلُهٗ ﴾ [التوبة : ۳]

’’کہ اللہ تعالیٰ مشرکوں سے بیزار ہے اور اس کا رسول بھی۔‘‘

ان کے ذاتی وجود کی تخلیق سے بیزاری کا اظہار وارد نہیں ہے صرف ان کے شرک اور گندے افعال سے بیزاری کا بیان ہے۔[2]

شیوخ شیعہ کی اپنے عقیدہ کی عدم تصریح بدستور جاری رہی کہ ان کا عقیدہ وہی ہے جو قضاء وقدر کے متعلق معتزلہ کا عقیدہ ہے حتیٰ کہ ان کے شیخ الحر العاملی نے اپنے اس قول سے

اس کی بھی صراحت کر دی۔

" بَابُ : أَنَّ اللّٰهُ سُبُحَانَهٗ خَالِقُ كُلِّ شَیْءٍ إِلَّا أَفْعَالَ الْعِبَادِ"

''اس بات کا باب ہے کہ اللہ سبحانہ ہر چیز کا تو خالق ہے ماسوائے بندوں کے افعال کے۔'' اور پھر یوں کہتا ہے:

" أَقُوْلُ مَذْهَبُ الْإِمَامِيَّةِ وَالْمُعْتَزِلَةِ أَنَّ أَفْعَالَ الْعِبَادِ صَادِرَةٌ عَنْهُمْ، وَ هُمْ خَالِقُوْنَ لَهَا "

''میں کہتا ہوں امامیہ اور معتزلہ کا مذہب یہ ہے کہ بندوں کے افعال انھی سے صادر ہوتے ہیں اور وہ خود ہی ان کے خالق ہیں۔''[3]

وضاحتی نوٹ:

الکلینی نے ابوجعفر اور ابوعبداللہ رحمہ اللہ سے روایت بیان کی ہے کہ ان دونوں نے فرمایا ہے: ''اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق پر اس سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے کہ وہ اپنی مخلوق کو گناہ کرنے پر مجبور کرے، پھر ان کے گناہوں کی پاداش میں انھیں عذاب دے، اللہ تعالیٰ تو اس سے کہیں بڑھ کر عزت والا اور قوت والا ہے کہ وہ کسی کام کا ارادہ فرمائے اور وہ کام نہ ہو، اور راوی نے کہا:

حاشیہ نمبر ۹۵:

1. المعالم الزلفی، ص ۲۵۱۔
2. شرح عقائد الصدوق، ص ۱۲۔۱۳ ملحق بکتاب أوائل المقالات۔
3. المفصول المهمة فی أصول الأئمة للعاملی، ص ۸۰۔۸۱۔

پھر ان دونوں سے سوال کیا گیا، کیا جبر اور قدر کے درمیان کوئی تیسرا درجہ بھی ہے؟ دونوں نے فرمایا، جی ہاں! آسمان وزمین کی درمیانی وسعتوں سے بھی زیادہ وسیع ہے۔''[1]

زبردست مصیبت:

ابوعبداللہ نے فرمایا ہے: ''ان قدا یہ کی تباہی ہو، کیا وہ اس آیت کو نہیں پڑھتے ہیں:

﴿ فَاَنجَیْنَاهُ وَاَهْلَهُ اِلَّا امْرَاَتَهُ قَدَّرْنَاهَا مِنَ الْغَابِرِیْنَ ﴾[النمل : ٥٧]

''پس ہم نے اسے اور اس کے اہل کو بجز اس کی بیوی کے سب کو بچا لیا، اس کا اندازہ تو باقی رہ جانے والوں میں ہم لگا ہی چکے تھے۔''

ان کی ہلاکت اور تباہی ہو، اللہ تبارک و تعالیٰ کے علاوہ وہ کون ہے جس نے اس کی تقدیر لکھی تھی۔ ②

وضاحتی نوٹ:

یہ روایت ''اثباتِ قدر'' میں ائمہ کے مذہب کی غمازی کر رہی ہے، اور بلا شبہ یہ قدیم شیعہ کے اثباتِ قدیر کے موقف کی طرف بھی اشارہ کر رہی ہے اور متاخرین شیعہ نے ان روایات سے بلا دلیل ہی روگردانی کی ہے ان کی دلیل بجز اس کے کوئی اور نہیں ہے کہ صرف اہل اعتزال کی تقلید ہے، اور پھر انھوں نے اپنے ہاں موجود روایات کثیرہ سے چشم پوشی بھی کر لی ہے جو ان کے موقف سے معارض ہیں بلکہ شیوخ شیعہ نے معتزلہ کی تقلید کرتے ہوئے مزید اضافے بھی کر لیے ہیں اور یہاں تک کہا ہے: ''بلا شبہ شیعی دین کے اصولوں میں سے ایک اصول ہے، العدل جو معتزلہ کے عقیدے کے بالکل برابر برابر ہے اور اس جملے کے معنی ہے: ''اللہ تعالیٰ کی تقدیر کا انکار۔''

ان کے شیخ ہاشم معروف نے کہا ہے: ''رہے امامیہ، تو عدل ان کے نزدیک ارکانِ دین میں سے ہے بلکہ اصول اسلام میں سے ہے۔'' ③

سب سے بڑی مصیبت:

ان کے بعض شیوخ سے یہ قول بھی وارد ہے جو اہل سنت کا قول ہے۔ ④

سوال اوصیاء کا قول کس نے اختراع کیا ہے؟ اور اوصیاء کی تعداد کتنی ہے؟ اور شیوخ شیعہ کے اعتقاد کے مطابق ان میں سے آخری کون ہے؟

جواب وہ پہلا شخص جس نے یہ قول اختراع کیا ہے وہ عبداللہ بن سبا یہودی ہے جیسے کہ پہلے گزر چکا ہے۔

حاشیہ نمبر ۹۶:

1. أصول الکافی، ج ۱/ ۱۵۹۔
2. بحار الأنوار، ج ۵/۵٦-۱۱٦۔
3. الشیعة بین الأشاعرة والمعتزلة، ص ۲٤۰، لهاشم معروف، عقیدة المؤمن لعبد الأمیر قبلان، ص ٤۳۔
4. دیکھیے عقیدہ الإمامیة، ص ٦۷-٦۸ لمحمد رضا المظفر جونجف کے کلیة الفقه کے پرنسپل هیں، عقائد الإمامیة الاثنی عشریة للزنجانی، ج ۳/۱۷۵-۱۷٦۔

ابن بابویہ القمی نے عقائد شیعہ کے ذکر میں یہ کہا ہے: ''وہ اعتقاد رکھتے ہین کہ ہر نبی کا ایک وصی ہوتا ہے جسے اللہ تعالیٰ کے حکم سے وصی بنایا جاتا ہے۔''

اور اس نے اوصیاء کی تعداد بھی ذکر کی ہے: ''ایک لاکھ چوبیس ہزار وصی ہیں۔''[1]

وضاحتی نوٹ:

ان کے شیخ المجلسی نے کہا ہے: ''اور علی علیہ السلام سب سے آخری وصی ہیں۔''[2]

تو اس کا معنی یہ ہوا کہ امیر المومنین رضی اللہ عنہ کے بعد کوئی وصی نہیں ہے اور یہ بھی ثابت ہو گیا کہ آپ رضی اللہ عنہ کے بعد امامت باطل ٹھہری، کیونکہ وہ وصی نہیں ہیں، یہ بات تو اثنا عشری مذہب کو اس کی بنیاد ہی سے گرا رہی ہے تو اس طرح ان کی عمارت بنیادوں سے گر گئی، تو کس طرح شیوخ شیعہ کو اس بات کی خبر نہ ہوئی، لیکن اللہ تعالیٰ نے بالکل سچ فرمایا ہے:

﴿ وَ لَوُ كَانَ مِنُ عِنُدِ غَيُرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوُا فِيُهِ اخُتِلَافًا كَثِيُرًا ﴾

[النساء : ۸۲]

''اگر یہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کی طرف سے ہوتا تو یقیناً اس میں بہت کچھ اختلاف پاتے۔''

سوال شیعی مذہب کے شیوخ کے نزدیک امامت کا کیا مرتبہ ہے؟

جواب ① وہ مثل نبوت ہے۔

انھوں نے کہا ہے:

" اَلْإِمَامَةُ مَنُصَبٌ الٰهِيٌّ كَالنُّبُوَّةِ "③

''امامت نبوت کی مثل الٰہی منصب ہے۔''

اسی لیے البحرانی نے امیر المومنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ پر یہ جھوٹ باندھا ہے کہ آپ نے فرمایا ہے:

" مَنُ لَّمُ يُقِرَّ بِوَلَايَتِيُ لَمُ يَنُفَعُهُ الْإِقُرَارُ بِنُبُوَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيُهِ وَسَلَّمَ "④

''جس نے میری ولایت کا اقرار نہ کیا اسے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا اقرار نفع مند نہ ہوگا۔''

② پھر انھوں نے غلو پسندی اور مبالغہ آمیزی میں یہاں تک کہا ہے: ''وہ نبوت سے بھی عظیم اور عالیشان ہے۔''

ان کے شیخ اور ان کے علامہ الجزائری نے کہا ہے'' امامت عامہ جو درجہ نبوت و رسالت سے بڑھ کر ہے۔''⑤

حاشیہ نمبر ۹۷:

❶ عقائد الصدوق، ص ١٠٦۔

❷ بحار الأنوار، ج ٣٤٢/٣٩۔

❸ أصل الشيعة و أصولها، ص ٥٨۔

❹ مقدمة تفسير البرهان، خالبحرانی، ص ٢٤۔ بحار الأنوار، ج ٣/٢٦۔

❺ زهر الربيع، ص ١٢ لنعمة الله عبد الله الحسينى الموسوى الجزائرى المتوفى سنة ١١١٢ھ

الکافی : ج ۱/ ۱۷۵ میں الکلینی کی بیان کردہ احادیث میں یہ بھی ہے کہ امامت مرتبہ نبوت سے بلند تر مقام ہے۔

۳۔ ایک اور جہت سے انھوں نے امامت کو ان تمام چیزوں میں سے عظیم ترین چیز قرار دیا ہے، جن کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو مبعوث فرمایا ہے۔

ان کے شیخ ہادی الطہرانی نے کہا ہے: ''بلا شبہ ان تمام دینی چیزوں میں سے عظیم ترین چیز جن کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو مبعوث فرمایا ہے بلا شبہ وہ امر امامت ہے۔''①

۴۔ امامت کے معاملے میں غلو پسندی اور مبالغہ آمیزی کے دروازوں میں سے انھوں نے کسی بھی دروازے کو نہیں چھوڑا مگر اس میں داخل ہو گئے ہیں حتیٰ کہ انھوں نے یہاں تک کہا ہے کہ امامت ارکان اسلام میں سے ایک ہے بلکہ ارکان اسلام میں سے سب سے عظیم رکن یہی ہے۔

الکلینی نے ابوجعفر سے روایت بیان کی ہے کہ اس نے فرمایا:

" بُنِیَ الْإِسْلَامُ عَلٰی خمسٍ : عَلَی الصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ، وَ الصَّوْمِ، وَ الْحَجِّ وَالْوِلَايَةِ، وَ لَمْ يُنَادَ بِشَیْءٍ كَمَا نُوْدِیَ بِالْوِلَايَةِ "②

''اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے، نماز پر، زکاۃ، روزے، حج اور ولایت پر، کسی بھی چیز کے ساتھ نہیں پکارا گیا جس طرح ولایت کے ساتھ پکارا گیا ہے۔''

الکلینی نے ہی ابوجعفر رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے اس نے کہا ہے: ''بلا شبہ اسلام کی بنیاد پانچ اشیاء پر رکھی گئی ہے، نماز پر، زکاۃ، حج، روزے اور ولایت پر۔'' زرارہ نے کہا: میں نے عرض کی، ان اشیاء میں سے کون سی چیز سب سے افضل ہے؟ فرمایا، ولایت سب سے

افضل ہے۔''[3]

ان کے شیخ آل کاشف الغطاء نے تو انھیں رسوا ہی کر ڈالا ہے اور یوں کہا ہے:

" إِنَّ الشِّيْعَةَ زَادُوْا فِيْ أَرْكَانِ الْإِسْلَامِ رُكْنًا آخَرَ، وَهُوَ الْإِمَامَةَ "[4]

سوال اگر تم ہمارے لیے کچھ ایسی عیدوں کا بھی ذکر کر دو جنھیں شیوخ شیعہ نے ایجاد کر لیا ہے تو بہت ہی اچھا ہو؟

جواب ان عیدوں میں سے سب سے مشہور عید جو انھوں نے ایجاد کی ہے وہ ''عید غدیر'' ہے ان کے شیخ عبداللہ العلایلی نے کہا ہے:

" إِنَّ عِيْدَ الْغَدِيْرِ جُزْءٌ مِّنَ الْإِسْلَامِ، فَمَنْ أَنْكَرَهُ فَقَدْ أَنْكَرَ الْإِسْلَامَ بِالذَّاتِ "[5]

''بلا شبہ عید غدیر اسلام کا ایک جزء ہے تو جس شخص نے اس کا انکار کر دیا تو یقیناً اس نے اسلام کے وجود کا ہی انکار کر دیا۔''

حاشیہ نمبر ۹۸:

1. ودایع النبوة لهادی الطهرانی، ص ۱۱۵۔ دیکھیے رسالة عين الميزان لال كاشف الغطاء، ص ٤۔
2. أصول الكافی، ج ۱۸/۲۔ ان کے معاصر شیخ عبدالهادی الفضل نے اپنی کتاب " التربية الدينية، ص ٦٣ میں کہا ھے: " بِأَنَّ الْإِمَامَةَ رُكْنٌ مِّنْ أَرْكَانِ الدِّيْنِ "''بلا شبہ امامت ارکان دین میں سے ایک رکن ہے۔'' یہ صاحب مملکت کی یونیورسٹیوں میں سے ایک یونیورسٹی میں پروفیسر ہیں۔''
3. أصول الكافی، ج ۱۸/۲۔
4. أصل الشيعة، ص ٥٨۔
5. الشيعة في الميزان لمحمد جواد مغنية رئيس الحكمة الجعفرية بيروت، ص ٢٥٨۔

اور پھر خمینی نے اسے ذوالحجہ کی اٹھارہ تاریخ کے ساتھ محدود بھی کر دیا ہے۔[1]

اور ان کی دیگر عیدوں میں سے، عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے ابو لؤلؤہ فارسی مجوسی کے

ہاتھوں قتل ہونے والی عید ہے، انھوں نے ابولؤلؤة کے لیے ''باب شجاع الدین''② کا نام بھی چنا ہے اور پھر ان کے شیخ الجزائری نے اس سلسلے میں ان کی کئی ایک روایات کو بھی ذکر کیا ہے③ اسی طرح وہ مجوسیوں کے کام کی طرح ''یوم النیروز'' کی بھی تعظیم کرتے ہیں۔④ جبکہ ان کی روایات نے اس حقیقت کا اعتراف کیا ہے کہ یوم النیروز فارسیوں کی عیدوں میں سے ہے۔⑤

سوال کیا شیوخ شیعہ کے نزدیک امامت عدد معین تک ہی محدود ہے؟

جواب شیوخ شیعہ کے شیخ اول عبداللہ بن سبا یہودی تو وصیت کے معاملے کو علی رضی اللہ عنہ پر ختم کرتا ہے۔⑥ لیکن بعد میں کچھ آنے والے آئے ہیں جنھوں نے اس وصیت کو آپ رضی اللہ عنہ کی پوری چھ اولاد کے لیے عام کر دیا ہے۔

رجال الکشی میں ہے: ''بے شک ''مومن الطاق'' یا ''شیطان الطاق'' وہ شخص ہے جس نے یہ قول پھیلانا شروع کیا تھا کہ امامت آل بیت کے مخصوص لوگوں ہی میں محصور ومحدود ہے!

اور جس وقت اس بات کا علم امام زید بن علی رحمہ اللہ کو ہوا تو آپ نے اسے بلایا اور پوچھا: ''مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ تو یہ خیال ظاہر کرتا ہے کہ آل محمد میں امام ایسا ہوتا ہے جس کی اطاعت واجب ہوتی ہے، تو ''مومن الطاق'' نے جواب دیا: جی ہاں! آپ کے باپ علی بن الحسین بھی ان میں سے ایک ہیں، تو آپ رحمہ اللہ نے جواب دیا، یہ کس طرح ہوسکتا ہے میرے باپ کی حالت تو یہ ہے کہ ان کے پاس روٹی کا لقمہ لایا جاتا ہے جو گرم ہوتا ہے وہ اسے اپنے ہاتھ میں لے کر ٹھنڈا کرتے ہیں پھر وہ میرے منہ میں ڈالتے ہیں، تو تیرا کیا خیال ہے جو مجھ پر لقمے کی حرارت کے معاملے میں شفقت کرتے ہیں کیا وہ دوزخ کی حرارت کے معاملے میں مجھ پر شفقت نہیں فرمائیں گے؟ مومن الطاق بولا: میں نے یہ عرض کی: وہ ناپسند کرتے ہیں کہ تجھے خبر دیں پھر تو انکار کر دے؟ تو اس طرح تیرے حق میں ان کی

سفارش نہیں ہوگی، نہیں ! اللہ کی قسم ! تجھ میں مشیت چالاکی کارفرما ہے۔"[7]

حاشیہ نمبر۹۹:

1. تحرير الوسيلة، ج ۱/۳۰۲-۳۰۳-۔
2. دیکھیے الكنى والألقاب، ج ۲/۵۵ لعباس القمی۔
3. دیکھیے الأنوار النعمانية ج ۱/۱۰۸۔
4. دیکھیے مقتبس الأثر، ج ۲۹/۲۰۲-۲۰۳ للأعلمی، بحار الأنوار، باب عمل يوم النيروز ج ۹۸/۴۱۹۔ وسائل الشيعة، باب استحباب صوم يوم النيروز والغسل فيه، ولبس أظف الثياب والطيب، ج ۷/۳۴۶۔
5. دیکھیے بحار الأنوار، ج ۴۸/۱۰۸۔
6. دیکھیے بحار الأنوار، ج ۳۹/۳۴۲۔
7. رجال الكشی، ص ۱۸۶۔ أصول الكافی، ج ۱/۱۷۴۔

وضاحتی نوٹ:

اس طرح "شیطان الطاق" نے امام کا جھوٹ گھڑا ہے جو شیعہ کے نزدیک دین داری کے اصولوں میں ایک اصول بن گیا ہے اور اس نے امام علی زین العابدین بن الحسین پر یہ تہمت بھی لگائی ہے کہ اس نے دین کی اساس کو چھپائے رکھا حتیٰ کہ اپنے لخت جگر زید سے بھی جو آل محمد ﷺ میں سے برگزیدہ شخصیت ہیں، اس طرح اس نے امام زید پر یہ تہمت لگائی ہے کہ وہ شیوخ شیعہ کے رذیل و کمینے پیروکاروں کے درجے تک بھی نہیں پہنچے کہ وہ اپنے باپ کی امامت پر ایمان رکھنے کے قابل ہی ہو جاتے...... اور علماء شیعہ ایسے لوگ ہیں جو اس خبر کو اپنی معتبر ترین کتب میں روایت کرتے ہیں اور اس میں یہ ببانگ دہل اعلان کرتے ہیں کہ شیطان الطاق اپنی گستاخی اور بے حیائی کے باوجود امام زید کے والد بزرگوار سے اس چیز کی معرفت پا رہا ہے جسے امام زید اپنے والد سے نہیں پا سکا اور پھر اس چیز کا تعلق بھی ان کے نزدیک اصول دین کی ایک اصل دور بنیادی بات سے ہے۔

سوال کیا شیوخ شیعہ کے نزدیک ائمہ کی تعداد میں اختلاف بھی ہے؟

جواب جی ہاں ! الکافی کی روایات میں یہ باتیں آئی ہیں جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے: ''بلاشبہ علی علیہ السلام ولایت کی بات مخفی طور پر کیا کرتے تھے جس سے چاہتے تھے اور المازندرانی الکافی کے شارح نے یہ بات کہی ہے: ''ائمہ المعصومین میں سے جس سے چاہتے تھے۔'' ①

تو اس روایت نے عدد کو محدود نہیں کیا اور نہ ہی اشخاص کو متعین و محدود کیا ہے گویا کہ یہ معاملہ اس زمانے تک غیر مستقر و غیر متعین ہی رہا، جس زمانے میں یہ روایت گھڑی گئی تھی۔

پھر شیوخ شیعہ کے ہاں اس معاملے نے ترقی پائی تو روایات معرض وجود میں آنے لگیں، جنھوں نے ائمہ کی تعداد کو سات بنایا، روایات کہتی ہیں:

'' سَابِعُنَا قَائِمُنَا '' ②

''ہمارے ساتویں امام، امام قائم ہیں۔''

الاسماعیلیہ کے نزدیک معاملہ یہاں پر پہنچ کر رک جاتا ہے، لیکن جب الموسویۃ یا القطعیۃ کے نزدیک ائمہ کی تعداد بڑھی جنھیں ''اثناعشریہ'' کا نام بھی دیا جاتا ہے تو یہ مذکورہ نص، اس طائفہ کے پیروکاروں کے ذہنوں میں شکوک وشبہات پیدا کرنے کا باعث بنی تب مذہب شیعی کے موسسین نے اس سے خلاصی اور چھٹکارا پانے کی کوشش کی اور اپنے پیروکاروں سے شکوک وشبہات کی نفی کرنے کے لیے مندرجہ ذیل روایت جاری کر دی:

حاشیہ نمبر۱۰۰:

❶ شرح جامع المازندرانی، ج ۹/ ۱۲۳۔

❷ رجال الکشی، ص ۳۷۳۔ بحارالأنوار، ج ۴۸/ ۲۶۰۔

داؤد الرقی سے مروی ہے کہتا ہے: ''میں نے ابوالحسن الرضا سے عرض کی: میں آپ پر قربان ہو جاؤں، اللہ کی قسم! میرے سینے میں آپ کے معاملے میں سے کچھ بھی داخل نہیں ہوتا، ماسوائے اس حدیث کے جسے میں نے ذریح کو ابوجعفر علیہ السلام سے روایت کرتے ہوئے سنا ہے، آپ نے مجھے کہا اور وہ کہا ہے؟ یہ کہتا ہے: میں نے اسے یہ فرماتے ہوئے سنا ہے:

"سَابِعُنَا قَائِمُنَا إِنْ شَاءَ اللّٰهُ"

"ان شاء اللہ ہمارا ساتواں (امام) ہمارا قائم ہے۔"

آپ نے فرمایا: "تو نے بجا فرمایا، ذریح نے بھی سچ کہا اور ابو جعفر نے بھی بالکل بجا فرمایا۔"

تو اس پر میرے شک وشبہہ میں مزید اضافہ ہو گیا، پھر آپ نے فرمایا: اے داؤد بن ابو خالد، اللہ کی قسم! کیا ایسے نہیں ہے، اگر موسیٰ (علیہ السلام) نے عالم سے ایسا نہ کہا ہوتا:

﴿ سَتَجِدُنِيٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ صَابِرًا ﴾ [الكهف : ٦٩]

"ان شاء اللہ آپ مجھے صبر کرنے والا پائیں گے۔"

آپ اس سے کسی چیز کی بابت بھی کوئی سوال نہ کرتے۔ اسی طرح ابو جعفر نے "ان شاء اللہ" نہ کہا ہوتا تو معاملہ ایسے ہی ہوتا جیسا اس نے کہا ہے، چنانچہ میں اس کے سامنے لا جواب ہو گیا۔"[1]

ان کے شیوخ نے اس بات کو اللہ تعالیٰ کی مشیت میں تبدیلی اور رائے کے اظہار کے باب سے قرار دیا ہے، جس طرح کہ تفصیلاً ان شاء اللہ یہ بات آگے آ رہی ہے۔ پھر شیوخ شیعہ کے نزدیک یہ معاملہ مزید ترقی پاتا گیا۔

الکافی میں روایات اس انداز کی بھی پائی جاتی ہیں کہ ائمہ کی تعداد تیرہ ہے؟ الکلینی[2] نے ابو جعفر سے یہ روایت بیان کی ہے آپ نے فرمایا: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے، بلاشبہ میں اور میری اولادیں سے بارہ اور تو اے علی! زمین کے مدار ہیں یعنی اس کے اوتاد (میخیں) اور پہاڑ ہیں، ہماری وجہ سے اللہ نے زمین کو گاڑا ہوا ہے کہیں وہ اہل زمین کو لے کر دھنس نہ جائے، تو جس وقت میری اولاد میں سے بارہ ختم ہو جائیں گے تو زمین، زمین والوں کو لے کر دھنس جائے گی، انھیں مہلت نہ دی جائے گی۔

تو یہ وہ نص ہے جو یہ داشگاف لفظوں میں بتا رہی ہے کہ ائمہ کی تعداد امام علی رضی اللہ عنہ کو

نکال کر بارہ ہے اور امام علی رضی اللہ عنہ کو ملا کر تیرہ بن جاتے ہیں، یہ بات تو اللہ کی قسم! شیعہ کی پوری بنیاد ہی کو اڑا رہی ہے ابوجعفر سے روایت ہے اس نے جابر سے روایت بیان کی ہے، اس نے فرمایا: ''میں فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس حاضر ہوا، آپ کے سامنے ایک لوح موجود تھی جس میں آپ کی اولاد میں سے اوصیاء کے اسماء تھے، میں نے گنے تو بارہ تھے، ان کے آخری القائم تھا۔''[3]

ان کی ضلالت کے بیان میں اس قدر ہی کافی ہے کہ میں اس روایت پر اختتام کیے دیتا ہوں۔

حاشیہ نمبر ۱۰۱:

❶ رجال الکشی، ص ۳۷۳-۳۷٤۔
❷ الکافی ج ۱/۵۳٤۔
❸ أصول الکافی، ج ۱/۵۳۲۔

جسے ان کے شیخ فرات الکوفی نے اپنی سند کے ساتھ روایت کیا ہے جو امام زید بن علی بن الحسین تک پہنچتی ہے، آپ نے فرمایا ہے: ''ہم میں سے معصوم پانچ ہیں، اللہ کی قسم! ان کا کوئی چھٹا نہیں ہے۔''[1]

زبردست مصیبت:

اے شیعی مذہب کے پیروکارو! کیا تم جانتے ہو کہ تمھارے علمائے کرام کتنے مہدیوں پر اعتقاد رکھتے ہیں؟

بلا شبہ یہ انتہائی عجیب وغریب اعتقادات ہیں جن پر تمھارے علماء عقیدہ رکھتے ہیں، بلاشبہ وہ کہتے ہیں، بے شک تمھارے ''القائم'' کے بعد بھی بارہ مہدی مزید ہوں گے!

انھوں نے عن جعفر عن آبائه عن علی رضی الله عنه سے ایک روایت بیان کی ہے، کہا: فرمایا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس رات کو جس میں آپ کی وفات ہوئی: اے ابوالحسن! ایک صحیفہ اور ایک دوات لاؤ، تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وصیت املاء کروائی۔''

اس میں یہ بات بھی ہے، آپ نے فرمایا: ''اے علی! بلا شبہ میرے بعد بارہ امام ہوں گے، اور ان کے بعد بارہ مہدی ہوں گے، تو ان بارہ اماموں میں سے سب سے اول ہے۔''

حدیث کو بیان کرتے ہوئے آگے یہ فرمایا: ''الحسن ② اسے اپنے صاحبزادے المستحفظ، جو کہ آل محمد ﷺ میں سے ہوں گے کے سپرد کر دے گا، تو یہ بارہ امام ہوئے، پھر اس کے بعد بارہ مہدی ہوں گے، تو جب اس کی وفات حاضر ہوگی تو وہ اسے اپنے صاحبزادے، جو کہ مہدیوں میں سے سب سے اول ہوں گے، کے حوالے کر دے گا، اس کے تین نام ہوں گے، نام میرے نام جیسا ہوگا، اس کے باپ کا نام بھی عبداللہ ہوگا اور تیسرا نام المہدی ہوگا اور وہ مومنوں میں سے سب سے اول ہوگا۔''③

الطّوسی نے روایت بیان کی ہے: بلاشبہ وہ گیارہ ہیں؟''

جس طرح کہ اس نے حکایت بیان کی ہے ابوحمزہ سے اس نے جعفر سے، بلا شبہ آپ نے فرمایا ہے: ''اے ابوحمزہ! بے شک ہم میں سے القائم کے بعد گیارہ مہدی ہوں گے۔''④

حاشیہ نمبر ۱۰۲:

❶ تفسیر الفرات، ص ۱۲۳۔

❷ یعنی، الإمام العسکری۔

❸ بحارالأنوار، ج ۱۳/۱۳۷۔

❹ کتاب الغیبة، ص ۲۸۵ للطوسی۔

سوال کیا ائمہ کی تعداد میں اختلاف کے سبب ایک دوسرے کی تکفیر بھی سامنے آتی ہے؟

جواب جی ہاں! یہ تو بہت زیادہ ہے، ہم اللہ تعالیٰ سے عافیت کا سوال کرتے ہیں، بطور مثال ملاحظہ ہو۔

سنہ ۱۹۰ھ میں ابوالحسن الثانی علی الرضا رحمہ اللہ کے دروازے پر ۱۶ آدمی اکٹھے تھے، تو ان میں سے ایک نے آپ سے کہا جسے جعفر بن عیسیٰ کہا جاتا تھا: ''اے میرے سید! ہم اللہ

تعالیٰ سے اور آپ [1] سے یہ شکوہ کرتے ہیں اپنے اصحاب کی طرف سے ہم جس مصیبت میں مبتلا ہیں، آپ نے دریافت فرمایا: ان کی طرف سے تم کس مصیبت میں ہو؟ جعفر نے عرض کی: اللہ کی قسم! وہ ہمیں زندیق کہتے ہیں، ہمیں کافر قرار دیتے ہیں اور ہم سے اظہار براءت کرتے ہیں۔

تب ارشاد فرمایا: ''بالکل اسی طرح علی بن الحسین کے اصحاب تھے اور محمد بن علی کے ساتھی تھے، اسی طرح جعفر اور موسیٰ صلوات اللہ علیہم کے اصحاب تھے، اسی طرح کے اصحاب دوسروں کو کافر قرار دیتے تھے، اسی طرح دوسرے انھیں کافر ٹھہراتے تھے...... یونس نے کہا: میں آپ پر فدا ہو جاؤں بلا شبہ وہ گمان کرتے ہیں کہ ہم زندیق ہیں۔'' [2]

یہ تو حال ہے ان کے ہراول دستے کا پھر ان لوگوں کا کیا حال ہوگا جو ان کے بعد آئے ہیں ان کے دورِ حاضر کے شیوخ شیعہ تک! اور اللہ عظیم و برتر نے کیا ہی سچ فرمایا ہے:

﴿ اِنَّهُمْ اَلْفَوْا آبَاءَهُمْ ضَالِّيْنَ ○ فَهُمْ عَلٰى آثَارِهِمْ يُهْرَعُوْنَ ﴾

[الصافات : ٦٩، ٧٠]

''یقین مانو! کہ انھوں نے اپنے باپ دادا کو بہکا ہوا پایا اور یہ انھی کے نشان قدم پر دوڑتے رہے۔''

سوال وہ کون سا راستہ ہے جس کے ذریعہ سے وہ ائمہ کی تعداد کو محدود کرنے والے قول میں، اپنے کیچڑ سے، اپنی عوام کے سامنے سے نکلتے ہیں؟

جواب ان کا قول: اس مسئلہ کے ساتھ، کہ مجتہد امام کی نیابت کرتا ہے۔'' اور باوجود اس کے، نیابت کی تحدید میں ان کے اقوال مختلف ہیں۔ [3]

اور اس زمانے میں، شیوخ شیعہ بالکلیہ اس اصل سے، جو ان کے دین کی اصل اور اساس ہے، نکلنے کے لیے مجبور ہو چکے ہیں، انھوں نے مملکت ایران کی حکومت کو اس طرز کی بنا لیا ہے جو طریق انتخاب سے مکمل ہوتی ہے۔ [4]

حاشیہ نمبر۱۰۳:

❶ نعوذ باللّٰه

❷ رجال الکشی، ص ۴۹۸۔ ۴۹۹۔

❸ الخمیینی والحکومة الإسلامیة لمغنیه، ص ٦٨۔

❹ الحکومة الإسلامیة، ص ٤٨۔

سوال اس شخص کا شیوخ شیعہ کے اعتقاد کے مطابق کیا حکم ہے جس نے ائمہ میں سے کسی ایک کی امامت کا انکار کر دیا؟

جواب ان کے شیخ المفید نے کہا ہے: ''امامیہ کا اتفاق ہے کہ جس شخص نے ائمہ میں سے کسی ایک کی امامت کا انکار کر دیا اور اس نے اس فرضی اطاعت کا انکار کر دیا جسے اللہ تعالیٰ نے اس امام کے لیے واجب ٹھہرایا ہے تو وہ کافر ہے، گمراہ ہے، اور آتش دوزخ میں ابدالاباد تک رہنے کا حقدار ہے۔''[1]

وضاحتی نوٹ:

یہ بات قبل ازیں گزر چکی ہے کہ وہ ایسے لوگوں کی روایات بھی قبول کرتے ہیں جو ان کے بہت سے ائمہ کا انکار کرتے ہیں؟ جیسے کہ فطحیہ کی روایات ہیں؟ مثلاً عبداللہ بن بکیر ہے اور واقفہ کی اخبار و روایات ہیں، مثلاً: سماعة بن مہران ہے اور الناووسیہ...... ان سب باتوں کے باوجود، ان فرقوں کے بعض آدمیوں کو شیوخ شیعہ نے ثقہ قرار دیا ہے، جن فرقوں نے ان کے بہت سے ائمہ کا انکار بھی کیا ہے؟

سوال صحابہ رضی اللہ عنہم کے متعلق رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور ائمہ شیعہ کا کیا مؤقف ہے جس طرح کہ شیعہ کی معتبر کتب میں وارد ہے؟

جواب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: ''اے اللہ! انصار کو معاف فرما دے، انصار کے بیٹوں کو معاف فرما دے، انصار کے بیٹوں کے بیٹوں کو معاف فرما دے، اے گروہِ انصار! کیا تم اس بات پر رضا مند نہیں ہو کہ تمھارے غیر تو بکریاں اور مال مویشی لے

کر واپس جائیں اور تم اس حالت میں واپس جاؤ کہ تمھارے حصے میں اللہ کے رسول آئے ہوں؟ انھوں نے کہا تھا: جی ہاں! ہم تو راضی ہیں، اس وقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا:

((اَلْأَنْصَارُ كَرِشِيْ وَ عَيْبَتِيْ، لَوْسَلَكَ النَّاسُ وَادِيًا، وَ سَلَكَتِ الْأَنْصَارُ شِعْبًا، وَ لَسَلَكْتُ شِعْبَ الْأَنْصَارِ، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْأَنْصَارِ))

''انصار میرے مخلص ساتھی اور ہم راز ہیں، اگر لوگ ایک وادی میں چلیں اور انصار ایک گھاٹی میں چل پڑیں تو میں انصار کی گھاٹی ہی میں چلوں گا، اے اللہ! انصار کی مغفرت فرما۔''②

اور علی رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا ہے: ''بلا شبہ میں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کو دیکھا ہے میں تم میں سے کسی ایک کو بھی ان کے مشابہ نہیں دیکھتا ہوں یقیناً وہ بکھرے بالوں کے ساتھ پراگندہ حالت میں صبح کرتے تھے، جبکہ سجدوں اور قیام کی حالت میں راتیں گزرتے تھے اور اپنی پیشانیوں اور اپنے رخساروں کے درمیان ہی خوش رہتے تھے...... جب اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان کی آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی لگ جاتی ہے حتیٰ کہ ان کے گریبان تر ہو جاتے ہیں اور وہ عذاب الٰہی سے ڈرتے ہوئے اور ثواب کی امید رکھتے ہوئے یوں ڈانواں ڈول رہتے ہیں جیسے تیز آندھی میں درخت ڈانواں ڈول رہتا ہے۔③

حاشیہ نمبر ۱۰۴:

❶ اوائل المقالات، ص ٤٤۔

❷ تفسیر منهج الصادقین، فی إلزام المخافلین لفتح الله الکاشانی، ج ٤/ ٣٤٠، الارشاد للمفید، ج ١/ ١٤٥۔ إعلام الوری للطبرسی، ص ١١٨، تفسیر القمی، ج ٢/ ١٧٧۔

❸ نهج البلاغة، ص ١٤٣۔ للشریف المرتضیٰ المتوفی سنة ٤٣٦ھ

اور آپ رضی اللہ عنہ نے یہ بھی فرمایا ہے: ''میں تمھیں اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بابت وصیت کرتا ہوں کہ انھیں سب وشتم نہ کرنا، بلا شبہ وہ تمھارے نبی کے ساتھی تھے، اور وہ

آپ ﷺ کے ایسے ساتھی تھے جنھوں نے دین میں کوئی ایک کام بھی نیا ایجاد نہ کیا تھا، انھوں نے بدعتی شخص کی توقیر و عظیم بھی نہ کی تھی، جی ہاں! آپ ﷺ نے مجھے ان کی بابت وصیت بھی فرمائی تھی۔'' ①

آپ رضی اللہ عنہ نے یہ بھی فرمایا ہے: ''سبقت لے جانے والے اپنی سبقت کے باعث کامیاب ہو گئے اور مہاجرین اولین اپنے فضل و شرف کے مقامات پا گئے۔''

اور آپ رضی اللہ عنہ نے انصار رضی اللہ عنہم کے متعلق یہ بھی ارشاد فرمایا ہے: ''جب انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو جگہ دی اور انھوں نے اللہ کی اور اس کے دین کی نصرت کی تو عربوں نے انھیں ایک ہی قوس سے پھینک مارا۔ یہودیوں نے بھی ان کے برخلاف باہم قسمیں کھا لیں، قبائل نے قبیلہ در قبیلہ ان پر حملے کیے، وہ دین کی خاطر فارغ ہو گئے، انھوں نے اپنے درمیان اور عربوں کے درمیان تعلقات کو منقطع کر دیا، انھوں نے دین کے علم کو کھڑا رکھا، انھوں نے مصائب و مشکلات کے کٹھن حالات میں بھی صبر کا دامن تھام کر رکھا، حتیٰ کہ عرب رسول اللہ ﷺ کے فرمانبردار اور مطیع بن گئے اور آپ نے ان میں اپنی آنکھوں کی ٹھنڈک پائی قبل اس سے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اپنی طرف قبض فرماتا۔ ②

زین العابدین رضی اللہ عنہ تو اپنی نماز میں ان کے لیے دعائیں کیا کرتے تھے اور یوں کہا کرتے تھے:

" اَللّٰهُمَّ وَ أَصْحَابُ مَحَمَّدٍ خَاصَّةً، اَلَّذِيْنَ أَحْسَنُوْا الصَّحَابَةَ، وَالَّذِيْنَ أَبْلَوْا الْبَلَاءَ الْحَسَنَ فِيْ نُصْرِهٖ...... اَللّٰهُمَّ وَ أَوْصِلْ إِلَى التَّابِعِيْنَ لَهُمْ بِإِحْسَانِ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْلَنَا وَ لِإِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَ بِالْإِيْمَانِ خَيْرَ جَزَائِكَ...... وَفَارَقُوْا الْأَزْوَاجَ وَالْأَوْلَادَ فِيْ إِظْهَارِ كَلِمَتِهٖ، وَ قَاتَلُوْا، الْآبَاءَ وَالْأَبْنَاءَ فِيْ تَثْبِيْتِ نُبُوَّتِهٖ......" ④

''اے اللہ! بہترین جزا کو پہنچا دے، احسان کے ساتھ تو ان کی پیروی کرنے

والوں تک بھی جو یہ کہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار! ہمیں بھی معاف فرما دے اور ہمارے ان بھائیوں کی بھی مغفرت فرما دے جو ایمان میں ہم سے سبقت لے گئے ہیں...... اور جنھوں نے بیویوں کو اور بچوں کو اس کے کلمہ کے اظہار و غلبے کے لیے چھوڑ دیا تھا، اور باپوں اور بیٹوں سے قتال کیا، آپ ﷺ کی نبوت کو مستحکم کرنے کے لیے۔"

امام جعفر الصادق رحمہ اللہ نے فرمایا ہے: "اصحاب رسول اللہ ﷺ بارہ ہزار کی تعداد میں تھے...... ان میں کوئی قدری دیکھا گیا اور نہ ہی کوئی مرجئ اور نہ ہی کوئی خارجی، نہ ہی کوئی معتزلی اور نہ ہی کوئی صاحب رائی (یعنی کتاب و سنت کے مقابلے میں اپنی خواہش نفسانی اور رائے نفسانی کی پیروی کرنے والا)...... ⑤

حاشیہ نمبر ۱۰۵:

❶ حياة القلوب للمجلسی ج ۶۲۱/۲۔

❷ نهج البلاغة، ص ۳۸۳۔ شرح نهج البلاغة لا بن أبی الحديد، ج ۱۱۷/۱۵۔ بحار الأنوار، ج ۱۰۴/۳۳۔

❸ الغارات لإبراهيم بن محمد الثقفی المتوفی سنة ۵۲۸۳ ج /۳۳۰۔ الأمالی للطوسی، ص ۱۷۳۔ شرح نهج البلاغة، ج ۸۸/۲۔

❹ صحيفة كاملة لذين العابدين، ص ۱۳، ۴۲۔ طبعة، طبی كلكته بالهند ۱۲۴۸ھ

اور الرضا رحمہ اللہ سے فرمان رسول اللہ ﷺ کی بابت استفسار کیا گیا:

"أَصْحَابِيْ كَالنُّجُوْمِ فَبِأَيِّهِمُ اقْتَدَيْتُمُ اهْتَدَيْتُمْ"

"میرے اصحاب ستاروں کی مانند ہیں، تم ان میں سے جس کی بھی پیروی اختیار کرلو گے ہدایت پر جاؤ گے۔"

اوراس فرمان رسول ﷺ کی بابت :

”دَعُوا لِیُ أَصُحابِیُ“

”تم میری وجہ سے میرے صحابہ کو چھوڑ دو۔“

توامرض رحمہ اللہ نے فرمایا: ”هٰذَا صَحِیُحٌ“ ①

الحسن العسکری رحمہ اللہ نے فرمایا ہے ، بے شک کلیم اللہ موسیٰ ﷺ نے اپنے رب سے سوال کیا : کیا انبیاء کرام کے اصحاب میں کوئی ایسے بھی ہیں جو باری تعالیٰ تیرے پاس میرے اصحاب سے زیادہ معزز و محترم ہیں ؟ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا : اے موسیٰ ! کیا تو جانتا نہیں ہے کہ محمد ﷺ کے صحابہ تمام رسولوں کے صحابہ میں سے اس طرح صاحبِ فضیلت ہیں۔جس طرح محمد ﷺ کی فضیلت و برتری تمام رسولوں اورنبیوں پر ہے۔ ② اور یہ فرمایا : ”بے شک جو آدمی آل محمد ﷺ سے ، آپ کی بہترین صحابہ سے یا ان میں سے کسی ایک سے بغض رکھتا ہےتو اللہ تعالیٰ اسے ایسا عذاب دے گا اگراس عذاب کو اللہ تعالیٰ کی مخلوقات کی تعداد کے برابر تقسیم کر دیا جائے تو وہ کبھی ہلاک کر دے۔“③

سوال شیوخ شیعہ نے ان روایات کوکس معنیٰ پر محمول کیا ہے؟اور کیا انھوں نے اسے اپنایا بھی ہے۔؟

جواب انھوں نے ان روایات کو”تقیہ“ پرمحمول کیا ہے۔ ④

کیونکہ یہ روایات ان کثیر روایات واخبار کے مقابلے میں قلیل ہیں جو کافر قرار دیتیں اورملعون ٹھہراتی ہیں، اس لیے وہ نہیں انھیں اختیار کرتے ، ان کے شیخ المفید فرماتے ہیں : ”جوتقیہ کے لیے نکلا ہے اس کی شیوخ سے مروی روایات بکثرت نہیں ہیں ، جس طرح کہ معمول سے روایات بکثرت ہے۔ ⑤

شیوخ شیعہ نے تقیہ کے متعلق اپنا عقیدہ اپنے ہاتھوں میں ایک کھلونا بنا رکھا ہے جدھر چاہتے ہیں اپنے ارادے کے موافق اسے ادھر پھیر لیتے ہیں اس میں انھوں نے اہل بیت کا

مذہب اختیار نہیں کیا بلکہ الکلینی ،المجلسی اور ان جیسے دوسروں کا مذہب اختیار کیا ہے ، جو مندرجہ ذیل حقائق سے واضح پر جائے گا۔

سوال کیا شیوخ شیعہ نے رسول ﷺ کے صحابہ کی مدح رستائش اور پیار ومحبت میں اپنے ائمہ کی اتباع اختیار کی ہے ؟اختصار سے بیان کر دیں۔

جواب نہیں ! یہ بات آپ کے سامنے مندرجہ ذیل دومسئلوں کی حقیقت جان لینے کے بعد اللہ تعالیٰ کے اذن سے واضح ہو جائے گی :

پہلا مسئلہ:

ان شیعہ یہ عقیدہ رکھتے ہیں ، رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد تمام مسلمان مرتد ہوگئے تھے ۔؟

حاشیہ نمبر۱۰۶:

❶ میزان أخبارالرضا لابن بابر ھے ج ۲/۸۷ ،بحار الانوار ج۲۸/۱۸

❷ تفسیر الحسن العسکری ص ۔۱۹۶۔

❸ تقیه کے متعلق ان کے عقائد ملا خطه فرمائیں ۔ کتاب هذا کے سوالات ۱۲۷۔۱۳۱ ۔

❹ تصیحیح الاعتقاد ص ۷۱ ۔

ان کے شیخ محمد رضا المظفر نے کہا ہے : البنی ﷺ فوت ہوئے تو ضروری تھا کہ سب مسلمان رہتے ۔تو میں اب نہیں جانتا ،تحقیق وہ تو سب اپنی ایڑیوں پر پلٹ گئے تھے ۔ [1]

بلکہ انھوں نے یہ بھی کہا ہے۔ انسانوں میں سے نبی ﷺ پر کوئی بھی ایمان نہیں لایا تھا: وہ سوائے ایک آدمی کے ، اور وہ شخص تھا جو اپنے ملک سے حقیقت کی تلاش میں نکلا تھا ......خبردار اور وہ ہے : ’’سلمان الفارسی رضی اللہ عنہ ۔‘‘ [2]

وضاحتی نوٹ :

دیکھولو : شیوخ شیعہ نے کس طرح تمام مسلمانوں پر ، صحابہ ، قرابت داروں اور آل بیت رضی اللہ عنہم میں سے کبھی پر ایڑیوں پو پلٹ جانے کا حکم لگا دیا ہے ، ہم اس گمراہی والوں سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔ شیخ شیعہ الشتری صحابہ رضی اللہ عنہم کے متعلق یہ کہتا ہے : محمد ص تشریف لائے اور آپ کے خلق کثیر کو ہدایت بخشی لیکن وہ آپ کی وفات کے بعد اپنی ایڑیوں پر پلٹ گئے۔ ③ انھوں ن یہ روایت بیان کی ہے کہ ابو جعفر نے فرمایا ہے ۔لوگ النبی ص کے بعد مرتد ہو گئے تھے بجز تین افراد کے ، میں نے دریافت کیا :اور وہ تینوں کون ہیں ؟ تب فرمایا :المقداد بن الاسود، ابو ذر الغفاری اور سلمان الفارسی ۔ ④

تعارض :

الفضیل بن یسار سے مروی ہے اس نے ابو جعفر یہ فرمان روایت کیا ہے :''بلاشبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح جبن قبض کر لی گئی تو سب کے لوگ اہل جاہلیت بن گئے ، بجز چار افراد کے یعنی علی ، اعقداد ، سلمان اور ابو ذر میں نے عرض کی : تو عمار؟ تب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : اگر تو ان لوگون کا ارادہ رکھتا ہے جن میں کوئی چیز بھی داخل نہیں ہوئی وہ تو یہی تینوں ہیں۔ ⑤

شیوخ کے لیے زبردست مصیبت :

حاشیہ نمبر ۱۰۷:

❶ السفيفة ص ۱۹ ۔

❷ كتاب الشيعة والسنة فى الميزان ص ۲۰ ۔ ۲۱ محاكمة بقلم س خ،نشر : ناوى الخاقانى ، دارالزهراء بيروت ۔

❸ إحقاق الحق وإزها الباطل ص :۳۱٦۔ للقافى الملانور الله اشوشترى الشترى التوفى سنة ۱۰۱۹۔

4 رجال الكشى ص ٦ الكافى كتاب الروضة ج ١٢/٣١٢-٣٢٢(مع شرح جامع اللمازندرانى)
5 تفسير العياشى ج ١/١-تفسير البرهان ج ٣١٩/١- تفسير الصافى للكاشانى ج ١/ ٣٠٥- بحارالانوار ج ٣٣٣/٢٢-

بلاشبہ یہ منحوس روایات شیوخ شیعہ پر اس بناڈالی تشیع کی حقیقت کو منکشف کر رہی ہیں۔کہ یہ لوگ اہل بیت کے اس طرح دشمن ہیں جس طرح یہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کے دشمن ہیں ۔ یہ روایات ان کی بے وقوفی اور ناسمجھی پر واضح دلیل ہیں کہ الحسن ،الحسین ، فاطمہ ، خدیجہ ، آل عقیل ، آل جعفر ، آل العباس اور آل علی رضی اللہ عنہم سبھی ہی اہل جاہلیت ہیں ، مرتب ہیں نعوذ باللہ؟؟

اے قاری ! کیا یہ اس بات پر واضح دلیل نہیں ہے کہ تشیع ایک پردہ ہے جس کی آڑ میں اسلام اور اہل اسلام کے خلاف خبیث اغراض کو پورا کرنے کی جسارت ہو رہی ہے اور بلاشبہ ان روایات کو گھڑنے والے شیوخ شیعہ صحابہ اور اہل بیت رضی اللہ عنہم سبھی کے دشمن ہیں؟

دوسرا مسئلہ:

شیوخ شیعہ کا اعتقاد ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی حیاتی ہی میں صحابہ رضی اللہ عنہم کی کثیر تعداد منافق تھی ۔النستری کہا ہے ۔ بلاشبہ ہو مسلمان ہی نہیں ہوئے تھے ۔ بلکہ ان کی اکثیریت رسول اللہ کے جاہ ومرتبہ کی رغبت رکھتے ہوئے زیر فرمان اور مطیع بن گئی تھی ...... بلاشبہ وہ سبھی نفاق کے کپڑوں پر اور بدعتی کی نشو ونما پر پیدا کیے گئے ہیں۔ ①

اور الکاشانی نے کہا ہے :ان کی اکثیریت باطن میں نفاق چھپائے ہوئے تھی وہ اللہ پر جسارت کرتے تھے اور غرور ومخالفت میں رسول اللہ ﷺ پر افترا کرتے تھے۔ ②

ان کے امام الخمینی نے کہا ہے۔صحابہ وہی تھے جنھیں منافقین کا نام دیتے ہیں۔ ③

مصیبت:

ان کے امام جعفر رحمہ اللہ نے کہا ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب بارہ ہزار تھے۔ ان میں کوئی ایک بھی قدری دیکھا گیا ہے، نہ ہی کوئی مرجئ، نہی کوئی خارجی، نہ ہی کوئی معتزل اور نہ کوئی اپنی خواہش اور رائے والا، وہ تورات اور دن کے رویا کرتے تھے۔[4]

حاشیہ نمبر ۱۰۸:

1. إحقائق الحق وازهاق الباطل ص ۳۔
2. تفسير الصافى ج ۱/٤۔
3. الحكومة الاسلامية ص ٦٩۔ دیکھیے علی ومناولوہ ص۱۲ للرکتور الرافقی نوری جعفر۔
4. كتاب الحفال للصدوق ٦٤٠۔ وفى الطبعة الافرى ج۲/٦٣٩۔٦٤٠۔

سوال اگر تم ابو بکر رضی اللہ عنہ کے بارے میں قدرے اختصار سے ائمہ کے عقیدہ کا بیان کردو تو؟

جواب یقیناً علی رضی اللہ عنہ پانچوں نمازیں ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں آپکی امامت پر راضی رہتے ہوئے فرمایا کرتے تھے، اور لوگوں کے سامنے اپنے اتفاق اور آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھ موافقت کا اظہار فرمایا کرتے تھے۔[1]

ان کے شیخ الطّوسی نے کہا ہے۔ یہ بات تسلیم شدہ ہے کہ یہی ظاہر ہے اور علی رضی اللہ عنہ سے یہ فرمان تو تواتر کے ساتھ منقول ہے:

﴿ خَيْرُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ بَعْدَ نَبِيِّهَا أَبُوْبَكْرٍ وَّ عُمَرُ ﴾[2]

''اس امت کے بہترین افراد اپنے نبی کے بعد، ابو بکر اور عمر ہیں۔''

اور آپ کا یہ فرمان، میرے پاس کسی ایسے شخص کو نہیں لایا جائے گا جو مجھے ابو بکر اور عمر پر فضیلت دیتا ہو مگر میں اسے تہمت لگانے والے کی مد لگاؤں گا۔ اور جب آپ رضی اللہ عنہ سے ابو بکر رضی اللہ عنہ کی خلافت کی بیعت کر لینے کے متعلق استفسار کیا گیا تو فرمایا:

'' لَوْ لَا أَنَّا رَأَيْنَا أَبَابَكْرٍ لَهَا أَهْلًا لَمَا تَرَكْنَاه ''

''اگر ہم ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اس خلافت کا اہل نہ دیکھئے تو ہم اسے ایسا نہ کرنے دیتے۔''

اور جب آپ سے یہی عرض کیا گیا، کیا آپ وصیت نہیں فرمائیں گے تو فرمایا تھا: جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وصیت فرمائی ہے وہی میں وصیت کرتا ہوں لیکن جب اللہ تعالیٰ لوگوں کے ساتھ خیر و بھلائی کا ارادہ فرماتے ہیں تو انھیں ان کے بہترین شخص پر جمع فرما دیا تھا۔ ⑥

اور آپ رضی اللہ عنہ یہ بھی فرمایا ہے، ابوبکر اور عمر دونوں میرے پیارے اور دونوں تیرے چچا ہیں، دونوں ہدایت کے امام اور اسلام کے شیخ ہیں، اور دونوں ہی قریش کے آدمی ہیں، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دونوں ہی مقتدی ہیں، جو شخص نے بھی ان دونوں کی اقتداء کر لی وہ بچالیا گیا اور جس شخص نے بھی ان دونوں کے آثار کی پیروی کر لی وہ صراط مستقیم کی ہدایت دے دیا گیا۔ ⑦

حاشیہ نمبر۱۰۹:

❶ الاحتجاج للطبری ص ۵۳ ، اسقیفة ص ۲۵۳ المعروف بکتاب سلیم بن قیس۔ مرآه العقول فی شرح أخبار آل الرسول للمجلی ص ۳۸۸۔
❷ تلخیص الشافی ص ۳٥٤۔
❸ الصوارم الهرقة ص ۲۵ للتستری ۔
❹ العیون والماسن للمجلسی ج ۱۲۲/۲ ـ ۱۲۳۔
❺ شرح نهج البلاغة ج ۱۳۰/۱،ج۴۵/۲ ، ج ٤٠/٦۔ دیکھیے الاحتجاج للطبرسی ص ۵۰۔
❻ الشافی فی لإ مامة ص ۱۷۱ لعلم الهدی المرتضیٰ علی بن الحسین۔
❼ تلخیص الشافی للطوسی ج ٤٢٨/٢ ،الصراط المستقیم إلی مستحقی التقدیم للبیافی ج ۱٤۹/۳۔

عراق سے کچھ لوگ علی بن الحسین کی خدمت میں حاضر ہوئے، تو انھوں نے ابوبکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم کے بارے میں کچھ باتیں کہیں، تو جب وہ اپنی گفتگو سے فارغ ہوئے تو آپ نے انھیں مخاطب کیا: کیا تم مجھے خبر نہیں دو گے کیا تمھیں ہو جو اول ہجرت کرنے

والے تھے۔

﴿ اُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِهِمْ وَاَمْوَالِهِمْ یَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا وَّیَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ اُوْلٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ﴾ [الحشر : ۸]

''جو اپنے گھروں سے اور اپنے مالوں سے نکال دیے گئے ہیں، وہ اللہ کے فضل اور اس کی رضامندی کے طلب گار ہیں اور اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول ﷺ کی مدد کرتے ہیں یہی راست باز لوگ ہیں۔''

﴿ وَالَّذِیْنَ تَبَوَّءُوا الدَّارَ وَالْاِیْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ یُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَیْهِمْ وَلَا یَجِدُوْنَ فِیْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّا اُوْتُوْا وَیُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓی اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ﴾ [الحشر : ۹]

''اور جنھوں نے اس گھر میں (یعنی مدینہ) اور ایمان میں ان سے پہلے جگہ بنالی ہے اور اپنی طرف ہجرت کر کے آنے والوں سے محبت کرتے ہیں اور مہاجرین کر جو کچھ دے دیا جائے اس سے وہ اپنے دلوں میں کوئی تنگی نہیں رکھتے، بلکہ خود اپنے اوپر انھیں ترجیح دیتے ہیں گو خود کو کتنی ہی سخت حاجت ہو وہ بولے ،نہیں ! فرمایا: کیا تم نے اظہار بے زاری نہیں کیا ہے کہ تم ان دونوں گروہوں میں سے ایک میں سے اور میں شہادت دیتا ہوں کہ تم ان لوگوں مین سے بھی نہیں ہو جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿ وَالَّذِیْنَ جَآءُوْ مِنْ بَعْدِهِمْ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِیْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ﴾ [الحشر : ۱۰]

''اور جو ان کے بعد آئیں جو کہیں گے کہ اے ہمارے پروردگار! ہمیں بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی جو ہم سے پہلے ایمان لا چکے ہیں اور ایمان داروں

کی طرف سے ہمارے دل میں کینہ (اور دشمنی) نہ ڈال، اے ہمارے اب بیشک تو شفقت ومہربانی کرنے والا ہے۔"

میرے پاس سے نکل جاؤ، اللہ تعالیٰ نے تمھیں (ظاہر) کر دیا ہے۔ [1]

ابو عبداللہ رضی اللہ عنہ نے ذکر کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بزات خود ابو بکر کا نام "الصدیق" رکھا ہے۔ [2]

ابو جعفر الباقر سے تلوار کا نہ زیور بنانے کے متعلق دریافت کیا گیا تو فرمایا: اس میں کوئی حرج نہیں ہے، بلاشبہ ابو بکر الصدیق نے اپنی تلوار کا ساز بنایا تھا، کہتے ہیں: میں نے پوچھا: آپ بھی الصدیق کہتے ہیں۔ جواب ارشاد فرمایا: جی ہاں الصدیق! جی ہاں الصدیق! جی ہاں الصدیق! جو اسے الصدیق نہ کہے تو اللہ تعالیٰ دنیا میں اور آخرت میں اس کی کسی بات کو سچا نہ کرے۔ کوفہ کے رؤساء اور اشراف میں سے، جنھوں نے زید کی بیعت کی تھی، کچھ لوگ آپ ابو بکر اوع عمر کے بارے میں کیا کہتے ہیں آپ رضی اللہ عنہ ارشاد فرمایا میں ان کے بارے میں ماسوائے خیر کے اور کچھ نہیں کہتا جس طرح میں نے ان دونوں کے بارے میں اپنے اہل بیت سے ماسوائے خیر کے کچھ نہیں سنا، انھوں نے نہ ہم پر ظلم کیا ہے اور نہی ہمارے سوا کسی اور پر، ان دونوں نے کتاب الٰہی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق عمل کیا ہے: تو جس وقت اہل کوفہ نے آپ رضی اللہ عنہ سے یہ گفتگو سنی تو آپ سے کنارہ کش ہوگئے اور آپ کو چھوڑ دیا کے بھائی الباقر کی طرف مائل ہوگئے تب زید رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

" اَفَضُونَا الْيَوْمَ ، وَلِذٰلِكَ سَمَّوْا هٰذِهِ الْجَماعَةَ بَالرَّافِضَةِ" [4]

"انھوں نے آج ہم سے کنارہ کشی کر لی اور ہمارا انکار کر دیا اس لیے لوگوں نے اس جماعت کا نام رافضہ رکھا۔"

حاشیہ نمبر ۱۱۰:

❶ كشف الغمة فى معرفة الأئمة ج ۷۸/۲ لعلى بن عيسىٰ بن أبى الفتح الأربلى

المتوفی سنة ٦٩٣ء، الصوارم المهرقة ص ٢٤٩ ، للتستری ،

❷ تفسير البرهان للبحرانی ج ١٢٥/٢۔

❸ الصوارم لمهراقة ص : ٢٣٥ ۔

❹ فامنح التواريخ ج ٥٩٠/٢۔تحت عنوان : أحوال الإمام زين العابدين ع۔للمرازتقی خاں سیبهر ۔

آپ ہی سے ان کے شیخ نشواں الحمیر ی نے یہ روایت کی ہے کہ جب ان لوگوں نے آپ سے کہا تھا۔ اگر آپ ان دونوں سے اظہار برداشت کریں تب تو ٹھیک ورنہ ہم آپ سے کنارہ کش بعد کر آپ کو چھوڑ دیں گے ۔تو آپ نے فرمایا تھا: اللہ اکبر، میرے باپ نے مجھے یہ حدیث بیان کی تھی کہ رسول اللہ ﷺ علی سے فرمایا تھا:

”إِنَّهٗ سَيَكُوْنُ قَوْمٌ يَدَّعُوْنَ حُبَّنَا، لَهُمْ نَبْزٌ يُعْرَفُوْنَ بِهٖ فَإِذَا لَقِيْتُمُوْهُمْ فَاقْتُلُوْهُمْ فَإِنَّهُمْ مُشْرِكُوْنَ، اِذْهَبُوْا فَأَنْتُمُ الرَّفِضَةُ“ ①

”بلاشبہ عنقریب ایک ایسی قوم ہوگی جو ہماری محبت کی دعویدار ہوگی وہ بد اخلاق اور کمینے ہوں گے جن سے وہ پہچانے جائیں گے تو جب تم ان سے ملو تو انھیں قتل کر دینا بلاشبہ وہ مشرک ہوں گے، جاؤ تم تو رافضی ہو۔“

سوال کیا شیوخ شیعہ نے ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں اپنے ائمہ کے اعتقاد کی اتباع اختیار کی ہے۔

جواب نہیں !! بلکہ شیوخ شیعہ نے تو ابو بکر رضی اللہ عنہ کے لیے کفر، فسق اور لعنت کا اعلان کیا ہے۔ اور اس ضمن میں انھوں نے اپنے ائمہ کی اتباع نہیں کی بلکہ آپ رضی اللہ عنہ کے متعلق اس طرح کی عقائد رکھتے ہیں۔

آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی بیشتر عمر کفر پر قائم رہتے ہوئے اور اوثان کی خدمت کرتے ہوئے گزار دی ہے۔ اصنام کی عبادت کرتے ہوئے گزاری ہے۔ ②

اور بلاشبہ آپ رضی اللہ عنہ کا ایمان تو یہود و نصاریٰ کے ایمان جیسا تھا۔ ③

اور آپ رضی اللہ عنہ کا ایک صنم تھا جس کی آپ عبادت کیا کرتے تھے۔ زمانہ جاہلیت میں اس کے سامنے سجدے کیا کرتے تھے اور حالت اسلام میں پوشیدہ طور پر ایسا کیا کرتے تھے، اور وہ اپنی اس حالت پر ہی چلتا رہا حتیٰ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوت کر لیے گئے تب اس نے اپنے مافی القلب کو ظاہر کر دیا۔ ④

اور شیوخ شیعہ نے آپ رضی اللہ عنہ کے باطن کو جھانک کر دیکھا تو ان کے سامنے یہ بات منکشف ہوئی کہ بلاشبہ وہ کافر ہے۔ ⑤

اور ان کے شیوخ المجلسی نے تو آپ رضی اللہ عنہ کے عدم ایمان پر پکا فیصلہ سنا دیا ہے۔ ⑦

اور بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو ابو بکر رضی اللہ عنہ کو اپنے ساتھ نماز میں صرف اس لیے سے کر گئے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خوف اور خطرہ تھا کہ مشرکین کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جگہ کی بابت مخبری کر دیں گے۔ ⑧

حاشیہ نمبر ۱۱۱:

❶ الحور العين للحمبرى ص ١٨٥ ۔

❷ اسے البیافی نے الصراط المستقیم ج ١٥٥/٣ میں ذکر کیا ھے اور الکاشافی نے علم الیقین ج ٧٠٧/٢ میں ذکر کیا ھے ۔

❸ بحار الأنوار ج ١٧٢/٢٥ ۔

❹ الكشكول لحبد الأملى ص ١٠٤ ۔

❺ الأنواز النعمانية لجزائرى ج ١١١/٢ ۔

❻ الاستغاثة فى بدع الثلاثة ص ٢٠ ـلأبى القاسم على بن احمد الكوفى الشيعى المتوفى سنة ـ ٣٥٢ ه

❼ مرآة العقول للجلى ج ٤٢٩/٣ـ٤٣٠ـ

❽ الطرائف فى معرفة مذهب الطوائف ص ـ٤٠١ لابن طاوس على بن طاوس الحسينى المتوفى سنة ٦٦٤ ـ

سوال عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے بارے میں ائمہ کا عقیدہ کیا ہے۔ بلاختصار ذکر فرمائیں۔

جواب علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے اور ان کا والی بنا اک ایسا والی جس نے دوسروں

کو سیدھا کیا اور خود بھی سیدھا رہا حتیٰ کہ دین مستحکم و مضبوط ہو گیا۔ [1]

النھج کے شارحین نے کہا ہے ۔جن میں سے اعیثم البحرانی اور الدنبلی بھی ہیں بلاشبہ وال سے مراد :عمر بن الخطاب ہیں اور ضَرَبَهُ بِجِرَانِهِ کے الفاظ میں کنایہ ہے وصف مستعار سے اس کے استقرار اور تمکن کی طرف جس طرح بیٹھے والا اونٹ اچھی طرح زمین پر بیٹھ جاتا ہے۔ [2] (اس پوری کیفیت کے لیے ترجمہ موزوں سے دین مستحکم و مضبوط ہو گیا۔)

آپ رضی اللہ عنہ کا عمر رضی اللہ عنہ کی بیعت کرنا:

علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے۔ جب آپ ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ نے عمر رضی اللہ عنہ کی طرف پیغام بھیجا اور پھر اسے والی بنا دیا، چنانچہ ہم نے بات کو سنا بھی، ہم نے اطاعت گزاری بھی کی ، اور ہم نے خیر خواہی بھی کی ، وہ پسندیدہ کردار والا تھا اور مبارک رائے والا تھا۔ [3]

اپنی صاجزادی ام کلثوم سے آپ کا نکاح کر دینا:

مؤرخین شیعہ کے سرخیل یعنی اُحمد بن ابو یعقوب نے اپنی نے تاریخ میں اس کا ذکر کیا ہے۔

علی رضی اللہ عنہ کا عمر رضی اللہ عنہ پر رومیوں سے خوف محسوس کرنا:

کیونکہ آپ لوگوں کے پشت پناہ اور سہارا، مسلمانوں کو جائے پناہ اور اصل العرب تھے، جب عمر رضی اللہ عنہ نے بنفس نفیس رومیوں سے لڑائی کرنے کے لیے خروج کا ارادہ فرمایا تو علی رضی اللہ عنہ سے مشورہ کیا۔ تب علی رضی اللہ عنہ نے یہ فرمایا تھا۔ بلاشبہ آپ جب دشمن کی طرف بنفس نفیس ہی چل پڑیں گے تاکہ ان سے سامنا کریں ، مصیبت زدہ ہو سکتے ہیں تو اس طرح مسلمانوں کے پاس دور دراز کے ،علاقوں تک کوئی آڑ اور پناہ نہ رہے گی، آپ کے پیچھے مسلمانوں کے پاس کوئی مرجع (لوٹنے کی جگہ) نہیں بچے جس طرف وہ رجوع کر سکیں،

لہٰذا آپ ان رومیوں کے مقابلے کے لیے کسی ماہر جنگجو آدمی کو ہی روانہ فرما دیں اور اس کے ہمراہ تجربہ کار اور خیر خواہ افراد کو بھیج دیں اور اگر تو اللہ تعالیٰ نے اسے غالب فرما دیا تو وہی چیز ہوگئی جسے آپ پسند کرتے ہیں اور اگر دوسری صورت ہوئی تو آپ لوگوں کے پشت پناہ اور مسلمانوں کی جائے پناہ تو ہوں گے۔

حاشیہ نمبر۱۱۲:

❶ نهج البلاغة تحقيق الصالح ص ٥٠٧ ، تحقيق عبده ، ج ١٠٧/٤ ، حصائص الأ تمة ص : ١٢٤ـلأبی الحسن محمد بن الحسين البوسوی البغداوی التوفی، ٤٠٦ـ اس میں وہ امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کی زندگی اور فرمدات کے حوالے سے اپنے اعتقاد کے مطابق بات چیت کرتا ہے۔

❷ شرح نهج البلاغة لابن الميشع ج ٤٦٣/٥ ، الدرة الحجفية للدبنلی ص ٣٩٤ یہ بھی نہج البلاغۃ کی شرح ہے۔

❸ الغارات ج ٣٠٧/١ ـ لإبراهيم بن محمد الثقفی المتوفی ٢٨٣ء ـ

❹ تاريخ اليعقوبی ج ١٤٩/٢ـ١٥٠ـ لأحمد بن أبی يعقوب بن جعفر الشيعی المتوفی ٢٨٤ء، دیکھیے انعروع من الکافی ج ٣٤٦/٥ـ تهذيب الأحكام ج ١٦١/٨، مناقب آل طالب ج ١٦٢/٣ـ الشافی ص : ١١٦ لعلم الهدی ـ

ایک روایت میں ہے: علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے: بلاشبہ عجمی لوگ اگر وہ کل آپ کو دیکھ لیں گے، وہ کہیں گے۔ یہ عربوں کی اصل اور بنیاد ہے جب تم اس کا قلع قمع کرو گے تو راحت پاسکو گے۔[1]

علی رضی اللہ عنہ کی تمنا کہ وہ عمر رضی اللہ عنہ جیسے عمل لے کر اللہ سے ملے:

جب ابولؤلؤۃ المجوسی الفارسی نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو خنجر مارا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دو چچا زاد بھائی یعنی علی بن ابی طالب اور عبداللہ بن عباس (رضی اللہ عنہم) آپ کے پاس آئے، ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ہے:

''ہم نے ام کلثوم بنت علی بن ابی طالب کی آواز سنی جو کہہ رہی تھی وَاعُمَرَاہ اور اس

کے ساتھ دیگر خواتین بھی تھیں جو رو رہی تھیں، پورا گھر آہ وبکا سے گونج رہا تھا۔''

تب ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اللہ کی قسم! بلاشبہ تیرا اسلام بھی عزت والا تھا، اور تیری امارت بھی فتح وکامرانی والی تھی، یقیناً تو نے روئے ارض کو عدل وانصاف سے معمور کر دیا ہے تب عمر رضی اللہ عنہ بولے اے ابن عباس کیا تو میرے لیے ان باتوں کی شہادت دیتا ہے تو راوی نے کہا: گویا کہ آپ نے شہادت دینے کو ناپسند کیا لہٰذا قدرے توقف کیا، تو فوراً علی رضی اللہ عنہ نے آپ سے مخاطب ہو کر کہا کہہ دو جی ہاں! اور میں بھی تیرے ساتھ ہوں چنانچہ اس نے کہا: جی ہاں! اور ایک روایت میں یوں بھی ہے: علی نے میرے دونوں کندھوں کے درمیان ہاتھ مارا اور فرمایا: ''گواہ بن جاؤ۔''②

''اور جب عمر رضی اللہ عنہ کو غسل اور کفن دے دیا گیا تو علی علیہ السلام داخل ہوئے تو فرمایا: زمین پر کوئی بھی ایسا نہیں ہے کہ جسے میں پسند کرتے ہوں کہ مس اس کے نامۂ اعمال کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کروں مگر یہ شخص جو تمھارے سامنے کفن میں لپٹا ہوا ہے۔''③

المجلسی سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرماں افسوس۔

'' اَللّٰهُمَّ أَ زَّالإِسُلَامَ بِعُمَرَ بُنِ الُخَطَّاب ''

''اے اللہ! تو عمر بن الخطاب کے ساتھ اسلام کو عزت عطا فرما:'' کے متعلق سوال کیا گیا تو کہنے لگا: یہ خبر صحیح ہے یہ تو محمد الباقر علیہ السلام مروی ہے۔④

عمر رضی اللہ عنہ کا اکرام آل بیت رضی اللہ عنہم:

بلاشبہ عمر رضی اللہ عنہ الحسین رضی اللہ عنہ کو اپنے بیٹے عبداللہ رضی اللہ عنہ پر فضیلت دیا کرتے تھے، حتیٰ کہ آپ رضی اللہ عنہ نے الحسین رضی اللہ عنہ کے متعلق اپنا وہ مشہور فرمان بھی کہا تھا: اور کیا تمھارے علاوہ کسی اور کے سر پر بھی بال اگے ہیں۔''⑤

حاشیہ نمبر۱۱۳:

❶ نهج البلاغة تحقيق صبحي الصالح ص: ١٩٣ـ،٢٠٣، ٢٠٤ ـ

❷ شرح النهج ج ١٤٦/٣ ـ
❸ كتاب الشافي لعلم الهدى ص : ١٧١ ، ومعاني الأخبار تلصدوق ص ١١٧ ـ
❹ بحار الأنوار ج ٤ كتاب السماء والعالم ـ
❺ شرح نهج البلاغة لابن أبي الحديد ج ١١٠/٣ ـ

سوال کیا شیوخ شیعہ نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے متعلق اپنے ائمہ کے اعتقادات کی پیروی کی ہے۔

جواب نہیں! بلکہ انھوں نے تو کفر، فسق اور لعنت کا اعلان کیا ہے امیر المؤمنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے لیے، اور آ کے متعلق جن باتوں کا وہ اعتقاد رکھتے ہیں چند ایک یہ بھی ہیں۔

بے شک عمر رضی اللہ عنہ کی وبر (مقعد) کے لیے میں ایسی بیماری لگی ہوئی تھی جو مردوں کے پانی کے بغیر سکون نہ پاتی تھی اور آپ رضی اللہ عنہ ان لوگوں میں سے تھے جو قوم لوط کا عمل کرواتے تھے۔ ①

شیوخ شیعہ یہ بھی گمان کرتے ہیں کہ عمر رضی اللہ عنہ کافر تھے، وہ باطن میں کفر کو چھپاتے تھے اور اسلام کو ظاہر کرتے تھے۔ ②

وہ یہ بھی خیال کرتے ہیں کہ عمر رضی اللہ عنہ کا کفر اگر ابلیس کے کفر سے شدید نہیں ہے تو اس کے مساوی ضرور ہے۔ ③

الدولۃ الصفویۃ کے شیخ المجلسی نے کہا ہے عاقل کے لیے کوئی اور راستہ ہے ہی نہیں کہ وہ عمر کے کفر میں شک کرے، اس پر اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی لعنت ہو۔ اور ہر اس شخص پر لعنت ہو جس اسے مسلمان اعتبار کرتا ہے اور ہر اس شخص پر بھی لعنت ہو جو اس پر لعنت کرنے سے باز رہتا ہے۔ ④

شیوخ شیعہ تو آپ رضی اللہ عنہ کے یوم شہادت پر جشن مناتے ہیں اور اسے عید کا دن قرار دیتے ہیں۔ ان کے ہاں اس دن کے لیے بہتر ۷۲ سے بھی زائد نام ہیں۔ ان میں سے چند

ایک ملاحظہ ہوں:

﴿ يَوْمُ تَنْفِيسِ الْكُرْبَة ﴾

''مصیبت سے چھٹکارا پانے کا دن۔''

﴿ يَوْمُ نَدَامَةِ الظَّالِم ﴾

''ظالم کی ندامت کا دن۔''

﴿ يَوْمُ فَرَحِ الشِّيْعَةِ ﴾

''شیعہ کی مسرت وفرحت کا دن'' اور پھر وہ بہت سے نغمے اور اشعار ذکر کرتے ہیں جنھیں ان عیدوں کے ایام میں پڑھا جاتا ہے۔ ⑤

یہ لوگ ابولؤلؤۃ کو ''بابا شجاع الدین'' کے لقب سے یاد کرتے ہیں۔ بلکہ اللہ سے یہ دعائیں بھی مانگتے ہیں کہ اللہ انھیں اسی کے ساتھ حشر کرے۔ ⑥

آخر میں یہ بھی سن لیں۔ شیخ الصفویین المجلسی نے کہا ہے۔ اس کے ایمان ظاہر کرنے کے بعد بلاشبہ اس کے کفر پر اجماع ہو چکا ہے۔ ⑦

حاشیہ نمبر ۱۱۴:

❶ الأنوار النعمانية ج ٦٣/١۔

❷ الصراط المستقيم إلى مستحقى التقديم ج ١٢٩/٣۔ الذين الدين على بن يونس العا مل البيافى المتوفى سنة ٨٧٧ء۔إحقاق الحق للتترى ص ٢٨٤، عقائد الإمامية لزنجانى ۔ج ٢٧/٣۔

❸ تفسير العياشى ج ٢٢٣/٢۔ ٢٢٤ ، تفسير البرهان، ج ٣١٠/٢ بحار الأنوار ج ٨/ ٢٢٠۔

❹ جدء العيون للمجلسى ص ٤٥ ۔

❺ دلائل الإمامة لابن استم الطبرى ص ،٢٥٧۔٢٥٨ ۔ الصراط المستقيم ج ۔٢٦/٢ ، ج،٢٩/٣ ، بحار الأنوار ج ٣٣٠/٢٠ ۔ الأنوار الفعمانية ج ١٠٨/١ ۔ ١١١ ،فصل الخطاب فى تحريف كتاب اب الأرباب ص ٢١٩ ۔

❻ الكنى والألقاب لعباسى القمى ج ١٤٧/١، بحارالأنوار ج ١٩٨/٩٥ ۔
❼ العيون والمجالس ج ٩/١ ۔

سوال شیوخ شیعہ کا ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما دونوں کے متعلق کیا عقیدہ ہے؟

جواب ان کا اتفاق ہے کہ شیخین (ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما پر لعنت کرنا واجب ہے، ان سے اظہار برات کرنا بھی واجب ہے بلکہ انھوں نے اس چیز کو امامیہ کی ضروریات میں شمار کر رکھا ہے) ①

اور یہ بات قبل ازیں گزر چکی ہے کہ ان کے اعتقاد کے مطابق ضروری امر کا منکر بھی کافر ہوتا ہے ۔اور بلاشبہ جو شخص شام کے وقت ان دونوں پر لعنت کریگا تو صبح کرنے تک اس کا کوئی گناہ بھی لکھا نہ جائے گا۔ ②

شیخ الصفویین المجلسی نے کہا ہے بے شک ابو بکر اور عمر دونوں ہی کافر تھے، جو ان دونوں سے محبت کرے گا وہ بھی کافر ہی ہوگا۔ ③

اور بلاشبہ اسلام میں جو بھی خون ناحق بہایا جائے گا ،اور جتنا بھی حرام اور ناجائز مال کمایا جائے گا اور جتنے بھی حرام نکاح یعنی زنا کاری کے عمل کیے جائیں گے تو سب کے سب ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما کی گردن میں ہوں گے۔ ④

اور بلاشبہ ان دونوں کے پاس ذرہ برابر بھی اسلام نہیں تھا۔ ⑤

ان کی آیت المعاصر عبدالحسین الرشتی کا کہنا ہے ۔ بے شک ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما دونوں ہی قیامت تک اس امت کی گمراہی کے سبب ہیں۔ ⑥

شیوخ الشیعہ کے شیخ الکلنی نے اپنی مقدس ''الکافی'' میں اس شخص پر حکم لگانے کے لیے وہ رواتیں بیان کی ہیں جو یہ گمان کرتا ہے، کہ ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما کا اسلام میں کچھ بھی حصہ ہے ۔ بے شک اللہ تعالیٰ ایسے شخص سے روز قیامت کلام نہیں فرمائے گا ۔ اور نہ اسے پاک صاف کرے گا بلکہ اس کے لیے عذاب الیم ہوگا۔ ⑦

حاشیہ نمبر ۱۱۵:

❶ الاعتقادات للمجلسی ص ۹۰۔ ۹۱ ۔

❷ ضیاء الصالحین ص : ۵۱۳ لامیتهم المعاء محمد صالح ابحوهری ۔

❸ حق الیقین للمجلسی ص ۵۲۲ ۔ کشف الأللخمینی ص ۱۱۲ ۔

❹ رجال الکشی ص : ۱۴ ۔

❺ وصول الأخبار إلی أصول الأخبار ص : ۹۴ ۔ لحین بن عبد الصمد العاملی ۔

❻ کشف الاشتباه ص : ۹۸۔ لعبدالحین المرشتی۔المطبعة العسکریة بطهران ۔۱۳۶۸

کتاب ''مفتاح الجنان'' (مفتاح النیر ان) میں ہے جو کہ عباس القمی کی ہے شیوخ شیعہ کی مشہور دعا ہے جو ابوبکر، عمر اور ان دونوں کی صاجزادیوں عائشہ اور حفصہ رضی اللہ عنہم متعلق ہے اور یہ دعا ان کے صبح وشام کے اذکار میں سے ہے جس کے الفاظ اس طرح ہے:

" اَللّٰهُمَّ صَلِّی عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ، وَ الْعَنْ صَنَمَیْ قُرَیْشٍ وَ جِبْتَیْهَا، وَ طَاغُوْتَیْهَا، وَ إِفْکَیْهَا، وَانْبَتَیْهِمَا اللَّذَیْنِ خَالَفَا أَمْرَكَ، وَ أَنْکَرَا وَحْیَكَ، وَ جَحَدَا إِنْعَامَكَ، وَ عَصَیَا رَسُوْلَكَ، وَ قَلَبَا دِیْنَكَ، وَ حَرَّفَا کِتَابَكَ، وَ أَحَبَّا أَعْدَائَكَ...... وَ أَلْحَدَا فِیْ آیَاتِكَ...... فَقَدْ أَخْرَبَا بَیْتَ النُّبُوَّةِ ...... وَ قَتَلاَ أَطْفَالَهٗ، وَ أَخْلَیَا مِنْبَرَهٗ مِنْ وَصِیِّهٖ وَ وَارِثِ عِلْمِهٖ، وَ جَحَدَا إِمَامَتَهٗ، وَ أَشْرَکَا بِرَبِّهِمَا، وَ خَلِّدْهُمَا فِیْ سَقَرَ، وَمَا اَدْرَاكَ مَا سَقَرُ، لَا تُبْقِیْ وَلَا تَذَرُ، اَللّٰهُمَّ الْعَنْهُمْ بِکُلِّ مُنْکَرٍ أَتَوْهُ، وَ حَقٍّ أَخْفَوْهُ...... وَ نِفَاقٍ أَسَرَّوْهُ...... "[1]

''اے اللہ رحمت فرما محمد پر اور آل محمد پر اور لعنت کر قریش کے دو صنموں پر اس کے دونوں بتوں پر اور اس کے دو طاغوتوں پر، اور اس کے دو بڑے چھوٹوں پر ،اور ان کی دونوں بیٹیوں پر، جن دونوں نے تیرے حکم کی مخالفت کی ہے۔ تیری وحی کا انکار کیا ہے۔ تیرے انعام کا دانستہ کا انکار کیا ہے، تیرے رسول کی نافرمانی

کی، تیرے دین کو بدلا ہے، تیری کتاب میں تحریف کی ہے، تیرے دشمنوں سے محبت رکھی ہے۔ تیری آیتوں میں کبھی اختیار کی ہے۔ان دونوں نے بیت نبوت کو کراب کیا ہے ان دونوں نے اس گھرانے کے بچے قتل کیے ہیں اور ان دونوں نے آپ کے منبر کو آپ کے وحی سے اور آپ کے علم کے وارث سے خالی کیا ہے ان دونوں نے اس کی امامت کا انکار کیا ہے۔ اور ان دونوں نے اپنے رب کے ساتھ شرک کیا ہے۔ اے اللہ ! تو ان دونوں کو سفر میں ہمیشہ ہمیشہ رکھ ،اور تجھ کیا معلوم کہ سقر کیا ہے جو نہ باقی رکھے گی ، اور نہ ہی چھوڑے گی ۔ اے اللہ! لعنت کر ان سب پر جنھوں نے ہر برائی کا ارتعاب کیا ہے اور ہر حق کی حق تلفی کی ۔ اور ہر طرح کا نفاق چھپائے رکھا ہے۔"

یہ لوگ ان دونوں حضرات رضی اللہ عنہما کو فرعون، ہامان② دو بت③ اور لات اور عزیٰ④ کے نام بھی دیتے ہیں۔

شیوخ شیعہ نے یہ حرامت بھی کیا ہے کہ ان کے مھدی المنتظر ، ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کو زندہ کریں گے، پھر ان دونوں کو کھجور کے تنے پر سولی چڑھائیں گے اور ایک دن میں ہزار مرتبہ انھیں قتل کریں گے۔ ⑤

زبردست مصیبت:

الکلینی نے روایت کی ہے کہ ایک خاتون نے جعفر الصادق سے ابوبکر اور عمر کے متعلق سوال کیا: کیا آپ ان دونوں سے محبت وولایت رکھتے ہیں ،تو آپ نے اسے فرمایا: تو بھی ان دونوں سے دوستی رکھ۔

وہ بولی: میں اپنے رب سے کہوں گی جب میں اس نے ملوں گی بلاشبہ آپ نے ہی مجھے ان دونوں سے دوستی اور محبت رکھنے کا حکم دیا تھا۔ جواب میں فرمایا: بالکل ٹھیک⑥ بلکہ زید بن علی بن الحسین بن علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہم نے اپنے اصحاب کو بتایا تھا: آپ نے اپنے

آباؤ واجداد میں سے کسی سے بھی نہیں سنا جو ابو بکر و عمر سے اظہار براءت کرتا ہو۔ ⑦

حاشیہ نمبر ۱۱۶:

❶ مفاتیح الجنان لعباس القمی ص ۱۱۴۔
شیوخ شیعہ میں سے جنھوں نے اس کو مکمل طور پر ذکر کیا ہے۔ لا کفعمی فی البلدالأمین ص ۵۱۱۔۵۱۴ : الکافی فی علم الیقین ج ۷۰۱/۲۔۷۰۳ أسد الله الطهرافی الحائری فی مفتاح الجنان ص : ۱۱۳۔ ۱۱۴ منظور حسین تحفة عوام مقبول ص : ۴۲۳۔ ۴۲۴۔ وغیرهم کثیر۔

❷ قرة العیرن للکاشانی ص : ۴۳۲ ۔۴۳۳ ۔

❸ دیکھیے تفسیر العیاشی ج ۱۱٦/۲۔ بحارالأنوار ج ۵۸/۲۷ ،

❹ إکمال‌الدین لابن بابویه القمی ص۲٤٦۔ مقدمة البرهان لأبی الحسن العاملی ص ۲۹۴

❺ إیقاظ من الهجعة متقیرالبرهان علی الرجعة لجرالعاملی ص: ۲۸۷ ۔

❻ الروضة من الکافی للکینی ص: ۱۰۱ ۔

❼ الانتفاضات الشیعیة لهاشم الحسینی ص : ۴۹۷ ۔

آپ رحمہ اللہ نے فرمایا ہے میں اس دشمن سے اظہار برات کرتا ہوں جو ان دونوں سے اظہار برائت کرتا ہے اور ابو بکر اور عمر سے برائت علی سے برائت ہے تو انھوں نے آپ سے کہا تب ہم تیرا انکار کرتے ہیں۔ ①

سوال اگر تم ہمارے سامنے اختصار سے وہ چند موقف بھی ذکر کر دیا تو اچھا ہے جو علی رضی اللہ عنہ نے عثمان رضی اللہ عنہ کے متعلق اختیار کیے تھے۔

جواب جی ہاں ! ان مواقف میں سے چند ایک ملاحظہ کریں۔

۱۔ عثمان نے علی رضی اللہ عنہ کی خاطر فاطمہ کا مہر ادا کیا تھا۔ ②

۲۔ علی رضی اللہ عنہ کا عثمان رضی اللہ عنہ کی بیعت کرنا:

علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے: جب آپ شہید کیے گئے تو آپ نے مجھے چھویں میں سے چھٹا بنایا، میں وہاں داخل ہوا جہاں آپ نے مجھے داخل کیا تھا، اور میں نے نا پسند کیا کہ میں

مسلمانوں کی جماعت میں افتراق پیدا کروں، ور میں ان کی لاٹھی وحدت کو توڑوں، تم نے بھی عثمان کی بیعت کی اور میں نے بھی اس کی بیعت کی۔ ③

شیوخ شیعہ کے لیے زبردست مصیبت:

یہ ہے کردار علی رضی اللہ عنہ کا اور ہے آپ کی بیعت امیر المومنین رضی اللہ عنہ سے۔شیوخ شیعہ نے عثمان رضی اللہ عنہ کی بیعت کرنے والوں پر کیا حکم لگایا ہے ④ انھوں نے ان پر ''کفر'' کا حکم لگایا ہے ہم اللہ تعالیٰ سے عافیت کا سوال کرتے ہیں۔

۳۔ علی رضی اللہ عنہ کا عثمان رضی اللہ عنہ کی نصرت نہ کرنے پر اپنے دونوں صاجزادوں الحسن اور الحسین کا مارنا۔

ان کے مؤرخ المسعودی نے کہا ہے: اور علی علیہ السلام گھر میں اس حال میں داخل ہوئے کہ وہ انتہائی دل گرفتہ اور غمگین تھے، آپ نے اپنے دونوں بیٹوں سے کہا: امیر المؤمنین کس طرح شہید کر دیے گئے جب کہ تم دونوں دروازے پر موجود تھے تو الحسن کے تھپڑ مارا اور الحسین کے سینے پر مارا، اور محمد طلحہ کو برا بھلا کہا اور عبداللہ بن الزبیر کو لعنت دی۔ ⑤

حاشیہ نمبر ۱۱۷:

❶ مروج الذهب ج ۳/ ۲۲۰ للشيعی علی بن الحسين بن علی المسعودی المتوفی سنة ٤٣٦ ـ روضات الجفات فی أحوال العلماء السادات، لحمد باقر الخوانساری ج ٣٢٤/١ ـ وفی الصدارم المهرفة للتستری ص ٢٤٢ ـ ہم آپ کا انکار کرتے ہیں، تو آپ نے فرمایا: دفعہ ہو جاؤ تم تو رافضی ہو''

❷ مناقب آل ابی طالب ص : ٢٥٢-٢٣٥، كشف الغمه ج ١/٤٣٥٨-٣٥٩- بحارالأنوار ج ٤٣-١٣٠ ـ

❸ الأمالی للطوسی ج ٢/جزء ١٢١/١٨ ، شرح نهج البلاغة ج ١٩٢/١٢ ـ

❹ حق اليقين للمجلسی ص ٢٧٠ ـ

❺ مروج الذهب ج ٣٤٤/٢ ـ

سوال کیا شیوخ شیعہ نے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی بابت اپنے ائمہ کے عقائد کی پیروی کی؟

جواب نہیں! بلکہ انھوں نے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے متعلق کافر، فاسق اور ملعون ہونے کا علان کیا ہے اور آپ نے متعلق جن باتوں کا عقیدہ رکھتے ہیں ان میں سے یہ بھی ہیں۔

بلاشبہ عثمان رضی اللہ عنہ کا لوگوں کی زبانوں پر کافر کے سوا اور نام نہیں تھا اور آپ رضی اللہ عنہ ایسے تھے کہ آپ کے ساتھ کھیلا جاتا تھا اور آپ رضی اللہ عنہ مخنث (ہیجڑے) تھے۔ ①

شیخ الصفو بین المجلسی نے کہا ہے۔ عثمان نے قرآن مجید میں سے تین اشیاء کو خذف کر دیا ہے۔ امیر المومنین علی علیہ السلام کے منابت، اہل بیت کے منابت، اور قریش اور خلفائے ثلاثہ کی حذمت، مثلاً یہ آیت:

﴿ يَا لَيْتَنِي لَمْ اَتَّخِذْ اَبَا بَكْرٍ خَلِيْلًا ﴾ ②

''کاش کہ میں ابوبکر کو خلیل نہ بناتا۔''

بے شک عثمان رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن مسعود کو اس لیے مارا تھا تاکہ اس نے آپ کا مصحف لیکر اسے تبدیل کر دیں اور اس میں تغیر کر دیں جس طرح اس نے اپنے مصحف کے ساتھ کیا تھا تاکہ کوئی قرآن بھی محفوظ اور صحیح باقی نہ ہے۔ ③

وہ یہ عقیدہ بھی رکھتے ہیں کہ عثمان رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ان لوگوں میں سے تھے جنھوں نے اسلام ظاہر کیا تھا اور کفر کو باطن میں چھپایا تھا اور یہ بھی اعتقاد رکھتے ہیں بے شک جس آدمی نے اپنے دل میں عثمان رضی اللہ عنہ سے عداوت نہ رکھی، اس کی عزت کو حلال نہ جانا، اس کے کافر ہونے کا عقیدہ نہ رکھا، تو وہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا دشمن ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کے اتارے ہوئے سے کفر کرنے والا ہے۔'' ⑤

انھوں نے اللہ تعالیٰ کے فرمان ذیل:

﴿ وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا امْرَاَتَ فِرْعَوْنَ اِذْ قَالَتْ رَبِّ ابْنِ لِيْ عِنْدَكَ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ وَنَجِّنِيْ مِنْ فِرْعَوْنَ وَعَمَلِهٖ وَنَجِّنِيْ مِنَ الْقَوْمِ

الظّٰلِمِيۡنَ ﴾ [التحريم : ١١]

''اور اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کے لیے فرعون کی بیوی کی مثال بیان فرمائی، جب کہ اس نے دعا کی کہ اے میرے رب ! میرے لیے اپنے پاس سے جنت میں مکان بنا اور مجھے فرعون سے اور اس کے عمل سے بچا اور مجھے ظالم لوگوں سے خلاصی دے۔''

کی تفسیر میں کہا ہے :

یہ ایک مثال ہے جسے اللہ تعالیٰ نے رقیہ رسول اللہ کی صاحبزادی کے لیے بیان کی ہے جس نے عثمان بن عفان سے شادی کی تھی اور اس نے یہ کہا تھا :

وَنَجِّنِيۡ مِنَ الۡقَوۡمِ الظّٰلِمِيۡنَ

''اور مجھے ظالم لوگوں سے خلاصی دے۔'' یعنی تیرے سے، عثمان سے۔''[6]

حاشیہ نمبر ۱۱۸:

1. الصراط المستقيم إلى مستحقى التقديم، ج ٣/ ٣٠۔
2. تذكرة الأئمة لمحمد باقر المجلسی، ص٩۔
3. بحر الجواهر، ص ٣٤٧ ـ لميرزا محمد باقر الموسوی۔
4. نفحات اللاهوت فی لعن الجبت والطاغوت ق ٥٧/ألعلی بن هلال الكبر كی المتوفی سنة ٩٨٤۔
6. نقله البحرانی عن شرف الدين النجفی عن أبی عبدالله۔ تفسير البرهان، ج ٣٥٨/٤۔

اور انھوں نے فرمان باری تعالیٰ :

﴿ اَيَحۡسَبُ اَنۡ لَّنۡ يَّقۡدِرَ عَلَيۡهِ اَحَدٌ ﴾ [البلد : ٥]

''کیا یہ گمان کرتا ہے کہ یہ کسی کے بس میں ہی نہیں''

یعنی عثمان رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی رقیہ کو قتل کرنے میں۔[1] انھوں نے کہا ہے۔

متقولہ سے مراد رقیہ رضی اللہ عنہا ہے۔ [2]

کیونکہ جھوٹ کا انجام رسوائی ہوتا ہے، انھوں نے ایک دوسری روایت میں کہا ہے۔

کہ مقتولہ سے مراد ام کلثوم ہے۔ [3]

انھوں نے یہ افتراء بھی باندھا ہے کہ اس (عثمان رضی اللہ عنہ) نے اس کی پہلیاں توڑ دی تھیں۔ [4] اوراس نے اسے اتنا مارا تھا حتیٰ کہ وہ رضی اللہ عنہا فوت ہی ہوگئی تھیں۔ [5]

سوال کاش کہ آپ ہمارے سامنے اختصار سے خلفائے ثلاثہ کے متعلق شیوخ شیہ کے عقیدہ کا ذکر کر دیتے۔

جواب ان کے شیوخ عقیدہ رکھتے ہیں۔ بے شک جہنم کے پیندے میں ایک کنوں ہے جس کی حرارت سے آگ بھی اذیت محسوس کرتی ہے، جب اسے کھولا جاتا ہے تو جہنم بھڑک اٹھتی ہے اور وہ ٹھکانہ ہے خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم کا۔ [6]

ان کے علامہ المجلسی نے کہا ہے، الإمامیہ کے دین کی ضروریات میں سے ہے ابوبکر، عمر، عثمان اور معاویہ سے اظہار برائت کرنا۔ [7]

اوران کے نزدیک ضروری امر کا منکر کافر ہوتا ہے جس طرح کی کئی مرتبہ پہلے بھی ہر بات گزر چکی ہے۔ اور بلاشبہ جس شخص نے ابوبکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم سے اظہار برائت نہ کیا خواہ وہ علی رضی اللہ عنہ محبت بھی رکھتا ہو تو وہ شخص ہے۔ [8]

اور ہر نماز کے بعد ان رضی اللہ عنہم پر لعنت کرنا واجب ہے۔ [9]

اور بے شک جس شخص نے ان رضی اللہ عنہم سے کسی رات میں اعلان برائت کیا اور پھر اس رات میں وہ فوت ہو گیا تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔ [10]

حاشیہ نمبر ۱۱۹:

❶ تفسیر القمی ج ۲/۴۲۳۔

❷ الفروع من الکافی للکینی ن مجریۃ ج ۲/۲۲۲، دیکھیے حق الیقین لعبداللہ شبر ج ۲/۸۳۔

3 الأنوار النعمانية ج ٣٦٧/١ لجزائرى ۔
4 دیکھیے سيرة الأئعمة الإثنى عشر لهاشم لحسينى ج ٦٧/١۔
5 كما فى الصراط المستقيم إلى مستحقى التقديم للبيافى ج ٣٤/٣ ۔
6 الفصول المهمة للعاملى ص : ٩١ ۔٩٢ ۔
7 الاعتقادات للمجلسى ص : ١٧ ۔
8 وسائل الشيعة ج ٣٨٩/٥ ۔
9 دیکھیے فروع الكافى ج٩٥/١۔ تهذيب الأحكام ج ٢٢٧/١۔ وسائل الشيعة ١٣٧/٤۔
10 الأصول من الكافى ج ٣٨٩/٢۔

انھوں نے فرمان باری تعالیٰ کی تفسیر میں یوں بھی کہا ہے:

﴿ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَ الْاِحْسَانِ وَ اِيْتَآئِ ذِی الْقُرْبٰى وَ يَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْكَرِ وَ الْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴾[1]

[النحل : ٩٠]

''اللہ تعالیٰ عدل کا بھلائی کا اور قرابت داروں کے ساتھ سلوک کرنے کا حکم دیتا ہے اور بے حیائی کے کاموں (ابو بکر سے) ناشائستہ حرکتوں (عمر سے) اور ظلم وزیاتی عثمان سے روکتا ہے۔ اور خود تمھیں نصیحتیں کر رہا ہے کہ تم نصیحت حاصل کرو۔ اور المجلسی نے کہا: اظہار برائت کے بارے میں ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ ہم چاروں بتوں، ابو بکر، عمر اور عثمان اور سے اظہار برائت کرتے ہیں اور ان کے سب پیروں کاروں اور ان کے حمایتوں سے اور بلاشبہ وہ سب، روئے زمین پر اللہ کی مخلوق میں سے بدترین ہیں۔''[2]

سوال شیوخ شیعہ کا نبی ﷺ کی دو بیویوں عائشہ اور حفصہ کے بارے میں کیا عقیدہ ہے۔

جواب یہ لوگ عائشہ اور حفصہ رضی اللہ عنہما کے کفر کا عقیدہ رکھتے ہیں [3] اور یہ عقیدہ بھی رکھتے ہیں کہ عائشہ، حفصہ اور ان کے باپوں رضی اللہ عنہم ہی نے نبی ﷺ کو قتل کیا تھا۔ ان کے شیخ

العیاشی نے روایت بیان کی ہے: کیا تم جانتے ہو کہ نبی ﷺ فوت ہوئے تھے یا قتل کیے گئے تھے۔ بے شک اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ اَفَائِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰى اَعْقَابِكُمْ ﴾[آل عمران : ١٦٦]

''کیا اگر ان کا انتقال ہو جائے یا یہ شہید ہو جائیں تو تم اسلام سے اپنی ایڑیوں کے بل پھر جاؤ گے۔''

نبی کریم ﷺ کو موت سے قبل زہر دیا گیا۔ ان دونوں بیویوں نے آپ موت سے قبل زہر پلایا تھا۔ ہم نے کہا: بلاشبہ یہ دونوں بیویوں اور ان دونوں کے باپ اللہ کی پوری مخلوق میں سے بدترین ہیں۔''[4]

''المجلسی نے کہا ہے۔ بے شک العیاشی نے کہا سند معتبر سے الصادق سے روایت بیان کی ہے: بے شک عائشہ اور حفصہ پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے اور ان دونوں کے باپوں پر بھی، ان دونوں نے رسول ﷺ کو قتل کیا تھا اور ان دونوں ہی نے آپ کے قتل کا منصوبہ تیار کیا تھا۔''[5]

شیوخ شیعہ یہ بھی اعتقاد رکھتے ہیں کہ عائشہ اور حفصہ رضی اللہ عنہما بے حیائی کی مرتکب بھی ہوئی تھیں! اور اس بات پر ان کے شیخ القمی نے قسم بھی کھائی ہے۔[6] ہم اس عقیدہ کے جاہلیت سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔

سوال ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی بابت شیوخ شیعہ کا کیا عقیدہ ہے۔

جواب وہ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ دوزخ کے سات دروازوں میں سے ایک عائشہ رضی اللہ عنہا کے لیے ہے۔

حاشیہ نمبر ۱۲۰:

1. تفسیر القمی ص : ٢١٨ ۔
2. حق الیقین ص : ٥١٩ ۔

❸ الصراط المستقیم للبیاضی ج ۳/۱٦۸۔ فصل الخطاب للنوری ص ، ۳۱۳۔
بحار الأنوار ج ۲۲/۲٤٦۔
❹ تفسیر العیاشی ج ۱/۲۰۰ ۔
❺ حیاۃ القلوب للمجلسی ج ۲/۷۰۰ ۔
❻ دیکھیے تفسیر القمی ج ۲/۳۷۷۔

''انھوں نے اللہ تعالیٰ کے فرمان:

﴿ لَهَا سَبۡعَةُ اَبۡوَاب ﴾[الحجر : ٤٤]

''اس کی سات دروازے ہیں۔''

کی تفسیر میں کہا ہے، دوزخ کو لایا جائے گا اس کے سات دروازے ہوں گے اور چھٹا دروازہ عسکر کے لیے ہوگا۔[1]

شیوخ شیعہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ عائشہ رضی اللہ عنہا زانیہ تھیں۔

﴿ سُبۡحٰنَكَ هٰذَا بُهۡتَانٌ عَظِيۡمٌ ﴾[النور : ١٦]

''یا اللہ تو پاک ہے! یہ تو بہت بڑا بہتان ہے اور تہمت ہے۔''

اور ان کا مھدی المنتظر عنقریب اس پر حد جاری کریں گے۔ ان کے شیخ رجب البرسی نے کہا ہے۔ بے شک عائشہ نے خیانت سے چالیس دینار جمع کیے اور انھیں علی علیہ السلام سے بغض رکھنے والوں میں بانٹ دیا۔[2] ہم اس گمراہی سے اللہ عظیم کی پناہ مانگتے ہیں۔

اور المجلسی نے کہا ہے۔ جب المھدی ظاہر ہوگا تو بلاشبہ وہ عائشہ کو زندہ کرے گا اور اس پر حد قائم کرے گا۔[3]

سوال وہ کون سی آخری بات ہے جس پر شیوخ شیعہ قائم ہیں کہ آپ نے جو اپنی دونوں بیویوں عائشہ اور حفصہ رضی اللہ عنہما سے تعلقات رکھے ہیں۔

جواب ان کا سید علی غروی جو کہ شیوخ الحوزہ کے اکابر میں سے ایک ہے۔ یہ کہتا ہے۔ بے شک نبی ﷺ شرمگاہ کو دوزخ کی آگ میں داخل کرے گا کیونکہ آپ نے بعض مشرکہ خواتین سے وطی کی ہے۔ ④

شیوخ شیعہ کے لیے زبردست مصیبت:

میں اس بحث کو ختم کرتا ہوں جو ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں شیوخ شیعہ نے ان کی تکفیر، لعنت اور...... اور...... اور سے متعلق ہے، اس روایت پر جو رافضیت کی عمارت کو جڑوں سے گرانے والی ہے۔ شیخ الشیعۃ ابو علی محمد بن الأشعث الکوفی نے الحسین بن علی رضی اللہ عنہ تک باسند بیان کیا ہے۔ بلاشبہ ابو ذر نے اسے خبر دی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی مدت سے قبل مسواک منگوائی پھر اسے عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیجا اور فرمایا: اپنی لعاب دہن سے اسے میرے لیے تر کر دے، چنانچہ اس نے ایسے کر دیا، پھر اس مسواک کو رسول اللہ ﷺ کے پاس لایا گیا تو آپ اس مسواک کو کرنے لگے

حاشیہ نمبر ۱۲۱:

❶ تفسیر العیاشی ج ۲/۲۴۳، اور العسکر۔ سے مراد عائشہ ہیں ملاحظہ ہو: بحار الأنوار ج ۲۷۸/۴، ج ۲۲۰/۸ شیخ الصفویین المجلسی۔

❷ مشارف أنوار الیقین لرجب البرسی ص: ۱۶۔

❸ حق الیقین للمجلسی ص: ۳۴۷۔

❹ کشف الأسرار لموسوی ص: ۲۴۔

اور فرمانے لگے:

"رِيُقِيُ عَلٰى رِيُقِكِ يَا حُمَيُرَاءُ"

"اے حمیرا! میرا لعاب دہن تیرے لعاب دہن کے اوپر/ کے ساتھ ہے۔"

پھر آپ بات کرنے والے کی طرح اپنے ہونٹوں کی حرکت دینے لگے، پھر آپ ﷺ فوت ہو گئے۔ ①

ہر حال پر، اور ان تمام کڑوی باتوں کے باوجود جو رافضیوں کے شیوخ کے اقوال ابھی گزر چکے ہیں۔ اصحاب محمد ﷺ اور آپ کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن سب کے اعمال کا سلسلہ منقطع ہو چکا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کو یہ محبوب ہے کہ ان سے اجر اولواب کا سلسلہ ہرگز منقطع نہ ہو، اس لیے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

﴿ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْئَهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ﴾ [الفتح : ٢٩]

''محمد ﷺ کے رسول ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں کافروں پر سخت ہیں آپس میں رحمدل ہیں تو انھیں دیکھے گا کہ رکوع اور سجدے کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ کے فضل اور رضامندی کی جستجو میں ہیں، ان کا نشان ان کے چہروں پر سجدوں کے اثر سے ہے ان کی یہی مثال تورات میں ہے اور ان کی مثال انجیل میں ہے۔ مثل اس کھیتی کے جس نے اپنا پٹھا نکالا، پھر اسے مضبوط کیا، اور وہ موٹا ہو گیا، پھر اپنے تنے پر سیدھا کھڑا ہو گیا اور کسانوں کو خوش کرنے لگا تاکہ ان کی وجہ سے کافروں کی چڑائے۔''

شیوخ شیعہ نے بذات کود ذکر کیا ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے اپنے متعلق بیٹوں کے تینوں خلفائے راشدین یعنی ابو بکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم کے ناموں پر رکھے ہیں۔ ②

اس طرح الحسن رضی اللہ عنہ نے بھی کیا ہے آپ نے بھی اپنے بیٹوں کے نام ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما کے ناموں پر رکھے ہیں۔ ③ بالکل اسی طرح الحسین نے بھی کیا ہے، اس نے بھی ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما کے ناموں پر اپنے دو بیٹوں کے نام رکھے ہیں۔ ④

اسی طرح دوسرے بہت سے احباب نے ایسے کیا ہے۔

سوال ارض فدک کی کیا حقیقت ہے جس طرح کہ کتب شیعہ نے بیان کیا ہے؟

جواب فدک: خیبر میں سے ایک بستی کا نام ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ حجاز کے ایک کونے میں ہے، اس میں چشمے اور کھجوروں کے باغات ہیں، جو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد فاطمہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ کے خلیفہ ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ کے پاس پیغام بھیجا جس میں آپ ارض فدک میں رسول اللہ ﷺ کے مال سے اپنا حق وراثت مانگتی ہیں۔ان کا شیخ ابن المیثم کہتا ہے۔ بے شک ابوبکر نے آپ رضی اللہ عنہا سے کہا تیرے لیے اتنا ہی مال ہوگا جو تیرے بات کے لیے تھا، رسول اللہ ﷺ فدک سے تمہاری خوراک کے بقدر لیا کرتے تھے اور باقی کو تقسیم کر دیا کرتے تھے، اور اس میں سے فی سبیل اللہ بھی لے جایا کرتے تھے،تو اس کے ساتھ کیسے برتاؤ کرے گی۔وہ بولیں: میں اس کے ساتھ ہی۔کروں گی جیسے اس کے ساتھ میرے ابا جان برتاؤ کرتے تھے۔تو اس نے کہا:

حاشیہ نمبر۱۲۲:

❶ الأشعيثات لأشعث الكوفى ص: ۲۱۲،مستداك الوسائل للنورى ج ۱٦ / ٤۳٤ ـ

❷ إعلام الورىٰ بأعلام ص:۲۰۳،الإرشادللمفيد ص:۱۸٦،تاريخ البعقوبى ج ۲۱۳/۲ ، مقاتل الطالبين ص : ۸٤ لأبى الفرج الأصفهائى ،كشف الغمة فى معرفة الأئمة ج ٦٤/۲ ، جلاء العيون للمجلسى ص: ۵۸۲

❸ إعلام الورىٰ ص: ۲۱۳ ، تاريخ اليعقوبى ، ج ۲۲۸/۲ ، مقاتل الطالبين ص: ۷۸ـ منتهى الأمال ج ۲٤۰/۱ـ

❹ الشبيه والإشراف اللمسعودى الشيعى ص:۲٦۳ جلاء العيون للمجلسى ص: ۵۸۲ـ

پس آپ کے لیے اللہ کے نام پر وعدہ کرتا ہوں کہ میں بھی اس میں ویسے ہی کروں گا جیسے اس میں تیرا باپ کہا کرتا تھا۔آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: کہا اللہ کی قسم! تو ایسے ہی کرے گا

اس نے جواب دیا اللہ کی قسم! میں ضرور ایسا ہی کروں گا۔ آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اے اللہ! پس تو گمراہ بن جا، پھر ابو بکر اس سے غلہ حاصل کر کے انھیں اتنی مقدر میں پہچایا کرتے تھے جتنی ان کے لیے کافی ہوتی اور باقی کو تقسیم فرما دیا کرتے تھے اور عمر رضی اللہ عنہ بھی اسی طرح کیا کرتے، پھر عثمان رضی اللہ عنہ بھی اسی طرح اور پھر علی رضی اللہ عنہ بھی بالکل اسی طرح ہی۔ ①

زید بن علی بن الحسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے، اللہ کی قسم! اگر یہ معاملہ میرے سپرد ہو تو میں بھی اس میں ابو بکر کے فیصلے والا، فیصلہ ہی کروں گا۔ ②

مصیبت:

ان لوگوں کے تناقض میں سے ایک یہ روایت بھی ہے جو انھوں نے کتاب علی رضی اللہ عنہ میں روایت کی ہے۔ تو اس میں یہ بات بھی ہے بلاشبہ عورتوں کے لیے مرد کی اس متزکہ زمین میں سے کچھ بھی نہیں ہوگا، جب وہ اسے چھوڑ کر فوت ہو جائے، ابو عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ عبادت اللہ کی قسم علی علیہ السلام کے اپنے ہاتھ کی تحریر ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو املا کردہ ہے۔ ③

سوال کیا ان کی کتابوں نے ذکر کیا ہے کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا علی رضی اللہ عنہ پر ناراض ہوئی تھیں؟

جواب جی ہاں! ان کی صدوق نے بیان کیا ہے کہ جب علی رضی اللہ عنہ نے ابو جہل کی بیٹی سے شادی کرنے کا ارادہ کیا اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور فاطمہ رضی اللہ عنہا علی رضی اللہ عنہ پر ناراض ہوئے تھے، حتیٰ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی رضی اللہ عنہ کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا تھا:

" يَا عَلِيُّ، أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ فَاطِمَةَ بَضْعَةٌ مِنِّي وَ أَنَا مِنْهَا، فَمَنْ آذَاهَا فَقَدْ آذَانِي، وَ مَنْ آذَانِي فَقَدْ اَذَى اللّٰهَ، وَ مَنْ آذَاهَا بَعْدَ مَوْتِي كَانَ كَمَنْ آذَاهَا فِي حَيَاتِي، وَ مَنْ آذَاهَا فِي حَيَاتِي كَانَ كَمَنْ آذَاهَا بَعْدَ مَوْتِي " ④

"اے علی! کیا تو جانتا نہیں ہے کہ فاطمہ میرے وجود کا ایک حصہ ہے اور میں اس

سے ہوں ،تو جس نے اسے اذیت پہنچائی تو بلاشبہ اس نے مجھے اذیت پہنچائی ،اور جس نے مجھے اذیت پہنچائی تو بلاشبہ اس نے اللہ کو اذیت پہنچائی ، اور جس نے اسے فاطمہ کو اذیت پہنچائی میری موت کے بعد تو ہو ایسا ہی ہے جیسے اس نے اسے میری زندگی میں اذیت پہنچائی ، اور جس نے اسے میری زندگی میں اذیت پہنچائی وہ ایسے ہی ہے جیسے اس نے میری موت کے بعد اسے اذیت پہنچائی ۔''

انھوں نے ایک روایت بھی بیان کی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

((فَاطِمَةُ لَضُعَهة مّنّيِ، وَهِيَ مُرُوحِيَ الَّتِيُ بَيُنَ جَنُبَّ،لَسُوُؤُنِيُ مَاسَاءَ هَا وَلَيُسُّرُنِيُ مَا سَرَّهَا))

''فاطمہ میرا جگر گوشہ ہے اور یہ میری روح ہے جو میرے دونوں پہلوؤں کے درمیان ہے ، وہ چیز مجھے بھی تکلیف دیتی ہے جو اسے تکلیف دیتی ہے اور وہ چیز خوش کرتی ہے جو اسے خوش کرتی ہے ۔

حاشیہ نمبر۱۲۳:

❶ شرح نهج البلاغة ج ١٠٧/٥ ،ج ٢١٥/١٦ ۔
❷ شرح نهج البلاغة لابن أبي الحديد ج ٨٢/٤ ، الصوارم المهرفة للتسترى ص : ٣ ٢٤۔
❸ بحار الأنوار ج ٥١/٢٦ ، بصارئر الدرجات الكبرى للصفار ص: ٤٥ ۔
❹ علل الشرائع لابن بابويه ص ١٨٥-١٨٦ ۔
❺ بحارالأنوار للمجلسى ج ٦٢/٢٧۔

اسی طرح علی رضی اللہ عنہ نے فاطمہ رضی اللہ عنہا کو ایک مرتبہ اس وقت بھی ناراض کر لیا تھا جب آپ رضی اللہ عنہا نے اسے دیکھا کہ اپنی زندگی کی گود یں سر رکھے ہوئے ہیں اور وہ اپنی بڑی چادر لپیٹے ہوئے ہے چنانچہ وہ اپنے باپ کے گھر چلی گئی اور یہ کہا:

'' يَا لَيُتَّ مِتُّ قَبُلَ هٰذَا، وَكُنُتُ نَسُيًا مَّنُيًّا، إِنَّمَا أَشُكُوُ إِلىٰ اُبِيُ

وَاخْتَصِمُ إِلٰى رَبِّىْ "

"کاش ! میں اس سے پہلے ہی مرجاتی اور میں بھول سری ہوجاتی ، میں اپنے ابا جان سے یہ شکوہ کروں گی اور اپنے پرودگار کے حضور یہ مقدمہ پیش کروں گی ۔"

سوال امام کی عصمت کا کیا معنی ہے اور کیا یہ ان مسائل میں سے ہے جن پر ان کا اجماع اور اتفاق ہے ۔

جواب ان کے شیخ المجلسی نے کہا ہے جن لے کہ امامیہ کا ائمہ علیہم السلام کی بابت اتفاق ہے کہ وہ چھوٹے بڑے گناہوں سے معصوم ہیں ۔ ان سے گناہ بالکل سرزد نہیں ہوتا نہ دانستہ اور نہ بھول کر ، اور نہ ہی تفسیر وتاویل کرنے میں کوئی خطا ہوتی ہے اور نہ ی اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے بھلانے سے ۔

وضاحتی نوٹ :

یہ ہے وہ صورت معصومیت کی جسے المجلسی نے کھینچا ہے اور جس پر شیعہ کے اتفاق کا اعلان کیا ہے ، جو معصومیت اللہ تعالیٰ کے انبیاء اور رسل کو بھی حاصل نہیں ہوسکی ، جس طرح کہ اس حقیقت پر صریح القرآن ، سنت اور اجماع امت دلالت کناں ہیں اور مسلمان عقیدہ رکھتے ہیں کہ میری پوری امت کا کتاب اللہ اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے معصوم ہوسکتی ہے جب کہ شیوخ شیعہ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ پوری امت اگر گمراہی سے معصوم ہوسکتی ہے تو ان کے روپوش اور ڈاپوک امام کی وجہ سے کیونکہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مانند ہے ک ، بلکہ ان کا عقیدہ تو یہ بھی ہے کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی عظیم تر ہے ، جس طرح کہ قبل ازیں گزر چکا ہے ، اور ان کے اعتقاد کے مطابق امامت اور نبوت کی طرح جاری وساری ہے ۔③

سوال کیا شیوخ شیعہ اپنے ائمہ کے متعلق یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ ان سے سہو ونسیان نہیں ہوسکتا ۔

جواب جی ہاں، یہ عقیدہ تو ان کے مذہب کی ضروریات میں سے ہے۔ان کے شیخ المعاصر محمد رضا المظفر تو اسے شیعہ کے ثابت و مستحکم عقائد میں سے شمار کرتا ہے اور اس کے بقول ان کے شیوخ کے نزدیک اس میں ادنیٰ سا اختلاف بھی نہیں ہے۔

حاشیہ نمبر۱۱۵:

1. علل الشرائع ص : ١٦٣ ، حق اليقين للملسى ص ٢٠٣ـ٢٠٤ ـ
2. بحار الأنوار ج ٢١١/٢٥دیکھیے مرآة العقول ج ٣٥٢/٤ ،أدائل المقالات ص : ٢٧٦ـ
3. عقائد الإمامية محمد رضا المظفر ص: ٦٦ـ
4. دیکھیے تصحيح الاعتقاد للمفيد ص : ١٦٠ ـ ١٦١ ، تفقيح المقال فی علم الرجال ج ٢٤٠/٣ لعبدالله المامقانی ـ
5. عقائد الإمامية للمظفر ص: ٩٥ـ

ان کی المعاصر محمد مغنیہ یہ بھی ذکر کرنا ہے کہ یہ تمام شیعہ کا مذہب ہے۔[1]
اور ان کے شیخ المعاصر محمد آصف المجلسینے نقل کیا ہے: اس پر شیعہ کا اجماع ہے۔[2]
بلکہ ان کے امام اکبر الخمینی تو اپنے ائمہ کے متعلق سہو کا تصور کرنے کی بھی نفی کرتا ہے۔[3]
یہی وہ عقیدہ ہے جو ان کے عقیدہ تقیہ اور براء کی پیدائش کا ایک سبب ہے جس طرح کہ ان شاء اللہ اس کا بیان آگے آنے والا ہے۔تو جس وقت ان کے اقوال میں کچھ تناقض یا قدرے اختلاف سامنے آتا ہے تو یہ کہتے ہیں: یہ بداء لائے اور خیال ہے یا یہ تقیہ غیر کے ڈر اور خوف خرر سے خلاف اعتقاد کچھ کہنا یا کرنے ہے۔جس طرح کہ ان کے امام سلمان بن جریر نے اس کا اعتراف بھی کیا ہے جس نے بعد میں امامیہ کا مذہب چھوڑ دیا تھا اور شیعہ کی ایک جماعت نے بھی اس کی پیروی اختیار کی تھی۔

وضاحتی نوٹ:

ان کے امام الرضا رحمہ اللہ سے کہا گیا: بلاشبہ کوفہ میں ایک قوم ایسی بھی ہے جو یہ گمان

کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کو نماز میں سہو واقع نہیں ہوا، تو فرمایا: كَذَبُوا لَعَنهُم اللهُ: انھوں نے جھوٹ بولا ہے ان پر اللہ تعالیٰ لعنت کرے۔ إِنَّ الَّذِيْ لَا يَسْهُوْ هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ إِلَّا هُوَ۔ وہ ذات جسے سہو نہیں سکتا وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں ہے۔ [4]

مصیبت:

بلاشبہ متقدمین شیوخ شیعہ اس عقیدے سے اعلان برائت کرتے ہیں بلکہ ایسے کہنے والے کو کافر ٹھہراتے ہیں، انھوں نے تو یہاں تک ذکر کیا ہے کہ جن روایات میں نبی اکرم ﷺ کے سہو کا اثبات ہے انھیں رد کرنے میں دین اور شریعت کا ابطال ہوتا ہے۔ [5] اور دوسری طرف ہم متاخرین شیوخ شیعہ کے پاتے ہیں کہ وہ اس عقیدے کو انتہائی ضروری سمجھتے ہیں اور ان کے نزدیک ضروری امر کا منکر کافر ہوتا ہے جیسے کہ گندر چکا ہے۔ تو یہ بات سامنے آئی کہ ان کے متقدمین شیوخ تو متاخرین کو کافر قرار دیتے ہیں جب کہ متاخرین شیعہ متقدمین کو کافر قرار دیتے ہیں۔

حاشیہ نمبر ۱۲۵:

1. الشيعة فى الميزان ص: ۲۷۲۔۲۷۳۔
2. صراط الحق لأصف المجلسى ج ۱۲۱/۳۔
3. الحكومة الإسلامية ص: ۹۱۔
4. بحار الأنوار ج ۳۵۰/۲۵، عيدن أخبار الرضالابن بابو هے۔ص: ۳۲۶۔
5. دیکھیے من لا يحضره الفقيه لابن بابوبه ج ۲۳۴/۱۔ بحار الأنوار للمجلسى ج۱۷ /۱۱۱

سوال اگر آپ ہمارے سامنے اس بات کا خلاصہ پیش کردیں کہ شیوخ شیعہ نے اماموں کی معصومیت کے عقیدے کو کس طرح پروان چڑھایا ہے۔

جواب یہ بات تو قبل ازیں گزر چکی ہے کہ ان کے استاد اول ابن سبا الیہودی نے علی رضی اللہ عنہ کی

ایومیت کی بات کہی تھی اور شیوخ شیعہ کے نظر کے مطابق اس نے آپ کی عصمت کا قول منقول نہیں ہے۔ پھر ان کے شیخ ہشام بن الحکم نے عصمت کے عقیدہ کر ترقی دیتے ہوئے کہا کہ امام گناہ کا ارتکاب نہیں کرتا۔'' ①

وضاحتی نوٹ :

ان کا یہ قول کہ ان کا امام گناہ کا ارتکاب نہیں کرتا ان کے تقدیر کے متعلق عقیدے سے تعارض رکھتا ہے کیونکہ ان کا کہنا ہے کہ آدمی کو حریت اور اختیار حاصل ہے اور بلاشبہ بندہ اپنے فعل کا خود خالق ہے۔اے انصاف پسند قاری! یہ بات تیری راہنمائی کر رہی ہے ان کا عصمت ائمہ والا مفہوم، ان کے تقدیر کے متعلق مذہب سے پہلے کا ہے جسے انھوں نے تیری صدی ہجری میں معتزلہ سے اخذ کیا ہے۔ پھر ان کے شیخ ابن بابویہ المتوفی ۳۸۱ھ نے عصمت کے متعلق یہ ترقی کی اور اپنے ائمہ کے متعلق اس عقیدے کو بیان کیا: کہ وہ معصوم ہیں ہر قسم کی میل کچیل سے پاک مطہر ہیں، بلاشبہ وہ کسی بھی صغیرہ کبیرہ گناہ کا ارتکاب نہیں کرتے، اور جن امور میں اللہ نے انھیں کوئی حکم کہا ہو اس میں ہو اس کی نافرمانی نہیں کرتے اور صرف وہی کام کرتے ہیں جن کا انھیں امر ہوتا ہے اور جس نے ان کے احوال میں سے کسی بھی امر میں عصمت کی نفی کی تو اس نے انھیں نہیں جانا اور جس نے انھیں نہ جانا تو ہو کافر ہے اور ان کے متعلق ہمارا یہ عقیدہ ہے۔ کہ وہ معصوم ہیں ہو کمال اور تمام کے اوصاف سے موصوف اور امور کے اوائل اور اواخر کا مکمل علم رکھنے سے متصف ہیں، انے احوال میں سے کسی بھی حالت کے متعلق کسی قسم کے نقش، کسی نافرمانی اور کسی جہالت کو بیان نہیں کیا جا سکتا۔ ②

پھر ان کے شیخ المفید المتوفی ۴۱۳ء نے عصمت کے عقیدے کو مزید ترقی دی، اور یوں کہا: بلاشبہ یہ ایک کرم اور لطف ہے جو اللہ تعالیٰ کسی مکلّف پر فرماتا ہے جس کے باعث اللہ

تعالیٰ اس سے معصیت کا وقوع اور اطاعت ترک رد کر دیتا ہے۔ باوجود وہ کہ اس پر قدرت رکھتا ہے۔ ③

وضاحتی نوٹ:

اے قاری! آپ ملاحظہ فرما رہے ہیں کہ عصمت کے مفہوم کو بعض معتزلی افکار کے ساتھ رنگا جا رہا ہے۔ جیسے کہ لطف اسی کی سوچ اور خیال ہے، انسانی اختیار کی سوچ ہے، عصمت کا معنی یہ نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے امام کو ترک معصیت پر مجبور کرتا ہے بلکہ وہ اس پر لطف وکرم فرماتا ہے وہ برائی کا اختیار رکھتے ہوئے بھی معصیت کو ترک کرنا ہے۔

حاشیہ نمبر ۱۲۶:

❶ بحار الأنوار ج ۱۹۲/۲۵-۱۹۳-

❶ الا عتقادات لابن بابویه ص: ۱۰۸-۱۰۹-

❶ النکث الاعتقادیة للمفید ص: ۳۳-۳۴-

پھر ان کے شیخ المجلسی المتوفی ۱۱۱۱ء نے عصمت کو مزید ترقی دی اور یوں کہا: بلاشبہ ہمارے امامیہ اصحاب کا ائمہ صلوات اللہ علیہم کی عصمت پر اجماع ہو چکا ہے کہ وہ صغیرہ اور کبیرہ گناہوں سے معصوم ہیں، عمداً خطاً اور نسیاناً کی صورت بھی ان سے گناہ نہیں ہو سکتے اور یہ عصمت ان کے وقت ولادت سے لے کر اس لمحے تک باقی رہتی ہے کہ وہ اللہ عزوجل سے جا ملتے ہیں۔ ①

مصیبت:

المجلسی نے بذات خود کہا ہے، دوسرے مسائل کے ساتھ ساتھ یہ مسئلہ بھی انتہائی مشکل مسائل میں سے ہے اس وجہ سے کہ بہت سے آیات اور روایات ان سے سہو اور بھول کے صادر ہونے پر دلالت کرتی ہیں جب کہ اصحاب شیعہ نے ماسوائے چند کے ان سے عدم جواز کا موقف اپنایا ہے۔ ②

وضاحتی نوٹ :

یہ ان کے شیخ المجلسی کی طرف سے اس بات کا اعتراف ہے کہ عصمت ائمہ پر شیعہ کے اجماع کی بابت روایات باہم متصادم ہیں یہ بات اور اعتراف انھیں انتہائی پریشانی اور سوزش میں یہ کہنے پر مجبور کر رہا ہے۔ بے شک شیوخ شیعہ نے خلالت وگمراہی پر اجماع واتفاق کر لیا ہے۔

سوال کیا یہ ممکن ہے کہ ان بعض فضائل ائمہ کا تذکرہ ہو جائے جو شیوخ شیعہ اپنے ائمہ کی بابت گمان کرتے ہیں۔

جواب جی ہاں! بلاشبہ شیوخ شیعہ نے اپنے ائمہ کی فضیلت میں مختلف روایات کی بھر مار کر دی ہے بعض تو اپنے ائمہ کو ابومیت کے درجہ تک پہنچا دیتے ہیں۔ اسی لیے شیوخ شیعہ نے اپنے معتمد ومعتبر کتب میں ایسے ابواب باندھے ہیں ان میں سے چند ایک ملاحظہ ہوں۔

۱۔ "بَابُ أَنَّهُمْ أَعْلَمُ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ"
"باب ہے کہ انبیاء علیہم السلام سے بھی زیادہ علم والے ہیں۔"

اس باب میں تیرہ احادیث ہیں ان میں سے ایک ابوعبداللہ نے فرمایا ہے۔ اس کعبہ کے رب کی قسم ہے ......تین مرتبہ......اگر میں موسیٰ اور الخفر کے درمیان ہوتا تو میں انھیں بتاتا کہ میں ان دونوں سے زیادہ علم والا ہوں، اور میں ان دونوں کو وہ بھی بتایا جو ان کے ہاتھوں میں نہیں ہے۔

حاشیہ نمبر ۱۲۷:

❶ بحارالأنوار ج ۳۵۱/۲۵ ـ
❷ بحار الأنوار ج ۳۵۱/۲۵ـ
❸ الکافی ج ۱/ ۲۶۰ـ۲۶۱ـ بحارالأنوار ج ۱۹۴/۲۶ـ

۲۔ بَابُ تَفْضِيلِهِمْ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ عَلَى الْأَنْبِيَاءِ وَعَلَىٰ جَمِيعِ الْخَلْقِ، وَأَخْذِ مَيْثَاقِهِمْ عَنْهُمْ وَعَنِ الْمَلَائِكَةِ وَعَنْ سَائِرِ الْخَلْقِ وَأَنَّ أُولِي الْعَزْمِ إِنَّمَا صَارُوا أُولِي الْعَزْمِ بِحُبِّهِمْ صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ ۔ ①

''باب ہے ان باتوں پر کہ وہ ائمہ اور علیہم السلام انبیاء سے اور جمیع مخلوق سے افضل ہیں اور انبیاء جیسے ملائکہ سے اور ساری خلقت سے ان کے متعلق پختہ وعدہ لیا گیا اور ان میں سے اولوا العزم بنے ہیں۔'' اور اس باب میں اٹھاسی ۸۸ احادیث ہیں، ان میں سے بعض ابوعبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے آپ نے فرمایا ہے۔ اللہ کی قسم! آدم اس بات کا اہل نہیں ہوا کہ اللہ تعالیٰ اسے اپنے دست مبارک سے پیدا کرتا اور اس میں اپنی روح پھونکتا مگر علی علیہ السلام کی ولایت کی وجہ سے، اور اللہ تعالیٰ نے موسیٰ سے کلام نہیں فرمایا مگر علی علیہ السلام کی ولایت کی وجہ سے، اور اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ ابن مریم کو جہان والوں کے لیے نشانی قرار نہیں دیا مگر علی علیہ السلام کے سامنے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور انکساری اختیار کرنے کی وجہ سے، پھر فرمایا: قصہ المختصر اللہ تعالیٰ کی مخلوقات میں کوئی بھی دیدار الٰہی کا اہل نہیں بنے گا: مگر ہی ای عبودیت وبندگی اختیار کرنے کی وجہ سے۔ ②

اور ایک روایت اس ولایت کا یونس نے انکار کیا تو اللہ تعالیٰ نے اسے مچھلی کے پیٹ میں محبوس کر دیا حتیٰ کہ اس نے اس کا اقرار کیا۔ ③

ان کے امام الخمینی کے بقول بلاشبہ ہمارے مذہب کی ضروریات میں سے ہے۔ کہ ہمارے ائمہ کا وہ مقام ومرتبہ ہے جس تک کوئی مقرب فرشتہ پہنچ سکتا ہے اور نہ ہی کوئی نبی مرسل۔ اس نے مزید کہا ہے۔ بے شک امام کے لیے مقام محمود، بلند ترین درجہ اور تکوینی خلافت ہے، جس کی ولایت اور حکومت کے سامنے اس دنیا کے تمام ذرات عاجز ومنکر ہیں۔ ④

" بَابُ أَنَّ دُعَاءَ الْأَنْبِيَاءِ اسْتُجِيبَ بِالتَّوَسُّلِ وَالِاسْتِشْفَاعِ بِهِمْ صَلَوٰتُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ "

"باب ہے کہ انبیاء کی دعائیں انھی صلوات اللہ علیہم کے وسیلے اور سفارش ہی سے قبول ہوئی ہیں۔" ⑤

ان کی مرویات میں سے ایک ملاحظہ ہو: الرضاع سے مروی ہے فرمایا: جب نوح علیہ السلام نے غرقابی کی آنکھوں کے سامنے دیکھا تو اس نے ہمارے حق سے اللہ سے دعا مانگی تو اللہ تعالیٰ نے اس سے غرقابی کو دور ہٹا دیا، اور جب ابراہیم علیہ السلام کو آتش نمرود میں جھونکا گیا تو اس نے ہمارے حق سے اللہ تعالیٰ کو پکارا تب اللہ تعالیٰ نے آگ کو اس پر ٹھنڈی اور سلامتی والا بنا دیا: اور بے شک موسیٰ علیہ السلام نے جس وقت سمندر میں ایک راستہ بنایا تو اس نے ہمارے حق سے اللہ تعالیٰ کو یاد کیا تو اللہ تعالیٰ نے اسے خشک ک بنایا دیا: اور بے شک عیسیٰ علیہ السلام کو جب یہودیوں نے قتل کرنے چاہا تو اس نے ہمارے حق کے واسطے سے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تو اسے قتل سے نجات دے کر اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف اٹھا لیا۔ ⑥

حاشیه نمبر ۱۲۸:

❶ بحارالأنوار ج ۲٦۔
❷ بحارالأنوار ج ۲٦۔
❸ بحارالأنوار ج ۲٦/۲۸۲۔ بصائرالدرجات الکبری للصفار ص: ۷۵۔
❹ الحکومیة الإسلامیة ص: ۵۲۔
❺ بحارالأنوار ج ۲٦/۳۱۹۔
❻ بحارالأنوار ج۱۱/٦۹۔ وسائل الشیعة للعاملی ج۷/۱۰۳۔ القصص ص: ۱۰۵۔ لقطب الدین الراوندی المتوفی سنة ۷۵۳۔

۴۔ بے شک ان کے پاس ہر اس چیز کا علم ہے جو آسمان میں ہے، اور اس چیز کا بھی علم ہے جو زمین میں ہے اور وہ علم ہے جو کچھ ہو چکا اور اس چیز کا بھی علم ہے جو ہوگا اور جو کچھ دلیل ونہار میں لمحہ بہ لمحہ رونما ہوتا ہے اور ان کے پاس تمام نبیوں کا علم ہے بلکہ

اس سے بھی زیادہ۔ ①

۵۔ باب ہے اس بات کا کہ ائمہ علیہم السلام لوگوں کو جانتے ہیں ایمان کی حقیقت کے ساتھ اور نفاق کی حقیقت کے ساتھ، اور ان کے پاس ایک ایسی کتاب ہے جس میں اہل جنت کے نام ہیں، اس میں ان شیعوں کے اور ان کے دشمنوں کے نام ہیں، اور بے شک کسی خبر دینے والے کی خبر انھیں اس مقام ومرتبے سے ہٹاتی نہیں ہے جو وہ ان کے اموال کے متعلق جانتے ہیں۔ ②

٦۔ باب ہے اس بات کا کہ ائمہ علیہم السلام جب چاہتے ہیں کہ وہ علم پالیں تو علم پا لیتے ہیں اور بلا شبہ ان کے قلوب اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ارادے کا مورد ہیں، جب اللہ تعالیٰ کوئی چیز چاہتا ہے تو وہ بھی اسے چاہنے والے بن جاتے ہیں اور اس میں تین احادیث ہیں۔ ③

۷۔ باب ہے اس بات کا ائمہ علیہم السلام جانتے ہیں کہ وہ کب مریں گے اور بلاشبہ وہ نہیں مریں گے، مگر اپنے اختیار ہی سے اور اس میں پانچ احادیث ہیں۔ ④

۸۔ باب ہے اور بلاشبہ وہ جانتے ہیں جو کچھ ضمائر دلوں میں ہے اور وہ موتوں کا علم، مصائب کا علم فصل الخطاب کا علم اور پیدائشوں کا علم جانتے ہیں۔ ⑤

۹۔ باب ہے اس بات کا کہ اگر امیر المؤمنین علیہ السلام نہ ہوتے تو جبریل اپنے پرودگار کو نہ جانتا اور وہ اپنے نفس کا نام بھی نہ جانتا۔ ⑥

۱۰۔ بلاشبہ وہ کلام فرماتے ہیں اس حال میں بھی کہ وہ اپنے بطن مادر میں ہوتے ہیں ہو قرآن پڑھتے ہیں اور وہ اپنے پرودگار عزوجل کی عبادت کرتے ہیں اس حال میں بھی کہ وہ اپنی ماؤں کے شکم میں ہوتے ہیں اور ایام رضاعت میں ملائکہ ان کی اتیں مانتے ہیں اور وہ صبح وشام ان کے اوپر اترتے ہیں۔ ⑦

حاشیہ نمبر ۱۲۹:

❶ نیابیع المعاجز وأصول الدلائل لها شم البحرانی ،الباب الخاس ص: ٣٥-٤٢۔

❷ بحارالأنوار ج ۱۱۷/۲٦ ۔ اور اس باب میں چالیس احادیث ہیں۔
❸ الکافی ج ۲۵۸/۱۔
❹ الکافی للکلینی ج ۲۵۸/۱۔ ۲٦۰ ۔
❺ بحارالأنوارج ۱۵۳،۱۳۷/۲٦ ۔ اوراس میں تنتالیس احادیث ہیں۔
❻ شرح الزیارۃ الجامعة الکبیرہ للخوئی ج ۳۷۱/۲۔
❼ إکمال الدین وتمام لنعمة للصدوق ، طبع جدید ج ۳۹٤/۲۔

ائمہ اللہ تعالیٰ کی اولاد میں اور علی کی پشت سے ہیں۔[1]

نعوذبالله من الشرك

بلاشبہ میں زمین کے رکن ستون ہیں ۔اور بلاشبہ علی رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرماتا ہے مجھے ایسی خصلتیں عطا فرمائی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی کو بھی عطا نہیں ہوئیں ، میں موتوں اور مصائب کا علم جانتا ہوں جو مجھ سے پہلے گزر چکا ہے وہ مجھے سے فوت نہیں ہوا یعنی مجھے ان سب کا علم ہے اور جو چیز مجھ سے غائب ہے وہ مجھ سے چھپی ہوئی نہیں ہے۔[2]

باب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کسی بھی نبی کو کوئی علم نہیں سکھایا مگر اسے یہ بھی حکم دیا تھا کہ وہ یہ علم امیرالمومنین علیہ السلام کو بھی سکھائے اور بلاشبہ وہ بھی علم میں اس کا شریک وسہیم ہے۔[3]

وضاحتی نوٹ:

بلاشبہ شیوخ شیعہ کے اپنے ائمہ کے لیے یہ سب دعوے انتہائی عجیب وغریب اور انتہائی درجے کے کفر پر مبنی ہیں ہوتو ان دعووں کے ساتھ اپنے ائمہ کو امامت کے مرتبے سے نکال رہے ہیں ۔کبھی کبھار تو نبوت ورسالت کے مرتبے تک پہچا رہے ہیں اور بعض اوقات ابومہت کے مرتبے پر ہی فائز کر رہے ہیں ہم شیطان سے اور اس کے گروہ سے اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آتے ہیں ،دونوں میں کچھ بھی فرق نہیں رہا۔ بلکہ یہ تو عین کفر اکبر ہے بلکہ اس طرح کا کفر اور اس درجے کی گمراہی تو اولین وآخرین میں سے کسی سے بھی سامنے نہیں آئی۔

سوال کیا شیوخ شیعہ نے ائمہ کی موت کے بعد بھی ان کے معجزات کے باقی رہنے کا اعتقاد رکھتے ہیں۔اوراس عقیدہ کے ان کی روزمرہ زندگی میں کیا اثرات ہیں؟

جواب جی ہاں ! بلکہ یہ معجزات تو ان کے نزدیک مسلسل پیدا ہوتے رہتے اور جدید بنتے رہتے ہیں،اورانھوں نے ایک ایسی واقعی صورت اختیار کر لی ہے جس کے مندرجہ ذیل دورخ ہیں۔

اول:

پہلا رخ جسے شیوخ شیعہ اپنے لنفائب المنتظر کی جانب ،منسوب کرتے ہیں معجزات اورخوارق کا یہ ایک رخ ہے۔

دوسرا:

معجزات اورخوارق عادات کا دوسرا رخ وہ ہے جس کا شیوخ شیعہ اپنے ائمہ کی قبروں کے پاس رونما ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں جیسے کہ وہ واقعات ہیں جو لاعلاج اور بے قابو امراض کی شفایابی کی بابت قبروں کے حوالے سے بیان کیے جاتے ہیں، یہاں تک بیان کیا جاتا ہے کہ نابینا فقط قبر کی مجاوری کرنے کے باعث ہی صاحب بصلات بن جاتا ہے اور حیرانات بھی بالخصوص گدھے قبروں پر حاضر ہوتے ہیں جوصرف تندرستی اورشفا حاصل کرنے جاتے ہیں۔

حاشیہ نمبر۱۳۰:

1. الغدیر ج ۱/۲۱۴۔۲۱۶ لشیخهم المعاصر عبدالحسین الأمینی النجفی۔
2. أصول الکافی ج۱/۱۷۹۔۱۹۸۔
3. أصول الکافی ج۱/۲۶۳۔

ایسے لیے واقعات بھی بیان کیے جاتے ہیں کہ ائمہ کی قبروں کے پاس امانتیں اورقیمتی اشیاء رکھی جاتی ہیں جن کی وہ بدستور حفاظت ونگہداشت کرتے ہیں تو اس طرح مجاوروہس

کے سازو سامان اور آمدنی میں بھی خوب ترقی ہو جاتی ہے۔[1]

سوال شیوخ شیعہ کے نزدیک ائمہ اور اولیاء کے مزاروں اور قبروں کی زیارت کا کیا حکم ہے؟

جواب یہ تو شیعہ مذہب کے فرائض میں سے ایک فریضہ ہے، جس کا تارک کافر ہو جاتا ہے[2] ہارون ابن خارجہ نے اپنے امام ابوعبداللہ سے سوال کیا حالانکہ وہ اس سے مبرا اور بری الزمر ہے: اس آدمی کی بابت جو روضۂ حسین کی زیارت کو بغیر علت اور سبب کے چھوڑ دیتا ہے، فرمایا:

﴿ هٰذَا رَجُلٌ مِّنْ أَهْلِ النَّار ﴾[3]

''یہ شخص اہل دوزخ میں سے ہے۔''

سوال وہ کون سے آداب ہیں جنھیں وہ قبروں کی زیارت کرنے والوں کے لیے واجب قرار دیتے ہیں؟

جواب بہت سے ہیں، ان میں چند ایک:

1. قبرستان میں داخل ہونے سے قبل غسل کرنا۔
2. کھڑے ہونا اور پھر روایتی انداز سے اجازت طلب کرنا۔[4]
3. انتہائی عاجزی وانکساری سے آنا۔
3. پاک صاف اور نئے کپڑے پہن کر آنا۔[5]
4. قبر پر کھڑے ہونا اور اسے بوسہ دینا: ان کی آیت عظمیٰ محمد الشیر ازی کے بقول ہم ان کی قبروں کو اسی طرح بوسہ دیتے ہیں جس طرح ہم حجر اسود کو بوسہ دیتے ہیں۔[6]
5. اس پر رخسار رکھنا۔[7] ان کا کہنا ہے قبروں کو بوسہ دینے اور چومنے میں کوئی کراہت نہیں ہے بلکہ یہ عمل ہمارے نزدیک سنت ہے۔[8]
6. اس کا طواف کرنا مگر یہ کہ ہم تمہاری قبروں کا طواف کریں گے۔[9]

حاشیہ نمبر ۱۳۱:

❶ بحارالأنوار ج ۴۲/۳۱۲ - ۳۱۸۔
❷ اس سلسلے میں روایات کو ملاحظہ فرمائیں: تهذيب الأحكام ج ۲/ ۱۴، کامل الزيارات ص: ابن قولويه کی، وسائل الشيعة ج ۱۰/ ۲۳۳ـ۳۳۷ میں۔
❸ کامل الزيارات ص: ۱۹۳ـ وسائل الشيعة ج ۱۰/ ۳۳۶ـ۳۳۷۔
❹ بحارالأنوار ج ۹۷/ ۱۳۴، ج ۱۰۱/ ۳۶۹۔
❺ بحارالأنوار ج ۹۷/ ۱۳۴۔
❻ مقاله الشيعة عرجعهم الديني محمد الشيرازي ص: ۸ ۔
❼ عمده الزائر لحيدر الحسيني ص: ۳۱ ۔
❽ بحارالأنوار ج ۱۰۰/ ۱۳۶۔
❾ بحارالأنوار ج ۱۰۰/ ۱۲۶ ، مستدلك الوسائل للنوری ج ۱۰/ ۳۶۶

تعارض:

انھوں نے بذات خود ایسی روایات بھی صادر کی ہوئی ہیں جو اس عمل سے منع کر رہی ہیں، ان میں سے ایک تو کسی بھی قبر کا طواف نہ کر۔ ① ان کے علامہ المجلسی نے اپنے اس قول سے اسے یوں رد کیا ہے یہاں پر جس طواف سے روکا گیا ہے یہ احتمال بھی ہوسکتا ہے کہ اس سے مراد: وہاں پاخانہ کرنا ہو۔ ②

صاحب قبر کی طرف مند کر اور قبلہ کی جانب پشت کرنا۔ المجلسی نے کہا ہے۔ بے شک قبر کی جانب مند کرنا لازمی امر ہے اگر چہ وہ قبلے کے موافق نہ بھی ہو اور زائر کے لیے قبر کی جانب منہ کرنا قبلے کی جانب منہ کرنے کے مرتبے میں ہے کیونکہ وہی تو اللہ کا چہرہ ہے قبر پر جھکنا اور منقول دعا پڑھنا اس کے متعلق ان کا یہ قول ہے:

''جب تو دروازے پر پہنچے تو قبے سے باہر ہی کھڑا ہو جا، اپنی نگاہوں سے قبر کی جانب اشارہ کر اور یوں کہہ:

" يَا مَوْلَايَ يَا أَعَبْدِاللّٰهِ يَا ابْنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ، عَبْدُكَ وـابْنُ عَبْدِكَ وَابْنُ

أَمَتِكَ، اَلَّذِلِيْلُ بَيْنَ يَدَيْكَ ،اَلْمُقَصِرُ فِيْ عُلُوِّ قَدْرِكَ، اَلْمُعْتَرِف بِحَقِّكَ جَاءَ كَ مُسْتَجِيْرًا بِذِمَّتِكَ، قَاصِدًا إِلىٰ حَرَمِكِ ، مُتوَجِّهاً إِلٰى مُقَامِكِ "

''اے میرے مولا! اے ابوعبداللہ! اے رسول اللہ ﷺ کے صاجزادے! تیرا بندہ، تیرے بندے کا بیٹا، تیری لونڈی کا بیٹا، تیرے سامنے ذلیل ،آپ کی علو منزلت میں تقصیر کا مرتکب ،آپ کے حق کا معترف،آپ کے ذمے سے پناہ لینے والا بن کر آپ کے مقام و مرتبے کی طرف دھیان دینے والا ہے۔''

پھر وہ قبر کے سامنے جھک جائے اور یہ کہے:

" يَامُوْلَایَ أَتَيْتُكَ فَائِفاً فَآمِنِّيْ،وَأَتَيْتُكَ مُسْتَجِيْرًافَأَجِرْفِيْ،وَأَتَيْتُكَ فَقِيْراً فَأَغْنِنِيْ "

''اے میرے مولا !میں آپ کے پاس ڈرتے ہوئے آیا ہوں لہٰذا مجھے امن عطا فرمایئے، میں آپ کے حضور پناہ لینے والا بن کر آیا ہوں لہٰذا مجھے پناہ عطا فرمایئے،میں آپ کے پاس فقیر بن کر آیا ہوں لہٰذا مجھے غنی بنا دیجیے ......اے میرے سید! آپ ہی میرے سرپرست ہیں اور میرے مولا ہیں ۔''

⑩ قبر کو قبلہ بنائے ، کعبہ کی جانب پشت کرے ، اور واجبی لازمی طور پر دو رکعت نماز قبر کی جانب رخ کر کے پڑھے۔ [5] شیوخ شیعہ ان شرکیہ اعمال کو افضل ترین ذرائع قرب اور حصول قرب میں شمار کرتے ہیں اور پھر یہ اپنے پیروکاروں کو یہ باور کرواتے ہیں کہ ان شرکیہ اعمال سے مندرجہ ذیل نتائج واجب ہوجاتے ہیں گناہوں کو مغفرت ،جنت کا داخلہ، ودزخ سے آزادی ،غلطیوں کا خاتمہ،درجات کی بلندی ،دعاؤں کو قبولیت۔ [6]

حاشیہ۱۳۲:

❶ علل الشرائع للقمی ص: ۲۸۳، بحارالأنوار ج۱۰۰/۲۲۶،دیکھیے الکافی ج ۶/۵۳۴۔

❷ بحارالأنوار ج ۱۰۰/۱۲۷ ۔
❸ بحارالأنوار ج۱۰۰/۳٦۹۔
❹ بحارالأنوار نوار ج ۱۰۱/۲۵۷۔۲٦۱۔
❺ بحارالأنوارج۱۰۰/۱۲۸۔۱۳٤،دیکھیے تحریر الوسیلة ج ۱/۱۵۲ ، الاحتجاج للطبرسی ج ۲/۳۱۲۔
❻ بحارالأنوار ج ۱۰۱/۲۱۔۲۸۔ سے یہ چند عنوانات ہیں، اس نے اس معنی کی ۳۷ روایات جمع کی ہیں۔

''یہ حج، وعمرہ، جہاد اور غلام آزاد کرنے کے برابر ہے۔''[1]

تناقض:

ابو عبداللہ رحمہ اللہ سے مروی ہے آپ نے فرمایا ہے:

" نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُصَلّٰى عَلٰى قَبْرٍ، أَوْ يُقْعَدَ عَلَيْهِ، أَوْ يُبْنٰى عَلَيْهِ "[2]

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے کہ کسی قبر پر نماز پڑھی جائے، یا اس پر بیٹھا جائے یا اس پر کوئی عمارت بنائی جائے۔''

پھر مقام غور ہے کیا یہ روایت کردہ نصوص ان کے ائمہ کے نام پر جھوٹ نہیں ہیں؟ جن میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کی دعوت پر اللہ تعالیٰ کی شریعت اور اس کے دین کو تبدیل کرنے پر مشرکین کو تحفے کو مسلمانوں کی ملت میں شامل کرنے پر اور بت پرستی کو حنفیت ایک اللہ سے لگاؤ میں تبدیل کرنے پر کھلم کھلا دعوت ہے جی ہاں کیوں نہیں قسم ہے اس اللہ کی جس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں ہے اور جس کے سوا کوئی رب نہیں ہے اس دین کا کیا نام رکھا جائے گا جو اپنے پیروکاروں کو کعبہ کی جانب پشت کرنے کا اور اور قبور ائمہ کی طرف منہ کرنے کا حکم دیتا ہوں اور ان افتراء پرواز شیوخ کا کیا نام رکھا جائے گا جو شرک کے اڈوں کو آباد کریں جنھیں وہ روضوں اور مشاہد کا نام دیتے ہیں، اور توحید کے مراکز یعنی مساجد کو

بے آباد کرتے ہیں۔ وَالْوَاقِعُ خَیْرُ شَاھِدٍ اور حقیقت حال بہترین گواہ ہے۔اللہ تعالیٰ نے یہ فرماتے ہوئے کتنا سچ فرمایا ہے :

﴿ اَمْ لَهُمْ شُرَكَاءُ شَرَعُوْا لَهُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا لَمْ يَاْذَنْۢ بِهِ اللّٰهُ وَلَوْلَا كَلِمَةُ الْفَصْلِ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ وَاِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴾

[شوریٰ : ۲۱]

’’کیا ان لوگوں نے ایسے اللہ کے شریک مقرر کر رکھے ہیں جنھوں نے ایسے احکام دین مقرر کر دیے ہیں جو اللہ کے فرمائے ہوئے نہیں ہیں ۔اگر فیصلے کے دن کا وعدہ نہ ہوتا تو ابھی ہی ان میں فیصلہ کر دیا جاتا، یقیناً ان ظالموں کے لیے ہی دردناک عذاب ہیں۔‘‘

مصیبت :

بلاشبہ ابوجعفر محمد الباقر نے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

’’ لَا تَتَّخِذُوْا قَبْرِیْ قِبْلَةً وَّلَا مَسْجِدًا، فَإِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ لَعَنَ الَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِیَائِهِمْ مَسَاجِدَ ‘‘[3]

’’تم میری قبر کو قبلہ نہ بنانا اور نہ ہی مسجد، بلاشبہ اللہ عزوجل نے الوگوں پر لعنت کی ہے جنھوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو مسجدیں بنالیا:‘‘

سوال کیا ان کے نزدیک نجف، کربلا،قم اور کوفہ شہروں کا کوئی مقام ومرتبہ ہے؟

جواب جی ہاں! انھوں نے روایت بیان کی ہے کہ ابوعبداللہ نے اس ضمن میں فرمایا ہے جو اللہ تعالیٰ نے کعبہ کی طرف وحی کرتے ہوئے اسے ارشاد فرمایا تھا :اگر کربلا کی مٹی نہ ہوتی تو میں تجھے فضیلت نہ دیتا، اور اگر وہ ہستی نہ ہوتی جسے ارض کربلا نے اپنے اندر سمولیا ہے تو میں تجھے پیدا ہی نہ کرتا اور نہ میں اس گھر کو پیدا کرتا جس کو وجہ سے تو فخر

کرتا ہے پس تو فرماں بردار اور ٹھہرا رہ، اور متواضع، ذلیل اور مھین رہتے ہوئے پیچھے پیچھے۔ ④

حاشیہ ص۱۳۳:

❶ بحارالأنوار ج ۱۰۱/۲۸-۴۴ کے مختلف عنوانات کا محصل ھے اس میں صاحب کتاب نے ۸۴ روایات ذکر کی ھیں ۔

❷ تهذيب الأحكام ج۱/۱۳۰۔ المسبتصار ج۱/۴۸۲ یہ دونوں کتابیں طوسی کی ہیں۔ وسائل الشيعة للعاملی ج۲/۸۶۹ ۔

❸ علل الشرائع ص: ۳۵۸، بحارالأنوار ج۱۰۰/۱۲۸، دیکھیے من یحضره الفقیه ج۱/۱۷۸ ۔

❹ وسائل الشيعة ج۱۴/۵۱۴۔

انھوں نے کربلا کی زبان سے یہ بیان کی کیا ہے میں اللہ کی مقدس اور مبارک سرزمین ہوں، میری مٹی اور میرے پانی میں شفا ہے۔ ①

ان کی آیت آل کاشف الغطاء نے کربلا کے متعلق کہا ہے۔ یہ ضروری طور پر زمن کا اعلیٰ ترین اور معزز ترین ٹکڑا ہے۔ ②

اور ان کے نزدیک ضروری چیز کا منکر کافر ہوتا ہے جس طرح کہ قبل ازیں کئی مرتبہ گزر چکا ہے۔ ان کی آیت میرزا حسین الحاڑی کہتا ہے اس طرح یہ مبارک زمین کا ٹکڑا مسلمانوں کے لیے زیارت گاہ، موحدین کے لیے کعبہ، ہے بعد اس کے کہ وہ امام کے دفن کی فگہ بن چکا ہے۔ ③

ان کی بعض مقدس لضوص میں یوں بھی آیا ہے بلاشبہ حجر اسود کعبہ مشرفہ والے اپنے مقام سے نکالا جائے گا اور ان کے حرم کوفہ میں لصب کیا جائے گا۔ ④

یہ کام ان کے ''قرامطہ'' بھائیوں نے بالفعل اور عملاً کیا بھی اور بیت اللہ الحرام میں انھوں نے یہ جرم بھی کیا اور سنہ ۳۱۷ھ میں کعبہ مشرفہ سے حجر اسود کو اکھاڑا بھی لیکن اسے اپنے کوفہ والے حرم میں لگایا نہیں آخر کیوں؟

وضاحتی نوٹ:

کیا شیوخ شیعہ کے یہ مصادر ان کے قرامطہ بھائیوں کے لیے کھیتی کا مثل تو نہیں بنے جو کچھ انھوں نے کر دکھایا ہے؟ پھر اتنی حرص صرف کوفہ کے لیے ہی کیوں ہے؟

پھر اتنی حرص صرف کوفہ کے لیے ہی کیوں ہے؟

حاشیہ۱۳۴:

1. کامل الزیارات ص، ۲۷۰، بحارانوار ج۱۰۱/۱۰۹۔
2. الأرض رالتربة الحسینة لأل کاشف ص: ۵۵،۵۶۔
3. أحکام الشیعة للحأری ج۱/۳۲۔دیکھیے تاریخ کربلاء بعد الجواد أطعمة ص: ۱۱۵۔۱۱۶
4. کما فی کتاب الوانی المجلد الثانی فی ج۸/۲۱۵۔
5. دیکھیے کتاب المسائل العکبریة ص: ۸۴۔۱۰۲ ۔حمد بن النعمان الملقب بالمفید المتوفی سنة: ۴۱۳۔

افسوس! ابن سبا یہودی کے دین میں مسلمانوں کے شہروں میں سے سوائے ''کوفہ'' کے کسی شہر کا نام نہیں سنا گیا، اس کی وجہ یہ ہے کہ دیگر اسلامی شہروں نے علم اور ایمان سے قریب ہونے کا باعث ابن سبا یہودی کے دین التشیع کو قبول نہیں کیا تھا سوائے کوفہ کے جو اس ابن سبا یہودی کی دعوت سے متاثر ہوا تھا، جس نے مختلف شہروں میں گھوم پھر کر اپنی دعوت کو پیش کیا تھا۔تو اس نے اپنی دعوت کو قبول کرنے والا کوئی نہ پایا مگر اس جگہ مس اہل تشیع کوفہ سے نکلے ہیں اسی طرح اہل ارجاء بھی کوفہ ہی سے ظاہر ہوئے ہیں اور القدر الاعتزال اور انسک الفاسد کے حامل عقائد والے بصرہ سے ظاہر ہوئے ہیں اور التجھم خراسان کے علاقے سے نکلے ہیں ان تمام بدعتوں کا ظہور دار نبوت سے بعد کے حساب سے ہے اور ہر امت میں ایسی بدعتوں کا ظہور ان میں پیغبروں کی سنتوں کے کے مخفی ہو جانے کے سبب اور ان کے علم و ایمان کے شہروں سے دوری کے سبب سے ہی ہوتا رہا ہے

تو اس طرح ہلاکت واقع ہوتی رہی ہے۔میں اس جوب کو اللہ تبارک وتعالیٰ کے اس فرمان گرامی کے ساتھ ختم کرتا ہوں:

﴿ اِنَّ اَوَّلَ بَیۡتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیۡ بِبَکَّۃَ مُبٰرَکًا وَّ ہُدًی لِّلۡعٰلَمِیۡنَ فِیۡہِ اٰیٰتٌۢ بَیِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبۡرٰہِیۡمَ وَ مَنۡ دَخَلَہٗ کَانَ اٰمِنًا وَ لِلّٰہِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الۡبَیۡتِ مَنِ اسۡتَطَاعَ اِلَیۡہِ سَبِیۡلًا وَ مَنۡ کَفَرَ فَاِنَّ اللّٰہَ غَنِیٌّ عَنِ الۡعٰلَمِیۡنَ ﴾ [آل عمران: ٩٦-٩٧]

''اللہ تعالیٰ کا پہلا گھر جو لوگوں کے لیے مقرر کیا گیا وہی ہے جو مکہ (شریف) میں ہے جو تمام دنیا کے لیے برکت وہدایت والا ہے جس میں کھلی کھلی نشانیاں ہیں، مقام ابراہیم ہے اس میں جو آ جائے امن والا ہو جاتا ہے، اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں پر جو اس کی طرف راہ پا سکتے ہوں اس گھر کا حج فرض کر دیا ہے اور جو کوئی کفر کرے تو اللہ تعالیٰ اس سے بلکہ تمام دنیا سے بے پروا ہے۔''

سوال اپنے ائمہ کی قبروں کی طرف رخ کر کے نماز، دعا، توسل اور حج کے متعلق ان کا کیا اعتقاد ہے؟

جواب انھوں نے روایت بیان کی ہے کہ ایک شخص ابوعبداللہ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ سے کہنے لگا، میں نے انیس حج کیے ہیں آپ اللہ سے دعا کریں کہ وہ مجھے بیس حج پورے کرنے کی توفیق عطا فرمائے، فرمایا:

''کیا تو نے قبر حسین علیہ السلام کی زیارت کی ہے اس نے کہا نہیں فرمایا: اس کی زیارت تو بیس حجوں سے زیادہ بہتر ہے۔''(1)

اور ایک روایت میں یوں ہے اللہ کی قسم! اگر میں تم سے اس کی زیارت کی فضیلت اور آپ کی قبر کی فضیلت بیان کر دوں تو تم حج کرنا بالکل ہی چھوڑ دو اور پھر تم میں سے کوئی بھی حج نہ کرے۔(2) کاش کہ وہ ان سے بیان کر دیتے!!

یوم عرفہ میں حسین رضی اللہ عنہ کی قبر کا حج کرنے کی فضیلت میں ان کا اعتقاد یہ ہے۔الامام الصادق سے یہ روایت ہے بے شک اللہ تبارک وتعالیٰ عرفہ کی شام کو اہل موقف اہل عرفہ کی جانب نظر ڈالنے سے قبل حسین بن علی علیہ السلام کی قبر کی زائرین کی جانب نگاہ ڈالنے سے قبل وہ کس طرح؟ فرمایا: اس کی وجہ یہ ہے ک ان میں ولد الزنا ہوتے ہیں اور ادھر ان لوگوں میں ولد الزنا نہیں ہوتے۔ [3]

حاشیہ نمبر ۱۳۵:

❶ الوافی ج۸/۲۱۹۔ الکافی ج ٤/٥٨١۔ وسائل الشیعة ج ١٤/٤٤٧ ثواب الأعمال للصدوق ص : ٩٤۔

❷ بحارالأنوار ج۹۸/۳۳، ج۱۰۱/۳۳۔کامل الزرات ص: ٢٦٦۔

❸ تهذیب الأحکام ج٦/ ٥٠ ،مستدرك الوسائل ج١٠/٢٨٢۔

زید الشحام سے مروی ہے اس نے کہا ہے میں نے عبداللہ سے عرض کی: جو آدمی قبر حسین علیہ السلام کی زیارت کرے اس کے لیے کیا درجہ ہے؟ فرمایا:

"كَانَ كَمَنُ زَارَ اللّٰهَ فِيُ عَرَشِهِ" [1]

''وہ ایسے ہے جیسے اس نے اللہ کی عرش پر زیارت کر لی۔''

انھوں نے روایت بیان کی ہے کہ بے شک ابو عبداللہ نے فرمایا ہے کیا تو اس کی زیارت نہیں کرے گا: جس کی اللہ تعالیٰ فرشتوں کے ساتھ لے کر زیارت کرتا ہے جس کی انبیاء زیارت کرتے ہیں۔جس کی مومنین زیارت کرتے ہیں۔ [2]

قبروں کے پاس نماز پڑھنے کی فضیلت کی بابت ان کا اعتقاد کچھ اس طرح ہے۔ ابو عبداللہ نے حرم حسین علیہ السلام میں نماز کی بابت فرمایا ہے: تیرے لیے اس ایک رکوع کے بدلے جو تو اس کے پاس رکوع کرے گا اس شخص کے برابر ثواب ہے جو ایک ہزار حج کرے ایک ہزار عمرہ کرے اور ایک ہزار گردن آزاد کرے اور گویا کو وہ فی سبیل اللہ کسی نبی مرسل کے ہمراہ دس لاکھ مرتبہ کھڑا ہوا ہے۔ [3]

سوال کیا انھوں نے ان مزعومہ نام نہاد اور من گھڑت فضائل کو صرف اپنے ائمہ کی قبروں کی زیارت کے ساتھ ہی مختص کیا ہے؟

جواب نہیں ! بلکہ انھوں نے ان فضائل کر اپنے اولیاء ،مشائخ ، اقارب اور احسد قاء کی قبروں کی زیارت تک بھی آگے وراز کر لیا ہے ۔انھوں نے روایت بیان کی ہے کہ الحسن العسکر ی علیہ السلام نے فرمایا ہے ۔جس نے عبدالعظیم کی قبر کی زیارت کر لی وہ اس شخص جیسا ہے جس نے قبر حسین کی زیارت کی ہو۔ ④

ابن الرضا علیہ السلام سے مروی ہے اس نے کہا ہے ۔جس نے قم میں میری پھوپھی کی قبر کی زیارت کی اس کے لیے جنت ہے۔ ⑤

انھوں نے ابوالحسن موسیٰ علیہ السلام سے یہ فرمان ذکر کیا ہے جس نے میرے بیٹے علی کی قبر کی زیارت تو اس کے لیے اللہ تعالیٰ کے ہاں مستر مبر در حجوں کا ثواب ہوگا میں نے عرض کی ستر حجوں کا فرمایا: جی ہاں بلکہ ستر ہزار حجوں کا۔ ⑥

اس نے اپنے امام کو غصہ دلا دیا تو امام موصوف نے ثواب اور درجے کو بڑھا دیا۔

حاشیہ ص ۱۳۶:

❶ کامل الزرات ص: ۱۷٤،۱٤۷ لابن قولویه القمی اس کتاب کا مؤلف اپنی کتاب میں اپنے عقیدے کے مطابق ائمہ کی قبروں کی زیارت کے طریقے ،آل بیت کی قبور کی زیارت کے طریقے ،اس کا ثواب اور فضیلت کے متعلق گفتگو کرتا ہے۔ بحارالأنوار ج ۷٦/۹۸، مستدرك الوسائل ج ۱۹۰/۲ ۔

❷ الکافی ج٤/۵۷۹ ، بحارالأنوار ج۲۵/ ۳٦۱ ، ج ۹۷-۲۵۷۔

❸ الوافی للکاشانی ج۸/۲۳٤،تهذیب الأحکام للطوسی ج ٦/ ۷۳ وسائل الشیعة للعاملی ج ۱٤/ ۵٦۸۔

❹ بحارالأنوار ج ۱۰۲/ ۲٦۸ ، کامل الزرات ص ۳۲٤ ۔

❺ وسائل الشیعة ج ۱٤/ ۵۷٦ ۔

❻ تهذیب الأحکام ج٦/ ۸٤ ۔

وضاحتی نوٹ:

عام شیعہ بلکہ ان کے شیوخ حج اور عمرہ کرتے ہوئے کس لیے نظر آتے ہیں اور وہ مکہ اور مدینہ بنویہ کی زیارت کرتے کس لیے دیکھے جاتے ہیں۔ باوجود ایک اس درجہ کے عظیم فضائل جو ان کی مزعومہ قبور کے لیے موجود ہیں۔

سوال اگر آپ امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کی قبر کی زیارت سے متعلقہ بعض مزعومہ من گھڑت فضائل کا اختصار سے ذکر بھی کر دو تو......؟

جواب جی ہاں ان میں سے چند جس نے امیر المؤمنین کی قبر کی زیارت کی تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے ہر قدم کے عوض ایک مقبول حج اور ایک مبرور عمرے کا ثواب لکھ دے گا اللہ کی قسم اے ابن مارد! اللہ تعالیٰ اس قدم کو آگ کا ذائقہ نہیں چکھائے گا جو امیر المؤمنین کی زیارت میں غبار آلود ہو گیا۔ ①

ایک روایت میں ہے جس شخص نے امیر المومنین کی قبر کی اس کا حق پہچانتے ہوئے اور تکبر وغرور سے بچتے ہوئے، زیارت کی تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے ایک لاکھ شہید کا اجر لکھے گا اور اللہ تعالیٰ اس کے اگلے پچھلے گناہ بھی معاف فرما دے گا۔ ②

اور آخر میں، ان کا علامہ المجلسی بولتا ہے بے شک قبر المومنین کی اللہ تعالیٰ ملائکہ کے ہمراہ زیارت کرتا ہے انبیاء بھی اور مومنین بھی اس کی زیارت کرتے ہیں۔ ③

سوال اگر آپ قبر حسین رضی اللہ عنہ کی زیارت کے ان کے بعض مزعومہ نام نہاد فضائل کا اختصار سے ہمارے سامنے تذکرہ بھی کر دیں تو......؟

جواب شیوخ شیعہ نے اس بارے میں روایات کثیرہ گھڑ رکھی ہیں ان میں سے چند ایک ابو جعفر سے یہ فرمان مروی ہے اگر لوگوں کو زیارت حسین علیہ السلام سے متعلقہ فضائل کا علم ہو جائے تو ہو شوق ہی میں مر جائیں اور ان کی روحیں ان فضائل پر حسرت کرتے ہوئے ہی پرواز کر جائیں۔ ④

حاشیہ نمبر ۱۳۷:

❶ تهذيب الأحكام ج ٢١/٦ وسائل الشيعة ج ٣٧٦/١٤ ،إرشاد القلوب إلى الصوب للحسن الديلمى ج ٤٤٢/٢۔

❷ وسائل الشيعة ج٣٧٥/١٤۔

❸ بحارالأنوار ج٢٥٨/١٠٠۔

❹ كامل الزرات لابن قولويه ص: ١٤٣،وسائل الشيعة للعاملى ج٣٥٣/١ بحارالأنوار ج ١٨/١٠١۔

مصیبت:

شیوخ الشیعہ اس روایت کا کیا جواب پیش کریں گے جو انھوں نے روایت کی ہے حنان سے مروی ہے میں نے ابوعبداللہ علیہ السلام سے عرض کی آپ قبر حسین صلوات اللہ علیہ کی زیارت کی بابت کی فرماتے ہیں کیونکہ ہمیں آپ میں سے بعض کی طرف سے یہ فرمان بھی پہنچا ہے کہ وہ ایک حج اور ایک عمرے کے برابر ہے؟ اس نے کہا: آپ علیہ السلام نے فرمایا: یہ حدیث کس درجہ ضعیف ہے یہ زیارت اس کے کسی طرح بھی برابر نہیں ہے۔البتہ اس کی زیارت کیا کرو لیکن وہاں ہجوم نہ کیا کرو، بلاشبہ وہ شباب اہل جنت کے سید ہیں۔

سوال ان کے شیوخ کا اپنے شیعہ مجتہد کے متعلق کیا عقیدہ ہے اور اس کی تردید کرنے والے کا کیا حکم ہے۔؟

جواب ان کے شیخ محمد رضا المظفر نے کہا ہے مجتہد کے متعلق ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ وہ امام کی عدم موجودگی میں اس کا نائب ہے وہی حاکم اور رئیس مطلق ہے اس کی بات کو نہ ماننے والا امام کی بات کو نہ ماننے اور یہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہرانے کے درجے میں ہو گا۔ ②

ان کے امام الخمینی نے کہا ہے دور حاضر کے ہمارے بیشتر فقہاء میں وہ خصائص وافر مقدار میں پائے جاتے ہیں جو انھیں امام معصوم کی نیابت کا اہل بنانے والے ہیں۔اس

مزید کہا اور فقیہ تو نبی کا وحی ہوتا ہے اور غَیبَتًا امام کی غیر موجودگی کے زمانے میں وہی مسلمانوں کا امام اور قائد ہوگا۔ [3]

وضاحتی نوٹ :

بلاشبہ شیوخ شیعہ اس اعزاز کو پانے میں اہل بیت کو سرے سے ہی چھوڑ گئے ہیں اور اس معدوم سے چمٹ گئے ہیں اور اس معدوم کے نام سے اہل بیت کے امام کی جگہ پر خود کو فائز کر رہے ہیں ان کے شیوخ میں سے ہر کوئی آیۃ اللہ اور امام اور حاکم مطلق اور مطاع اور جابی الأموال یعنی مال کو قبول کرنے والا ہے اور اہل بیت میں سے کوئی بھی اس اعزاز میں اپنا اپنا حصہ نہیں پا رہا۔ اور ان کے شیخ محمد جواد مغنیہ نے کہا ہے۔ [4] ایک طویل بحث ہے جس کا خلاصہ کچھ اس طرح ہے الخمینی ، امام غائب کی مطلق نہابت کا کس طرح دعویٰ کر رہا ہے حالانکہ الإمام الغائب تو ہمارے نزدیک نبی یا اِلہ کے مرتبے میں ہے۔

حاشیہ ص :

1. بحارالأنوار ج۱۰۱/۳۵، قرب الإسناد ص: ۸ لعبداللہ بن جعفر الحمیر ی جو کہ ان کے تیسری صدی کے شیوخ میں سے ہیں۔
2. عقائد الإمامیة للمظفری ص: ۳٤۔
3. الحکومیة الإسلامیة ص: ٦٧۔١١٣۔
4. الخمینی فی کتابه : الدولة الإسلامیة ص: ٥٩ ۔

انھوں نے شیعہ آدمی پر اس بات کو واجب قرار دیا ہے کہ وہ کسی زندہ معین مجتہد کی تقلید کرے ، وگرنہ اس کی جمیع عبادات باطل ہوں گی جو کسی صورت بھی قبول نہ ہوں گی ، خواہ وہ نمازیں پڑھے اور روزے رکھے ، ہاں قبولیت کی یہ صورت موجود ہے کہ بعد اس کا عمل اس شخص کی رائے کے موافق ہو جائے جس کی اس نے تقلید اختیار کر لی ہو۔ [1]

وضاحتی نوٹ :

بلاشبہ شیوخ شیعہ کے مجتہدین کا یہ بلند مرتبہ ہمیں نصاریٰ کے فادروں اور پوپوں کا

مرتبہ یاد کروا رہا ہے بلکہ یہ تو ان سے بھی عظیم تر ہے۔

سوال تقیہ کیا ہے اور شیعہ مذہب کے شیوخ کے ہاں اس کی فضیلت کیا ہے؟

جواب ان کے شیخ المفید نے کہا ہے:

" اَلتَّقِيَّةُ كِتْمَانُ الْحَقِّ وَسَتْرُالِاعْتِقَا دِفِيْهِ ،وَكِتْمَانُ الْمُخَالِفِيْنَ وَتَرْكُ مُظَاهَرَتِهِمْ بِمَا لَعُقُبُ ضَرَرًا فِي الدِّيْنِ أَوَ الدُّنْيَا "②

'' تقیہ، حق کو چھپنا اور اس میں اپنے اعتقاد کو ڈھانپ لینا مخالفین سے چھپنا اور ان کے سامنے ایسے اظہار کو ترک کر دینا ہے جس کے باعث دین یا دنیا میں کسی طرح کے ضرو کا اندیشہ ہو۔''

محمد جواد مغنیہ نے کہا ہے تقیہ یہ ہے کہ تو ایسی بات کہے یا ایسا کام کرے جس پر تیرا عقیدہ نہ ہونا کہ تو اپنے نفس سے یا اپنے مال سے ضرر کو دور کر سکے یا تو اپنی عزت وکرامت کی حفاظت کر سکے۔③

تو اس کا معنیٰ یہ ہوا کہ مذہب اہل سنت کا اظہار کرنا اور مذہب شیعہ کر چھپا لینا! انھوں نے روایت بیان کی ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے تقیہ مومن کے افضل اعمال میں سے ہے۔④

اور الحسین بن علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے اگر تقیہ نہ ہوتا ہمارے دشمنوں سے ہمارے ولی کی پہچان نہ ہوتی۔⑤

ابو عبداللہ علیہ السلام نے فرمایا ہے اللہ کی قسم! اللہ کی اَلْخَنَأ سے بڑھ کر کسی بھی چیز کے ساتھ عبادت نہیں کی گئی جو اسے سب سے زیادہ محبوب ہے۔ میں نے عرض کی: اَلْخَنَأ کیا ہے۔ فرمایا: التقیۃ۔⑥

اور یوں بھی آپ نے فرمایا ہے بلاشبہ اس شخص کا کوئی ایمان نہیں ہے جس کے پاس تقیہ نہیں ہے۔⑦

حاشیہ نمبر ۱۳۹:

❶ دیکھیے عقائد الإمامیة للمظفر، ص : ٥٥ ۔

❷ شرح عقائد الصدق ص: ٢٦١ ۔ ملحق بکتاب أوائل المقالات ۔

❸ الشیعة فی المیزان ص: ٤٨ لأیتهم محمد جواد مغنیة ، جو لبنان میں بیروت میں جعفری عدالت کے رائیس ھیں دارالتعارف للمطبوعات ۔

❹ تفسیر الحسن العسکری ص: ١٦٢ ۔

❺ ایضاً ۔

❻ معانی الأخبار لابن بابویه ص: ١٦٢ ،وسائل الشیعة ج ٤٦٢/١١ ۔

❼ أصول الکافی ج ٢١٩/٢ ۔

ابو جعفر علیہ السلام نے فرمایا ہے: تقیہ میرے دین اور میرے آباؤ واجداد کے دین میں سے ہے اور اس شخص کا کوئی ایمان ہیں جس کے پاس تقیہ نہیں ہے ۔ ①

ان کے شیخ الخمینی نے کہا ہے بے شک انبیاء کو اللہ تعالیٰ نے اپنی باقی مخلوق پر فضیلت اور برتری عطا فرمائی مگر لوگوں سے ان کے تقیہ کی وجہ سے ہی ۔ ②

وضاحتی نوٹ:

مذکورہ اور گذشتہ نصوص عبارتوں کو شیوخ شیعہ اپنے ائمہ رضی اللہ عنہ جو سنہ ۴۰ میں شہید ہوئے آپ کے صاجزادے الحسین رضی اللہ عنہ جو سنہ ۶۱ میں شہید ہوئے ابو جعفر جو سنہ ۱۱۴ میں فوت ہوئے اور ابو عبداللہ جو سنہ ۱۴۸ میں فوت ہوئے کی طرف منسوب کرتے ہیں یہ لوگ تو اسلام اور مسلمانوں کی عزت کے زمانیاور دورانیے میں زندگی گزراتے رہے ہیں ذرا زوچیے کہ اس زمانے میں تقیہ کرنے کی کونسی حاجت تھی وگرنہ یہ ماننا پڑے گا کہ جس دین کے ذریلیے وہ بچا کرتے ہیں وہ اسلام کے علاوہ کوئی اور دین تھا۔ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ ذٰلِكَ

سوال مذہب شیعی کے شیوخ کے نزدیک تر تقیہ کا کیا حکم ہے؟

جواب اس کا تارک ،تارک نماز کی مثل ہے۔ ②

پھر انھوں نے غلو میں مزید قدم بڑھائے اور یوں بولے بلاشبہ اس کا ترک ان ہلاک

کرنے والے امور میں سے ہے جو امور اپنے صاحب کر جہنم کی گہرائی میں ڈال دیتے ہیں، یہ تو انکار نبوت کے مساوی ہے اور اللہ العظیم سے کفر کرنے کے مترادف ہے۔ ④

پھر انھوں نے غلو کرتے ہوئے مزید یہ بول بولے بے شک ۹/۱۰ دین تقیہ کے اندر ہے اور اس آدمی کا کوئی دین نہیں جس کا تقیہ نہیں ہے۔ ⑤

پھر مزید غلو سے کام لیتے ہوئے یوں کہہ اٹھے اس کا ترک ایسا گناہ ہے جو کبھی معاف نہ ہوگا۔ ⑥

انہوں نے روایت بیان کی ہے کہ ابو عبداللہ علیہ السلام نے فرمایا ہے۔ بے شک تم ایسے دین پر ہو جو اسے چھپائے گا اللہ اسے عزت سے نواز گا اور جو اسے پھیلائے گا اللہ اسے ذلیل ورسوا کرے گا۔ ⑦

حاشیہ نمبر ۱۴۰:

❶ الکافی ج۱/۱۷٤ ج ۲/۲۱۸-۲۱۹، تفسیر العیاشی ج۱/۲۱٤ و ج ۲/۳۵۱ تفسیر البرهان ج۱/۳۰۹۔

❷ المکاسب المحرمة للخیمینی ج۲/۱٦۳۔

❸ من لایضره الفقیهُ ج۲/۸۰، جامع الأخبار ص: ۱۱۰۔یه دونوں کتابیں ابن بابو سے القمی کی ھیں، وسائل الشیعة ج۷/۹٤، السرائر لابن إدریس الحلی ص: ٤۷۹، بحارالأنوار ج۷۵/۹۱۲-٤۱٤۔

❹ المکاسب المحرمة للخمینی ج۲/٦۱۲

❺ أصل للکافی ج۲/۲۱۷، سائل الشیعة للحرالعاملی ج۱۱/٤٦۰، بحارالأنوار ج، ٤۲۳/۷۵۔

❻ دیکھیے تفسیر الحسن العسکری ص: ۱۳۰، وسائل الشیعة ج۱۱/٤۷٤ بحارالأنوار ج۷۵/۵۱۵۔

❼ أصول الکافی ج۱/۲۲۲ وج ۲/۲۲۲ وسائل الشیعة ج۱٦/۲۳۵۔بحارالأنوار ج ۷۲/۷۲، المحاسن النفسانیة لحسین آل عصفور البحرانی ج۱/۲۵۷۔

اور آخری بات بلاشبہ تقیہ کا تارک کافر ہے۔ ①

وضاحتی نوٹ:

سفیان السمط سے مروی ہے اس نے کہا: میں نے ابوعبداللہ سے عرض کی میں آپ پر فدا جاؤں بے شک آپ کی جانب سے ہمارے پاس ایک ایسا آدمی آتا ہے جو کذب بیانی میں معروف ہے وہ کوئی حدیث بیان کرتا ہے جسے ہم بدمزہ اور بگاڑ والی پاتے ہیں ابو عبداللہ علیہ السلام نے فرمایا: وہ تجھے کہتا ہے ک بلاشبہ میں نے رات کو دن کر دیا ہے یا دن کو رات کہہ دیا ہے عرض کیا نہیں۔ فرمایا: اگر وہ تجھے یہ بھی کہہ دے کہ بلاشبہ میں نے ہی یہ بات کہی ہے تو اس کے تکذیب نہ کر ایسی صورت میں بلاشبہ تو مجھے جھٹلائے گا۔ ②

یہ نص اور اس طرح کی دوسری لاتعداد ہیں جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ شیعہ میں سے ایسے ہیں جو اپنے شیوخ کی ائمہ سے بیان کردہ روایات کو بدمزہ اور بدذائقہ پاتے ہیں، لیکن وہ پھر بھی ایسی روایات پر اندھے ایمان لانے کو لازم قرار دیتے ہیں۔ انھوں نے جابر سے روایت بیان کی ہے، اس نے کہا: ابوجعفر علیہ السلام نے فرمایا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے بے شک آل محمد کی حدیث مشکل اور صعب ہے جسے سمجھنا نہایت شفقت طلب امر ہے جس پر صر ملک مقرب یا نبی مرسل یا ایسا بندہ میں ایمان لا سکتا ہے جس کے دل کو اللہ تعالیٰ نے ایمان کے لیے پرکھ لیا ہے، لہٰذا تمھارے پاس آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی حدیث آئے پھر اس کے سامنے تمھارے دل نرم ہو جائیں اور تم اس کی معرفت پالو تو اسے قبول کر لو اور جس حدیث سے تمھارے دل گھٹن محسوس کریں اور اس سے بیگانگی پائیں تو اسے اللہ کی طرف اس کے رسول کی طرف اور آل محمد کی عالم کی طرف پھیرو، بلاشبہ یہ امر ہلاکت والا ہے کہ تم میں سے کوئی ایسی بات کو بیان کرے جسے ہو نہ کر سکتا ہو، پھر وہ یوں کہتا ہے، اللہ کی قسم! یہ ایسا نہیں ہے، اللہ کی قسم! یہ ایسا نہیں ہے، اور انکار تو کفر ہے۔'' ③

سوال شیوخ شیعہ کے نزدیک تقیہ کو کب ترک کیا جا سکتا ہے؟

جواب شیوخ شخص کے لیے تقیہ لازم ہے جب تک دو مسلمانوں کے شہروں میں رہے، علماء

شیعہ صرف ،دارالاسلام کو ہی دارالقیۃ کا نام دیتے ہیں ۔انھوں نے روایت بیان کیہے اورتقیہ،''دارالتقیۃ''میں واجب ہے۔ ④

حاشیہ نمبر ۱۴۱:

❶ الاعتقادات لابن بابو ص: ١١٤ـ١١٥ ـدیکھیے أصول الکافی ج٢/٢٢٠ـ

❷ بحارالأنوار: ج٢/٢١١ـ٢١٢دیکھیے بصائرالدرجات الکبری للصفار: ٥٣٧ـ

❸ الکافی ج١/٤٠١،بحارالأنوارج٢/١٨٩،بصائرالدرجات ص: ٢٠،الخرائج و ا لجرا ئح للراوندی ج٢/٧٩٢

❹ جامع الأخبار ص: ١١٠لابن بابو یه بحارالأنوار ج٧٥/٤١١ـ

وہ باطل حکومت کوبھی دارالاسلام کا ہی نام دیتی ہیں ۔انھوں نے روایت بیان کی ہے جوشخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ باطل حکومت میں گفتگو نہ کرے مگر تقیہ کے ساتھ۔ ①

وہ دارالاسلام کوبھی ظالموں کی حکومت کا نام دیتے ہیں ۔انھوں نے روایت بیان کی ہے ظالموں کی حکومت میں ہمارے اوپر تقیہ واجب اورفرض ہے،جس شخص نے اسے ترک کر دیا تو یقیناً اس نے دین الإمامیہ کی مخالفت کی اوراس نے الگ ہوگیا۔ ②

انھوں نے اہل سنت کے معاشرے میں تقیہ کو واجب قرار دیا ہے۔ ③

تناقض:

بلاشبہ انھوں نے روایت بیان کی ہے جس شخص نے ہمارے''القائم'' کے خروج سے قبل تقیہ کوترک کر دیا تو وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ ④ کیوں؟

ان کے شیخ المعاصر محمد باقر الصدر نے جواب عرض کیا ہے کیونکہ اس کا ترک لے جاتا ہے ان مخلص اور خالص لوگوں کی اس مطلوبہ اور کافی تعداد کو وجود میں لانے کی سست روی کی طرف ،کیونکہ غلبے اورظہور کے لیے ان لوگوں کا وجود اساسی شرائط میں سے ایک ہے۔ ⑤

سوال ہم بعض شیعہ حضرات کومسجد الحرام اور مسجد نبوی کے ائمہ کرام کی اقتداء میں نمازیں

پڑھتے کس لیے دیکھتے ہیں؟

جواب شیوخ شیعہ نے یہ روایت جاری کر رکھی ہے جس نے ان کے ساتھ پہلی صف میں نماز ادا کی تو گویا کہ اس نے رسول اللہ ساتھ صف اول میں نماز ادا کی۔ [6]

ان کے امام الخمینی نے اپنے اس قول کے ساتھ اس پر تعلیقہ چڑھایا ہے اس امر میں کوئی شک نہیں ہے کہ آپ ﷺ کے ساتھ نماز درست ہے اور بہت زیادہ فضیلت والی ہے تقیہ کی حالت میں ان کے ساتھ بالکل اسی طرح ہے۔ [7]

حاشیہ نمبر۱۴۲:

1. جامع الأخبار: ۱۱۰، بحارالأنوار ج۷۵/۴۱۲۔
2. بحارالأنوار ج۷۵/۴۲۱۔
3. وسائل الشیعة ج۱۱/۴۷۰۔
4. أعلام الوری ص: ۴۰۸ للطبرسی، إکمال الدین ص: ۲۱۰، وسائل الشیعیة ج۱۱/ ۴۶۵۔
5. تاریخ الغیبة الکبریٰ لمحمد باقرالصدد ص: ۳۵۳۔
6. بحارالأنوار ج۵۷/۴۲۱۔
7. رسالة فی التقیة ص: ۱۰۸۔

انھوں نے یہ روایت بھی بیان کی ہے جسن نے تقیہ کے ساتھ منافقین کے پیچھے نماز پڑھی وہ ایسے ہی ہے جس نے ائمہ کے پیچھے نماز پڑھی۔ [1]

سوال کیا شیعی مذہب میں تقیہ شروع سے اپنا اہم اور خطرناک کردار ادا کرتا آرہا ہے؟

جواب جی ہاں! تقیہ ہمیشہ سے ہی مختلف پہلوؤں سے اپنا اہم ترین اور خطرناک کردار عملاً دکھاتا آرہا ہے۔

اول:

بے شک تقیہ کے عقیدے کو شیعہ حضرات میں سے فرقہ بندی کے داعیون نے امت کے درمیان اور لادین عناصر کے درمیان غلط طور پر استعمال کیا ہے انھوں نے اس عقیدے

کومسلمانوں کے درمیان اختلاف اور فرقت کو باقی رکھنے کے لیے ناجائز استعمال کیا ہے اور یہ کام رسول اللہ ﷺ سے مروی صحیح احادیث کو رد کرنے کے ساتھ اور ان احادیث کے موافق اپنے ائمہ سے منقول آثار واخبار کو رد کرنے کے ساتھ کیا ہے۔ انھوں نے ایسے تمام موایات کو اس محبت سے رد کر دیا ہے کہ بلاشبہ یہ تقیہ ہے کیونکہ یہ سب اہل سنت کے موقف سے موافق ہے مثلاً وہ تمام احادیث جو صحابہ رضی اللہ عنہم کی درج وستائش میں وارد ہں ان کے متعلق ان کا کہنا ہے ہے کہ یہ تقیہ ہے اور نبی ﷺ کا اپنی دونوں صاجزادیوں کی عثمان بن عفان اور ابو العاص بن الربیع رضوان اللہ علیہم اجمعین سے شادی کرنا بھی تقیہ ہے اور اس طرح علی رضی اللہ عنہ کا اپنی صاجزادی ام کلثوم کی عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے شادی کرنا بھی تقیہ ہے۔ ②

دوم:

ان کے شیوخ نے اپنے تقیہ والے عقیدے کو اپنی وارد احادیث اورا خبار میں موجود تناقض اور اختلاف سے نکلنے کا ایک راستہ بنایا ہوا ہے کیونکہ ان کی احادیث وروایات میں تناقض اور تفاد بیان کی بھر مار اس امر کی قوی ترین دلیل ہے کہ یہ سب باتیں غیر اللہ کی طرف سے ہیں۔

﴿ وَ لَوۡ كَانَ مِنۡ عِنۡدِ غَيۡرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوۡا فِيۡهِ اخۡتِلَافًا كَثِيۡرًا ﴾

[النساء : ٨٢]

”اگر یہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور طرف سے ہوتا تو یقیناً اس میں بہت کچھ اختلاف پاتے۔“

ان کے شیخ ہاشم البحرانی نے اس حیرت اور اضطراب کا کھل کہ اعتراف اور اظہار کیا ہے جس نے شیعہ، اپنے ائمہ کی روایات کے حوالے سے، دوچار ہیں کہ وہ کن اقوال کو اختیار کریں۔؟ کہاں توقف کریں یا اپنے پیروکاروں کو اختیار دے دیں یا پھر ان متناقض متعارض روایات کے ساتھ کیا کریں تو شیہ نے یہ تقیہ ایجاد کرلیا ہے جس طرح کہ البحرانی کہتا

ہے ۔اَدِلۃ(دلائل) کے تعارض اور اوامر میں باہم مزاحمت میں کثرت اختلاف کی وجہ سے احکام کی علتیں ملاوٹ ،شک اور تردد سے خالی نہیں ہیں۔③

حاشیہ نمبر۱۴۳:

❶ جامع الأخبار ص: ۱۱۰۔

ان کی عجیب وغریب باتوں میں سے ایک بات ان کے نزدیک نماز کو باطل قرار دینے والے امور میں سے ایک امر یہ بھی ہے کہ حالت قیام میں دائیں ہاتھ کو بائیں پر رکھ لینا ،مگر تقیہ سے تحریر الوسلیۃ ج۱/۲۸۰ للخمینی ۔

❷ فروع الکافی ا ندی بھامن مرآۃ العقول ج۲/۱۰۔

❸ درۃ نجفیۃ ص: ٦١ بھاشم البحرانی ۔

مصیبت:

شیوخ شیعہ کی اخبار وروایات میں اختلاف کثیر کا پایا جانا ان اسباب میں سے ایک سبب ہے کہ بہت شیعہ تشیع کو چھوڑ دیتے ہیں بلکہ اور حتی کہ ان کے شیوخ بھی جس طرح کہ اس بات کا ان کے شیخ الطّوسی نے اپنے زمانے میں اعتراف کیا تھا تو اب ہمارے زمانے میں اس کا کیا حال ہو گیا۔

بلاشبہ ان کے شیخ اور ان کی محبت الطّوسی نے دردوالم کو محسوس کیا ہے ۔ان احادیث کی وجہ سے جو اس تک پہنچی تھیں اختلاف تباین ،منافاۃ اور اتضاد اس قدر سے حتی کہ یوں لگتا ہے کہ کوئی بھی خبر ایسی نہیں ملتی مگر اس کے مقابلے میں ایسی خبر بھی موجود ہوتی ہے جو اس کے برعکس ہو، کوئی حدیث بھی ایسی سلامتی ولی نظر نہیں آئی مگر اس کے درمقابل ایسی حدیث بھی مل جاتی ہے جس اس کے منافق ہوتی ہے حتی کہ ہمارے مخالفین نے اسی بات کو ہمارے مذہب کے خلاف بڑے بڑے الزامات اور طعنوں میں شمار کیا ہے ۔①

اور بالکل اس طرح ان شیخ الفیض الکاشانی نے بھی اپنے گروہ کے اختلاف کی شکایت کی ہے اور یوں کہا ہے ۔ہم انھیں دیکھتے ہیں کہ ایک ہی مسئلے میں وہ بیس بیس اقوال یا تیس

تیس اقوال یا اس نے بھی زائد اقوال پر اختلاف کرتے ہیں وہ بلکہ اگر میں چاہوں تو کہہ سکتا ہوں کوئی ایک فروعی مسئلہ بھی ایسا نہیں ہے جس میں انھوں نے اختلاف نہ کیا ہو یا اس کے بعض متعلقات میں اختلاف نہ کیا ہو۔ ②

سوئم :

ان کے شیوخ نے کہا ہے جیسا کہ ائمہ کی عصمت کے تحت گزر چکا ہے بلاشبہ وہ نہ تو بولتے ہیں اور نہ ان سے سہو ہوتا اور نہ ہی وہ خطا کے مرتکب ہوتے ہیں، باوجود ان باتوں کے ان کی قابل اعتماد کتابوں نے ایسی باتیں بھی محفوظ کی ہیں جو ان کے مخالف ہیں، تب ان کے شیوخ نے ایسی صورت حال میں تقیہ کا سہارا لیا ہے تاکہ اپنے ائمہ کی عصمت اور معصومیت کے دعویٰ کی مخالفطت کرسکیں کیونکہ عصمت کے ساقط ہونے سے شیعہ مذہب مکمل طور پر ہی ساقط ہو جاتا ہے۔

چہارم :

ان کے تقیہ والے عقیدے سے اہل سنت کی مخالفت کا واجبی پہلو بھی چھوٹ رہا ہے اور بلاشبہ امیں ہدایت ہے اور بلاشبہ ان کے ائمہ سے اہل سنت کی موافقت میں جو کچھ بھی وارد ہے، وہ ان کے بقول صرف اور صرف تقیہ کے باب سے تعلق رکھتا ہے۔ انھوں نے ابو عبداللہ علیہ السلام سے روایت بیان کی ہے بلاشبہ آپ نے فرمایا ہے جب تمہارے پاس دو مختلف حدیثیں آجائیں تو اسے لے لو جو قوم کے مخالف ہو۔ ③

حاشیہ نمبر۱۴۴:

❶ تهذيب الأحكام للطوسی ، المقدمه ٢-٣ ج١/٢،مستدرك الوسائل ج ٣ / ٧١٩ الزريعةإلى تصانيف الشيعة ج ٤/ ٥٠٤ لأقابزرگ الطهرانی ۔

❷ الوافی المقدمة ص: ٩۔

❸ يعنی اهل سنت انظر : بحارالأنوار ج٢/٢٣٣،وسائل الشيعة ج٢٧/١١٨۔

اور ایک روایت میں یوں ہے دونوں حدیثوں میں سے جو حدیث عوام کے قول سے بعید تر ہو اسے اختیار کرلو، یعنی اہل سنت کے قول سے۔ ①

ان کے حق تک رسائی پانے کی علامت ہی یہی ہے کہ وہ امر اہل سنت کے مخالف ہو اگر چہ اہل سنت کا وہ قول قرآن کریم کلام رسول ﷺ کے موافق ہی کیوں نہ ہو جس طرح کہ شیعی مذہب کے شیوخ کے اعتقادات سے بالکل عیاں ہے۔

سوال رجعت کیا ہے؟ اور یہ کس کے لیے ہوگی اور شیوخ شیعہ کا اس کے متعلق کیا عقیدہ ہے؟

جواب رجعت سے مراد ہے کہ روز قیامت سے قبل بہت سے مردوں کا دنیا کی طرف لوٹنا اور مرنے کے بعد اس دنیاوی زندگی کی طرف اپنی سابقہ صورتوں میں پلٹنا۔ ②

ان کے اعتقاد کے مطابق دنیا میں لوٹنے اور پلٹنے والے یہ لوگ ہوں گے النبی الخاتم، سبھی باقی انبیاء، ائمہ المعصومین، جو دور اسلام میں خالص ہوا اور جو دور کفر میں خالص ہوا، دور جاہلیت کے بعد، جنھیں مستجعیفن کمزور سمجھے جانے والے افراد کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ ③ اس کے متعلق ان کا عقیدہ کچھ اس طرح ہے۔ان کے شیخ المفید نے کہا ہے اور امامیہ کا بے شمار مردوں کے لوٹنے کے وجوب پر اتفاق ہے۔ ④

انھوں نے یہ روایت بھی گھڑی ہے وہ شخص ہم میں سے نہیں جو ہماری واپسی پر ایمان نہیں رکھتا۔ ⑤

ان کے شیخ المجلسی نے نقل کیا ہے کہ بلاشبہ ان کا اس قول پر تمام زمانوں میں سے اجماع ہے۔ ⑥

بلکہ یہ تو ان کے مذہب کی ضروریات میں سے ہے۔ ⑦

حاشیہ نمبر ۱۴۵:

❶ جوابات أهل الموصل للمفيد ص ١٤۔

❷ دائرائل المقالات للمفید ص : ٥١،٩٥۔

❸ دائرہ المعارف العلویہ لجوادتارا ج : ٢٥٣/١۔

❹ أوائل المقالات ص : ٥١

❺ من لایحضرہ الفقیہ ج٢٩١/٣،وسائل الشیعة ج٤٣٨/٧،تفسیر الصافی ج ١ / ٧ ٣٤۔ عقائد الثنی عشریة ص: ٢٤٠۔

❻ بحارالأنوار ج٩٢/٥٣۔

❼ عقائد الأثنی عشریة للزنجانی ص: ٢٣٩،الایقاظض الھجعة بالبرھان علی الرجعة ص: ٦٠،للحرالعاملی ۔

الطبرسی ،الحرام العالی اورابن المظفر وغیرہ نے کہا ہے بلاشبہ رجعت ایک ایسا موضوع اور مقام ہے جس پر تمام کے تمام امامیہ شیعہ کا اجماع ہے۔[1]

اورسبھی نے یہ فیصلہ دیا ہے کہ ضروری امر کا منکر کافر ہے جیسا کہ قبل ازیں گزر چکا ہے۔

وضاحتی نوٹ :

بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے ''رجعت'' کواپنے اس فرمان سے باطل قرار دیا ہے۔

﴿ حَتّٰى اِذَا جَآءَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ رَبِّ ارْجِعُوْنِ لَعَلِّيْ اَعْمَلُ صَالِحًا فِيْمَا تَرَكْتُ كَلَّا اِنَّهَا كَلِمَةٌ هُوَ قَآئِلُهَا وَمِنْ وَّرَآئِهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ﴾[المؤمنون ٩٩۔١٠٠]

''یہاں تک کے جب ان میں سے کسی کو موت آنے لگتی ہے تو کہتا ہے اے میرے پروردگار! مجھے واپس لوٹا دے کہ اپنی چھوڑی ہوئی دنیا میں جا کر نیک اعمال کرلوں ہرگز ایسا نہیں ہوتا یہ تو صرف ایک قول ہے جس کا یہ قائل ہے ان کے پس پشت تو ایک حجاب ہے ان کے دوبارہ جی اٹھنے کے دن تک۔''

اور اللہ تعالیٰ نے یوں فرمایا ہے :

﴿ اَلَمۡ یَرَوۡا کَمۡ اَہۡلَکۡنَا قَبۡلَہُمۡ مِّنَ الۡقُرُوۡنِ اَنَّہُمۡ اِلَیۡہِمۡ لَا یَرۡجِعُوۡنَ ﴾
[یٰسٓ ٣٦-٣١]

’’کیا انھوں نے نہیں دیکھا کہ ان کے پہلے بہت سی قوموں کو ہم نے غارت کر دیا کہ وہ ان کی طرف لوٹ کر نہیں آئیں۔‘‘

سوال شیوخ شیعہ کے اعتقاد کے مطابق تمام انبیاء و رسلین کو کس لیے لوٹایا جائے گا؟

جواب تاکہ وہ سب فوجی اور سپاہی بن سکیں اور علی رضی اللہ عنہ کے جھنڈے تلے لڑائی اور قتال کر سکیں ،انھوں نے روایت بیان کی ہے :اللہ تعالیٰ نے کوئی بھی نبی اور رسول مبعوث نہیں فرمایا مگر سبھی کو دنیا کی طرف لوٹائے گا حتیٰ کہ وہ علی بن ابی طالب امیر المومنین علیہ السلام کے سامنے قتال کریں گے۔ ②

سوال قیامت کے دن مخلوق کس حساب کب ہوگا اور ان کے اعتقاد کے مطابق حساب کا متولی کون ہوگا ؟

جواب یہ قیامت کے دن سے پہلے ہوگا ! انھوں نے روایت بیان کی ہے کہ ابوعبداللہ نے فرمایا ہے : بلاشبہ قیامت کے دن سے پہلے لوگوں کے حساب کا جو والی اور متولی ہوگا وہ الحسین بن علی علیہ السلام ہوگا اور پھر قیامت کے روز ایک جماعت تو جنت کی طرف جائے گی اور ایک جماعت دوزخ کی طرف جائے گی۔ ③

تعارض :

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے :

﴿ اِنۡ حِسَابُہُمۡ اِلَّا عَلٰی رَبِّیۡ لَوۡ تَشۡعُرُوۡنَ ﴾[الشعراء : ٢٦-١١٣]

’’ان کا حساب تو میرے رب کے ذریعے اگر تمھیں شعور ہوتو۔‘‘

اور اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا ہے :

﴿ ثُمَّ اِنَّ عَلَيۡنَا حِسَابَهُم ﴾ [الغاشية : ٨٨-٢٦]

''پھر بے شک ہمارے ذمہ ہے ان سے حساب لینا۔''

حاشیہ نمبر۱۴۶:

❶ مجمع البيان ج : ٥/٢٥٢۔لأبی علی الفضل بن الحسن الطبرسی المتوفی ٥٤٨۔ الأيقاظ من الهجعة بالبرهان علی الرجعةص : ٣٣، وتفسير نور الثقلين ج : ١٠١/٤ بحارالأنوار ج : ١٢٣/٥٣، للمجلسی وعقائد الأمامية ص : ١١٣۔

❷ بحارالأنوار ج : ٤١/٥٣۔

❸ بحارالأنوار ج : ٤٣/٥٣۔

سوال رجعت کی بات سب سے پہلے کس نے کہی ہے۔اور یہ عقیدہ کس طرح شیعی مذہب میں داخل ہوا ہے؟

جواب یہ بات سب سے پہلے مذہب شیعی کے بانی اول عبداللہ بن سبایھو وی نے کہی ہے، جس طرح کہ اس بات پر ان کی کتابیں بول رہی ہیں اور وہ اس طرح کہ اس نے رسول اللہ ﷺ کی رجعت کی بات کہی ہے۔

پھر اس معاملے نے امیرالمومنین علی رضی اللہ عنہ کی خبر وفات ملی تو اس نے خبر دینے والے سے کہا: تو نے جھوٹ بولا ہے اور اگر تو آپ کے دماغ کو ستر تھیلیوں میں بھی لے آئے اور آپ کے قتل پر ستر شاہد عدل بھی پیش کردے، ہم پھر بھی جانتے ہیں کہ آپ نے نہ تو آئے ہیں اور نہ ہی قتل یا شہید ہوئے ہیں، آپ نے زمین کے بادشاہ بننے سے قبل مر ہی نہیں سکتے۔ ①

پھر معاملہ مزید آگے پڑھا حتیٰ کے مذہب شیعی کے اکثر فرقوں نے یہ بات کہی اور یہ فرقے تین ہو فرقوں سے بھی زائد ہیں، کہ ان کا امام پلٹ کر آئے گا! مثلاً کیسانیہ کا فرقہ امام محمد بن النفیہ رضی اللہ عنہ کا انتظار کررہے ہیں، اور یہ یقین رکھتے ہیں کہ وہ ''جبل رضوی'' میں زندہ اور محبوس ہیں حتیٰ کہ انھیں خروج کی اجازت مل جائے! اور اس طرح فرقہ محمدیہ والے

اپنے امام محمد بن عبداللہ بن الحسن بن الحسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا انتظار کر رہے ہیں۔ اوران کے قتل اوران کی موت کو سچ نہیں مانتے۔ [2]

سوال بداء کیا ہے ،اس کے متعلق شیوخ شیعہ کا کیا عقیدہ ہے اور اس کے متعلق سب سے پہلے کس نے بات کی ہے؟

جواب ان کے شیخ المجلسی کے نزدیک اس لفظ کی لغوی معنیٰ دو ہیں۔

اول:

الظہور والانکشاف (نئ چیز کا ظاہر اور منکشف ہونا)

دوم:

منشأ ۃ الرأی الجدید (جدید رائے کا اظہار) [3]

البداء دو اصل یہودیت کا ایک گمراہ کن عقیدہ ہے ! یہی وجہ ہے کہ یہودی نسخ کا انکار کرتے ہیں کیونکہ ان کے عقیدے کے مطابق یہ بداء کو مستلزم ہے۔ [4]

حاشیہ نمبر ۱۴۷:

1. المقالات والفرق لسعدالقمی ص : ۲۱ والنوبکشی فی فرق الشیعة ص : ۲۰۔
2. المقالات والفرق للمقمی ص : ۲۷۔۴۳۔
3. بحارالأنوار ج : ۱۱۴/۴ : ۱۲۲۔
4. دیکھے : سفر التکوین ،الفصل السادیس ،فقرہ : ۵ وسفر الخروج ، الفصل ۳۲، فقرۃ ۱۲۔۱۴، وسفر قضاۃ الفصل الثانی ، فقرہ ۱۸ وغیرہ کثیر۔وانظر : وسائل الإمامة ومقتطفات من الکتاب الأوسط فی المقالات ص : ۷۵ لعبداللہ بن محمدالناشی الأکبر۔

پھر بداء کا اعتقاد شیعہ ک سبائی فرقوں کی جانب منتقل ہوا۔سبھی بداء کی باتیں کرنے لگے، بے شک اللہ تعالیٰ کے لیے بھی نئ نئ آراء سامنے آتی ہیں۔ [1]

اللہ تعالیٰ اس بات سے انتہائی بلند ہے۔بداء کا قول شیعہ کے بنیادی عقائد سے

ہے۔ابو عبداللہ سے یہ قول مروی ہے۔اللہ تعالیٰ کی ''بداء'' سے بڑھ کر کسی چیز سے بھی عبادت نہیں کی گئی۔ ②

اور یوں بھی کہا ہے اگر لوگوں کی معلوم ہو جائے کہ بداء کی بات کہنے میں کس قدر اجر ہے تو اس میں بات چیت کرنے میں کوتاہی نہ کریں۔ ③

شیوخ شیعہ کے مابین یہ اتفاق واتحاد کا مقام ہے۔وہ اسی طرح کہ سبھی نے اللہ تعالیٰ کی صفات میں لفظ ''بداء'' کا اطلاق کرنے میں اتفاق کیا ہے۔ ④

اے میرے مسلمان بھائی یہ بھی برداشت کر لے: اس بات کو پڑھنا برداشت کر لے جو انھوں نے امام ابوالحسن کی جانب یہ قول منسوب کیا ہے۔ابو جعفر کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے سامنے یہ نئی بات منکشف ہوئی جسے وہ پہلے نہ جانتا تھا۔ ⑤

وضاحتی نوٹ:

اے شیوخ شیعہ!

﴿ مَا لَكُمْ لَا تَرْجُوْنَ لِلّٰهِ وَقَارًاوَقَدْ خَلَقَكُمْ اَطْوَارًا اَلَمْ تَرَوْا كَيْفَ خَلَقَ اللّٰهُ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًاوَجَعَلَ الْقَمَرَ فِيْهِنَّ نُوْرًا وَّجَعَلَ الشَّمْسَ سِرَاجًا وَاللّٰهُ اَنْبَتَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ نَبَاتًا ثُمَّ يُعِيْدُكُمْ فِيْهَا وَيُخْرِجُكُمْ اِخْرَاجًاوَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ بِسَاطًا لِتَسْلُكُوْا مِنْهَا سُبُلًا فِجَاجًا ﴾ [نوح ۱۳۔۲۰]

''تمھیں کیا ہوگیا ہے کہ تم اللہ کی برتری کا عقیدہ نہیں رکھتے حالانکہ اس نے تمھیں طرح طرح سے پیدا کیا ہے کیا تم نہیں دیکھتے کہ اللہ تعالیٰ نے اوپر تلے کس طرح سات آسمان پید کر دیئے ہیں۔اور ان میں چاند کو خوب جگمگاتا بنایا ہے اور سورج کو روشن چراغ بنایا ہے اور تم کو زمین سے ایک خاص اہتمام سے

اگایا ہے اور پیدا کیا ہے پھر تمھیں اس میں لوٹا لے جائے گا اور ایک خاص طریقہ سے پھر نکالے گا اور تمہارے لیے زمین کو اللہ تعالیٰ نے فرش ؛"

حاشیہ نمبر ۱۴۸:

1. ابو الحسن الملطی فی الشینبیه والرد ص : ۱۹۔
2. أصول الكافی : كتاب التوحيد ، باب البداء : اور پھر اس میں ایسی سوله احادیث کو ذکر کیا ھے جو ائمه کی طرف منسوب ھیں ج : ۱/۱۴٦۔بحارالأنوار ج : ۱۰۷/٤، كتاب التوحيد : بات البداء اور پھر اس میں ستر احادیث کو ذکر کیا ھے التوحید لابن بابویه باب البداء ص : ۳۳۲۔
3. الكافی ج : ۱۴۸/۱،بحارالأنوار ج : ۱۰۸/٤ التوحید ص : ۳۳٤۔
4. أوائل المقالات للمفید ص : ٦٤/٥١۔
5. ایضاً

بلاشبہ تمھارا یہ عقیدہ اور جو تم کہتے ہو کہ اللہ تعالیٰ کی اس جیسی عبادت نہیں کی گئی ...... اس سے لازم آتا ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کے لیے جہالت ثابت کر رہے ہو حالانکہ اللہ تعالیٰ اس سے بلند تر ہے۔لیکن اسے شیوخ شیعہ تمھارا اپنے ائمہ کے لیے یہ بیان کرنا ،تو تم نے جھوٹ تراشا ہے کہ ابو عبداللہ علیہ السلام نے فرمایا ہے: بلاشبہ امام جب چاہتا ہے کہ وہ جان سے تو جان لیتا ہے۔ [1]

مصیبت:

ابن بابویہ نے منصور بن حاتم سے یہ قول روایت کیا ہے میں نے عبداللہ سے سوال کیا کیا آج کوئی ایسی چیز بھی ہے جو کل اللہ تعالیٰ کے علم میں نہیں تھی۔ جواب دیا: نہیں۔ جس نے ایسی بات کہی تو اللہ تعالیٰ اسے ذلیل ورسواء کرے، میں نے عرض کی: آپ کا کیا خیال ہے کہ جو کچھ ہو چکا اور جو کچھ یوم القیامۃ تک ہونے والا ہے کیا اللہ تعالیٰ کے علم میں نہیں ہے۔فرمایا: کیوں نہیں ضرور ہے بلکہ مخلوق کو پیدا کرنے سے قبل بھی تھا۔ [2]

شیوخ شیعہ کی عار اور رسوائی کے لیے یہی کافی ہے کہ وہ اس عقیدے کو اللہ تعالیٰ کی جانب منسوب کر رہے ہیں جب کہ وہ اس بات سے اپنے ائمہ کو منزہ اور مبرا قرار دے رہے ہیں ہم اللہ تعالیٰ سے عافیت کا سوال کرتے ہیں۔

سوال ان لوگوں کا عقیدہ ''بداء'' کا اظہار کرنے کا سبب کیا ہے جب کہ یہ عقیدہ کتاب و سنت، اقوال ائمہ اور عقل دلائل کے برعکس ہے؟

جواب ان کے شیخ سلیمان بن جریر نے کہا ہے بلاشبہ رافضیت کے ائمہ نے اپنے شیعہ کے لیے ایسی دو باتوں کو وضع کر رکھا ہے ان کی موجودگی میں اپنے وہ اپنے ائمہ کے لیے کبھی بھی کذب بیانی کا اظہار نہیں کریں گے اور وہ باتیں یہ ہیں بداء کی بات اور تقیہ کی اجازت۔

یہی بات بداء کی تو بلاشبہ ان کے ائمہ نے جب کو دکو جو کچھ ہو چکا اور جو کچھ ہونے والا تھا کے علم سے اعتبار سے اپنے شیعہ کے لیے مقام انبیاء پر فائز ظاہر کیا، اور آنے والے لمحات کی خبریں دینے کے اعتبار سے تو انھوں نے اپنے شیعہ سے کہا: کل یوں ہوگا پرسون اس طرح ہونے والا ہے، اگر تو وہ کام ان کے کہے کے مطابق ہوجا تو وہ ان سے یوں کہتے تھے، کیا تم نہ جانتے تھے کہ یہ ایسے ہوگا۔ تو ہم بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے وہ کچھ جانتے ہیں جو اس کے انبیاء جانتے ہیں اور اگر وہ کام ان کے کہنے کے مطابق وقوع پذیر نہ ہوتا تب وہ اپنے شیعہ سے یہ کہہ کر معذرات کر لیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے سامنے نئی اور جدید رائے کے ظاہر ہوگئی ہے۔ [3]

حاشیہ نمبر ۱۴۹:

❶ أصول الكافي فى كتاب الحجة ج : ٢٥٨/١۔

❷ أصول الكافي ج : ١٤٨/١ نمبر ١٠۔

❸ المقالات والفرق لسعد القمى ص : ٧٨،فرق الشيعة للنوبخشى ص: ٦٥۔

مثلاً: انھوں نے اپنے ائمہ کے لیے گمان کیا ہے مرنے کے اوقات کا علم، ارزاق زرق

کی جمع کا علم ، بلایا ومصائب کا علم ، امراض وامراض کا علم سب علوم انھیں حاصل ہین اور ان کے لیے بداء کی شرط بھی لگائی جائے گی۔ ①

بداء ایک ایسا میلہ ہے تا کہ وہ اس لفظ سے ان کے جھوٹ کو چھپا سکیں جب وہ خلاف واقعہ خبر دے دیں۔ اس لیے شیوخ شیعہ نے اپنے پیروکاروں کو حکم دے رکھا ہے کہ اس عقیدے کے مقتضی کو تسلیم کر لیں ،یعنی تناقض ،اختلاف اور کذب کو ، انھوں نے روایت بیان کی ہے کہ بلاشبہ ان کا امام جس مقت خلاف واقعہ کرئی خبر دے گا تو ایسی صورت حال کے لیے ان کا فرمان یہ ہے جب ہم تمہیں کس چیز کی بابت کوئی حدیث بیان کریں تو وہ ویسی ہی ہو جائے جیسے ہم کہتے ہیں۔تو کہہ دیا کرو:

﴿ صَدَقَ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ ﴾

''اللہ اور اس کے رسول نے بجا فرمایا ہے۔'' اور اگر وہ چیز اس کے خلاف ہو جائے تو بھی یوں کہہ دیا کرو:

﴿ صَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُه ﴾

''اللہ اور اس کے رسول نے بجا فرمایا ہے۔'' اس پر تمہیں دوہرا ثواب ملے گا۔ ②

سوال غَیْبَتُ غائب ہونے اور روپوش ہونے کے بارے میں کیا عقیدہ ہے اور سب سے اول کس نے اسے شروع کیا تھا؟

جواب ان کے شیخ عبداللہ فیاض نے کہا ہے غَیْبَت امامیہ کے نزدیک سیاسی اور بنیادی عقائد میں سے ہے۔ ③

اس لیے شیوخ شیعہ یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ زمین لمحہ بھر کے لیے بھی امام سے خالی نہیں ہوتی۔

الکلینی نے ابو عبداللہ علیہ السلام سے یہ فرمان روایت کیا ہے اگر زمین بغیر امام کے باقی رہ جائے تو یہ نیچے دھنس جائے۔ ④

انھوں نے روایت بیان کی ہے ابو جعفر علیہ السلام سے یہ فرمان مروی ہے اگر امام کو ایک لمحہ

بھر کے لیے زمین سے اٹھالیا جائے تو زمین اپنے باسیوں کو یوں ہچکولے دینے لگے جیسے سمندر، سمندر میں رہنے والوں کو ہچکولے دیتا ہے۔ (5)

اس لیے تو ان کے نزدیک امام زمین والوں پر محبت ہے۔ (6)

اس کے علاوہ ان کے لیے کوئی دوسری چیز محبت نہیں ہے حتی کہ کتاب اللہ بھی امام کے بغیر محبت نہیں ہے کیونکہ قرآن امام قیم کے بغیر محبت نہیں ہے۔ (7)

حاشیہ نمبر ۱۵۰:

1. تفسير القمی، ج ۲/ ۲۹۰۔ بحارالأنوار، ج ٤/ ۱۰۱۔
2. تفسير القمی ، ج ۱/ ۳۱۰۔ ۳۱۱۔ بحارالأنوار، ج ٤/ ۹۹۔
3. تاريخ الإمامية، ص ١٦٥ لعبد الله فياض۔
4. الكافی، ج ۱/ ۱۷۹۔
5. بحارالأنوار، ج ۲۳/ ۱۷۹۔
6. الكافی، ج ۱/ ۸۸۔ الخرائج والجرائح، ج ۱/ ۱۱۵۔ الفضائل لشاذان ص، ۷۳۔ قرب الإسناده، ص ۱۳۲۔
7. الكافی، ج ۱/ ۱۶۸، ۱۸۸۔ وسائل الشيعة، ج ۲۷/ ۱۷٦۔ بحارالأنوار، ج ۲۳/ ۱۷۔ علل الشرائع القمی، ج ۱/ ۱۹۲۔

اور ''قیم'' ان کے بارہ ائمہ میں سے ہر کوئی ہے جیسا کہ ان کی اعتقادی نصوص سے معلوم ہے۔

اور اسے سب سے اول شروع کرنے والا اور ایجاد کرنے والا، شیوخ شیعہ کے اعتراف کے مطابق ان کا امام اول، عبداللہ بن سبا یہودی ہے جس نے علی رضی اللہ عنہ کے متعلق وقف اور غیبہ کے الفاظ استعمال کیے تھے۔ (1)

سوال کیا ہم شیوخ شیعہ سے یہ دریافت کر سکتے ہیں کہ آج تمھارا امام کہاں ہے؟

جواب بلا شبہ ان کا گیارہواں امام الحسن العسکری سنہ ۲۶۰ھ میں بغیر کسی بیٹے کے فوت ہو چکا ہے۔ (2)

ان کی شیعی کتب نے اس امر کا اعتراف کیا ہے کہ ''اس کا کوئی جانشین نہیں دیکھا گیا، اس کا کوئی ظاہری بیٹا بھی معروف نہیں ہے تو جو کچھ بھی اس کی میراث میں سے ثابت ہوا اسے اس کے بھائی جعفر اور اس کی ماں نے باہم بانٹ لیا تھا۔''③

شیوخ شیعہ حسن کے بلا ولد فوت ہو جانے کے بعد پریشان ہو گئے اور آپ کے جانشینوں کے متعلق مختلف فرقوں اور گروہوں میں بٹ گئے حتیٰ کہ وہ جو وہ فرقوں تک پہنچ گئے جس طرح کہ النوبختی④ المفید⑤ نے کہا ہے۔

یا پھر پندرہ یا اس سے بھی زیادہ فرقوں میں، جیسے کے القمی نے کہا ہے۔⑥ یا بیس گروہوں تک جا پہنچے جیسا کہ المسعودی نے کہا ہے۔⑦

حتیٰ کہ ان کے بعض شیوخ نے تو یہاں تک کہا ہے: ''بلا شبہ امامت منقطع ہو گئی ہے۔''⑧

اور یہ بھی کہا گیا، حسن کے بعد باطل ہی ہوگئی ہے اور امامت اٹھ گئی ہے۔⑨

اور قریب تھا کہ حسن کے لا ولد فوت ہونے سے شیعی مذہب، شیعہ اور تشیع ختم ہی ہو جاتے اور اس لیے کہ اس کا ستون یعنی امام ہی گر گیا تھا۔

حاشیہ نمبر ۱۵۱:

❶ المقالات والفرق للقمی، ص ۱۹۔۲۰۔ فرق الشیعة للنونجتی ص ۲۲۔
❷ کتاب الغیبة للطوسی، ص ۲۵۸۔
❸ المقالات والفرق، ص ۱۰۲۔ فرق الشیعة ص ۹۶۔
❹ فرق الشیعة ص ۹۶۔
❺ الفصول المختارة للمفید، ص ۲۵۸۔اس کتاب کا مؤلف اس میں اپنے خیال کے مطابق اہل سنت سے اپنے مکالمات کے متعلق بحث کرتا ہے۔
❻ بحار الأنوار، ج ۲۱/۳۷۔ الفصول المختاره ص ۲۲۰ للمفید

لیکن ''امام کے روپوش ہونے کا نظریہ'' ایک ایسا قاعدہ بن گیا جس پر ان کے ڈھانچے کو کسی حد تک دراڑیں اور شگاف پڑنے کے بعد سہارا ملا اور ان کی عمارت ان کی

عوام کے سامنے گرنے اور منہدم ہونے سے بچ گئی تو اس طرح حسن العسکری کے بیٹے کی روپوشی پر ایمان رکھنا ایک ایسا مرکزی محور بن گیا جس کے گرد ان کے عقائد گھومنے لگے، ان کے اکثر شیعہ دیوانگی اور اضطراب کے بعد اس کے سامنے مطیع وفرمانبردار بن گئے، شیوخ شیعہ کے لیے اس کے علاوہ کوئی پناہ گاہ نہ رہی یعنی امام کی روپوشی والے نظریے کے ذریعے انھوں نے اپنے شیعی مذہب کو گرنے سے بھی بچالیا اور اپنے مکر وفریب کی حفاظت بھی کر لی۔

اور شیوخ شیعہ کے شیخ اول ابن سبا یہودی ہی ایسا شخص تھا جس نے صرف علی رضی اللہ عنہ کی امامت کا عقیدہ گھڑا تھا، جو ان کی تشیع کی اصل بنیاد ہے۔تو بلا شبہ ادھر ایک ابن سبا دوسرا بھی ہے، جس نے ''نظریۂ امامت'' کا بدل وضع کیا تھا اور وہ اس وقت جب حسن کی نسل حسی طور پر منقطع ہوگئی تھی یا یوں کہہ لیجیے کہ وہ اس گروپ میں سے ایک ہے، جنھوں نے اس نظریے کو تخلیق کیا تھا، لیکن یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ وہ اس دعویٰ کے لیے مرکزی کردار اور نمایاں چہرہ ہے، یہ شخص ابو عمر عثمان بن سعید العمری الاسدی العسکری المتوفی سنہ ۲۸۰ھ تھا۔''①

اس کا دعویٰ تھا، بلا شبہ امام حسن کا ایک ایسا لڑکا تھا جو چھپا رہا ہے اور اس کی عمر چار برس ہے۔② اور ان کے شیخ المجلسی نے کہا ہے: اکثر روایات تو اسی پر ہیں کہ وہ پانچ برس سے کچھ ماہ چھوٹا تھا یا سال تھا یا کچھ ماہ۔''③

باوجود ان حقائق کے کہ یہ لڑکا...... جیسا کہ کتب شیعہ اس حقیقت کا اعتراف کر رہی ہیں...... اپنے باپ الحسن زندگی میں ظاہر نہیں ہوا اور نہ ہی اس کی وفات کے بعد جمہور نے اسے پہچانا ہے۔④

ادھر یہ آدمی (یعنی عثمان) اس امر کا دعویٰ کر رہا ہے کہ وہ اسے جانتا پہچانتا ہے بلکہ وہ شیعہ کے مال وصول کرنے میں اس کا وکیل اور ضامن ہے اور وہ ان کے سوالات کے جوابات کے دینے کے لیے اس کا نائب ہے۔

عجیب بات ہے کہ شیوخ شیعہ تو یہ دعویٰ رکھتے ہیں کہ وہ معصوم کے قول کے علاوہ کسی دوسرے کی بات کو قبول نہیں کرتے حتیٰ کہ وہ معصوم کے بغیر تو اجماع کا بھی رد اور انکار کر دیتے ہیں اور ادھر یہ صورتِ حال ہے کہ شیعہ اپنے اہم ترین عقائد کے معاملے میں ایک ایسے شخص کا دعویٰ قبول کر رہے ہیں جو غیر معصوم ہے اور پھر اس جیسا دعویٰ دوسرے

حاشیہ نمبر ۱۵۲:

❶ الغيبة للطوسی، ص ٢١٤۔

❷ ایضًا ص ٢٥٨۔

❸ بحار الأنوار، ج ١٠٣/٢٥ و١٢٣۔

❹ الإرشاد للمفيد ص ٣٤٥۔

لوگوں نے بھی کہا تھا اور پھر ان میں سے ہر ایک کا یہی دعویٰ تھا کہ وہ ''غائب کے لیے باب (دروازہ) ہے، پھر ان نذرانے لینے والوں کے مابین نزاع شدت اختیار کر گیا اور پھر ان میں سے ہر کوئی ایسی دستخط شدہ / مہر لگی ہوئی تحریر لاتا جس پر دعویٰ کرتا کہ وہ ''الغائب المنتظر'' کی جانب سے صادر ہوئی ہے جس میں وہ دوسروں پر لعنت کرتا اور انھیں جھوٹا بتلاتا، ان میں سے بعض کا طوسی نے اس عنوان کے تحت ذکر کیا ہے:

" ذِكْرُ الْمَذْمُومِينَ الَّذِينَ ادَّعَوُا الْبَابِيَةَ لَعَنَهُمُ اللّٰه "

''ان مذموم لوگوں کا ذکر جنھوں نے بابیہ ہونے کا دعویٰ کیا ہے، اللہ تعالیٰ ان پر لعنت کرے۔''①

بلکہ عثمان اور اس کے ساتھیوں نے ''البوح'' نامی اس مزعوم (گمان کردہ و نام نہاد) لڑکے کا انکار کیا ہے، یا اس کو اس جگہ کے ذکر کا انکار کیا ہے جس میں وہ رہا ہے...... اور بادی الأمر میں یہی مراد ہے...... ابوعبداللہ الصالحی سے مروی ہے کہ آپ نے کہا ہے: ''میں نے ابومحمد الحسن العسکری کے چلے جانے کے بعد اپنے اصحاب سے سوال کیا، میں نام اور جگہ کے متعلق دریافت کرتا ہوں؟ تو یہ جواب باہر آیا، اگر تم نے نام بتا دیا تو وہ اسے مشہور کر

دیں گے اور اگر انھوں نے جگہ کو پہچان لیا تو وہ اس کا پتا بتا دیں گے۔‘‘②

الکلینی نے روایت بیان کی ہے: ’’اس معاملے والے کو نام سے صرف کافر ہی پکارے گا، اور جب کہا گیا: ہم اس کا ذکر کیسے کریں؟ کہا: تم یوں کہو:

’’اَلْحُجَّةُ مِنْ آلِ مُحَمَّدٍ صَلَوَاتُ اللّٰهِ وَ سَلَامُهٗ‘‘③

لگتا ہے اس کے نام اور مکان کو چھپانے کا عمل صرف اور صرف اس جھوٹ کو چھپائے رکھنے کے لیے تگ و دو ہو رہی ہے، کس طرح ان کے شیوخ اسے چھپانے کا حکم دے رہے ہیں، حالانکہ وہ یہ کہتے ہیں، جس نے امام کو نہ پہچانا تو بلا شبہ وہ اللہ کے علاوہ کسی اور کو پہچانتا ہے اور کسی اور کی عبادت کرتا ہے۔‘‘④

’’غیبہ‘‘ (روپوشی) والا عقیدہ جس طرح عثمان نے ظاہر کیا تھا اس کے بعد اس کے بیٹے ابوجعفر محمد بن عثمان (المتوفی ۳۰۴ھ یا ۳۰۵ھ) نے بھی اسی عقیدے کا اعلان کیا، پھر شیعہ کی بہت سی پارٹیاں اور گروہ بندیاں بن گئیں، بعض نے بعض پر لعنت کی، ایک نے دوسرے پر تبرا بولا، اور سبب صرف ’’مال و متاع‘‘ سمیٹنے والی حرص تھی۔⑤ پھر محمد بن عثمان نے اپنے بعد ابو القاسم الحسین بن روح النوبختی کو متعین کر دیا، تو پھر نذرانے لینے والوں میں اس تعیین نے نہ ختم ہونے والا جھگڑا اور نزاع شروع کر دیا، ایک دوسرے سے روٹھتے گئے اور باہم لعنتیں کرتے رہے۔⑥

❶ الغیبة للطوسی، ص ٢٤٤۔
❷ الکافی للکلینی، ج ١٨١/١۔
❸ أصول الکافی، ج ٣٣٣/١۔
❹ أصول الکافی، ج ٣٣٣/١۔
❺ الغیبة للطوسی، ص ٢٤٥۔
❻ الغیبة للطوسی، ص ٢٤١۔

بالآخر اس نزاع کو ختم کرنے کے لیے ابن روح النوبختی نے باہیہ کی علی بن محمد السمری کو وصیت کی۔ اور یہ السمری مسلسل تین برس تک اس منصب پر براجمان رہا، اسے ناکامی و

نامرادی لاحق رہی، اسے امام غائب کے معتمد وکیل کی حیثیت سے مقالات اور ت بدمزگی کا ہی احساس رہا، تو جب اسے بستر مرگ پر یہ پوچھا گیا، آپ کے بعد آپ کی وصی کون ہوگا؟ تو بولے: ''یہ اللہ کا معاملہ ہے یہ وہی اسے پورا کرے گا۔''①

مہدی کے ان چاروں نائبین کے دورانیے کو ''غیبۃ صغریٰ'' کا نام دیا جاتا ہے۔

پھر شیوخ شیعہ نے ''غیبۃ والے عقیدے'' میں ترقی وعروج حاصل کیا تو بجائے اس کے کہ شیوخ شیعہ میں سے صرف ایک ہاتھ ہی براہِ راست امام سے ملتا رہے انھوں نے مہدی سے براہِ راست تعلق رکھنے کے منقطع ہونے کا ہی اعلان کر دیا، اثنا عشری حلقوں موہوم (خیالی) امام منتظر سے منسوب ایک دستخط شدہ تحریر/مہر شدہ خط جاری کیا کہ ہر شیعی مجتہد ہی امام کا نائب ہوگا۔ وہ مہر شدہ خط یہ کہتا ہے: ''رہے واقع ہونے والے واقعات و حوادث تو ان میں تم نے ہماری حدیث کے راویوں کی طرف رجوع کرنا ہوگا۔ بلا شبہ وہ تمھارے اوپر میری حجت ہیں اور میں اللہ کی حجت ہوں۔''③

اس نے کس لیے انھیں کتاب وسنت کی طرف رجوع کرنے کا حکم نہیں دیا؟ انھوں نے کس لیے یہ کام کیا ہے؟ اور اسے الباب السمری کی طرف منسوب کیا ہے؟ مہدی کی نائبین میں سے ایک کا کہنا ہے اور وہ ان کے شیخ ابوجعفر محمد بن علی الشلمغانی ہے:

> ''ہم ابو القاسم الحسین بن روح کے ساتھ اس معاملے میں اس لیے داخل ہوئے تھے کیونکہ ہم دیکھ رہے تھے جس صورت حال میں ہم داخل ہو چکے تھے، اس معاملے میں ہمارا خون خرابہ بالکل اسی طرح ہو رہا تھا جس طرح مردار پر کتے باہم خونم خون ہوتے ہیں۔''④

حاشیہ نمبر ۱۵۴:

❶ بحار الأنوار ج ۵۱/ ۱۰۷۔۱۰۸ و ۳۴۳ و ۳۴۵ و ۳۴۷، ۳۴۸ و ۳۵۲ و ۳۶۲ و ج ۷۴/ ۱۹۸ و الغیبة للطوسی ص ۲۴۴۔

❷ الغیبة للطوسی ص ۲۴۲۔

❸ مرآة العقول ، ج ٤/٥٥۔ إكمال الدين ص ٤٥١، وسائل الشيعة للعاملی، ١٨/ ١٠١۔

❹ بحارالأنوار ج ٥١/٢٦٧۔٢٦٨ و كتاب الغيبة ص ٢١٣۔٢٤١ و ٣٩١،٣٩٢۔

جی ہاں! بلا شبہ ''امام کی روپوشی'' والا مسئلہ جو کہ شیعی مذہب کے ارکان میں سے ہے۔ ان مسائل میں سے ہے جس نے شیوخ شیعہ کی کثیر تعداد کو حیرت میں ڈال رکھا ہے کیونکہ اس کے معاملے میں اس کی لمبی روپوشی اور اس کی خبروں کے انقطاع میں انھیں شکوک لاحق ہیں اور انھیں یہ حق بھی پہنچتا ہے!! ان کے شیخ ابن بابویہ القمی کر رہے ہیں: ''میں نیسا پور لوٹ کر آیا، میں وہاں قیام پذیر ہوا، تو میں نے اپنے خلاف شیعہ کی کثیر تعداد کو اختلاف کرنے والا پایا جنھیں ''روپوشی'' نے حیران و پریشان کر رکھا تھا، جنھیں القائم علیہ السلام کے معاملے میں شبہہ لاحق ہو چکا ہے......''[1]

اے عقلمند منصف قاری!

یہ ہے امام منتظر کے بارے میں شک و شبہ اور پھر ان کے شیخ ابن بابویہ القمی (المتوفی ٣٨١ھ) کے زمانے میں؟ تو اب اتنے طویل زمانے اور اتنی صدیاں گزرنے کے بعد یہ شک و شبہہ کس قدر ہو گا؟

سوال شیوخ شیعہ اپنے نام نہاد مہدی کے روپوش ہونے کا کیا سبب بیان کرتے ہیں؟

جواب وہ اس کی روپوشی کی وجہ اور علت بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ وہ ''قتل سے ڈرتے ہیں۔''[2]

زرارہ سے مروی ہے اس نے کہا ہے: ''بلا شبہ قائم کے لیے ظہور سے قبل روپوشی بھی ہے، میں نے عرض کی وہ کیوں؟ جواب دیا وہ قتل ہونے سے خائف ہیں۔[3]

وضاحتی نوٹ:

یہ وہ افتراء کس لیے باندھتے ہیں وہ تو اپنی عوام کے لیے یہ عقیدہ رکھنا لازم قرار دیتے

ہیں کہ ان کے ائمہ جانتے ہیں کہ وہ کب مریں گے، بلکہ یہ بھی جانتے ہیں کہ وہ کیسے مریں گے، بلکہ وہ تو صرف اپنے اختیار ہی سے مریں گے۔ ④

تو جس وقت تمھارا امام منتظر اپنی جان کا خوف کھاتے ہوئے چھپ گیا تھا۔ تو پھر وہ سرنگ/تہہ کانے میں رہنے والا اس وقت کیوں ظاہر نہ ہوا اور اس نے اعلانیہ اپنے آپ کو لوگوں کے سامنے کیوں پیش نہ کیا جس وقت آل بویہ کے شیعہ نے بغداد پر قبضہ کر لیا تھا اور بنی عباس کے خلفاء کو اپنا زیر نگیں بنا لیا تھا اور یا جوج وما جوج کی بے نیام تلواروں سے ''دولت اسلام'' کو ختم کر دیا تھا، کیا وہ موقع بھی غیر مناسب تھا کہ اللہ تعالیٰ اسے کشادگی اور فراخی جلد عطا فرما دیتا؟

تو پھر وہ اس وقت بھی کیوں ظاہر نہ ہوا جب شاہ اسماعیل الصفوی نے اہل سنت کے خون سے ندیاں بہا دی تھیں؟

وہ اس وقت بھی ظاہر کیوں نہ ہوا جب کریم خان الزندی...... جو کہ ایران کے اکابر سلاطین میں سے ایک ہے...... نے سکے پر اپنے امام کا نام ''صاحب الزمان'' کندہ کروایا تھا اور خود کو اس کا وکیل شمار کرتا تھا؟

حاشیہ نمبر ۱۵۵:

❶ إكمال الدين و تمام النعمة لا بن بابويه القمى ص ٢۔ بحار الأنوار ج ٧٣/١۔
❷ أصول الكافى، ج ٣٣٧/١۔٣٣٨۔
❸ بحار الأنوار ج ٩٧/٥٢۔ شرح نهج البلاغة لا بن أبى الحديد ج ١٠٩/١١۔ كتاب الغيبة للطوسى ص ٣٢٩۔
❹ دیکھیے أصول الكافى، ج ٢٥٨/١۔

وہ آج بھی ظاہر نہیں ہوا تو کیوں؟ جبکہ انکے امام الخمینی کی حکومت قائم ہے، جو ہر ایک چیز میں امام معصوم کا نائب ہونے کا دعویدار ہے؟

اس کے بعد وہ آج تک ظاہر کیوں نہیں ہوا جبکہ شیعہ کی تعداد ان کے اپنے دعویٰ کے

مطابق بیس کروڑ سے تجاوز کر چکی ہے۔① اور یہ تعداد کے اس کے انتظار کرنے والوں سے بھی کہیں زیادہ ہو چکی ہے۔

وہ اتنی لمبی مدت تک کس طرح زندہ رہا؟ اور وہ اب تک فوت بھی نہیں ہوا؟ ان کے عمام علی الرضا سے کسی شخص نے کہا: ''بلا شبہ ایک قوم نے آپ کے باپ پر توقف کیا ہے اور وہ یہ خیال کرتے ہیں کہ وہ فوت نہیں ہوا؟ فرمایا: انھوں نے جھوٹ بولا ہے، وہ تو محمد ﷺ پر اللہ عزوجل کے اتارے ہوئے سے کفر کرنے والے ہیں، اگر اللہ تعالیٰ کسی ایک کی ''اجل'' میں درازی کرتا تو بلا شبہ وہ رسول اللہ ﷺ کی اجل میں درازی فرماتا ہے۔''②

[اجل: مدت، عرصہ، وقت مقررہ وغیرہ]

سوال اس شخص کے بارے میں شیعی مذہب کے شیوخ نے کیا حکم لگایا ہے جس نے ''القائم'' کے خروج سے انکار کیا ہے؟

جواب انھوں نے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:

''مَنْ أَنْكَرَ الْقَائِمَ مِنْ وَلَدِيْ فَقَدْ أَنْكَرَنِيْ ''③

''جس نے میری اولاد میں سے ''القائم'' کا انکار کیا بلا شبہ اس نے میرا انکار کیا۔''

ان کے شیخ ابن بابویہ القمی نے کہا ہے: ''القائم علیہ السلام کی ''غیبہ'' کا انکار کرنے والے کی مثال ابلیس کے آدم کو سجدہ نہ کرنے کی مثال ہے۔''④

لطف اللہ الصافی نے کہا ہے: ''انتظار کی فضیلت میں وارد روایات و اخبار بہت زیادہ اور متواتر ہیں۔''⑤

اور اس کی روپوشی کے بعد اس کے خروج کا انتظار کرنا، ان کے دین کے اصولوں میں سے ایک ہے، انھوں نے روایت بیان کی ہے کہ ابو جعفر نے فرمایا ہے: ''اللہ کی قسم! میں تجھے اپنا وہی دین اور اپنے آباء و اجداد کا وہی دین عطا کروں گا جس کے ساتھ ہم اللہ

عزوجل کی فرمانبرداری کرتے ہیں، اس بات کی شہادت دینا کہ ''لا الہ الا اللہ'' یعنی اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں ہے اور اس بات کی شہادت کو محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور اس چیز کا اقرار کرنا جو آپ اللہ کے پاس سے لائے ہیں اور ہمارے ولی کی ولایت رکھنا ہمارے دشمن سے اظہار براءت کرنا، ہمارے امر کو تسلیم کرنا اور ہمارے قائم کا انتظار کرنا، اجتہاد اور ورع (تقویٰ) کا اقرار کرنا۔'' ⑥

حاشیہ نمبر ۱۵۶:

دیکھیے الحکومة الإسلامية للخمينی، ص ۱۳۲۔

رجال الكشی، ص ۴۵۸۔

بحار الأنوار، ج ۷۳/۵۱۔

إكمال الدين و تمام النعمة ص ۱۳ لمحمد بن علی بن بابويه القمی الملقب بالصدوق

منتخب الأثر ۴۹۹۔

الكافی، ج ۲۱/۲۔۲۲۔

سوال روپوشی کا عقیدہ اختراع کرنے سے شیوخ شیعہ نے کون سا فائدہ حاصل کیا ہے؟

جواب سب سے بڑا فائدہ یہ ہے، اکثر شیعہ کو ان کے دین سے مرتد بنانا ہے۔ اے قاری حیرانی کا اظہار نہ کر! یہ میری اپنی بات نہیں ہے بلکہ یہ ان کے مقدس جفر میں موجود ہے (جفر ایک چمڑا ہے جس پر حضرت علی رضی اللہ عنہ اور جعفر صادق رحمہ اللہ نے پیش گوئی کے طور پر واقعات لکھے ہیں، القاموس الوحید) اور یہ بات کچھ اس طرح ہے کہ ان کے امام جعفر الصادق کے اصحاب میں سے ایک صاحب نے کہا ہے: ''میں نے اس میں اپنے قائم کی پیدائش، اس کی روپوشی اور اس کے تاخیر سے نکلنے، اور اس زمانے میں آپ کے بعد مومنین کی ابتلاؤں اور آزمائشوں کے لمبا ہونے اور اس کی لمبی روپوشی کے باعث قلوب شیعہ میں شکوک کے پیدا ہونے اور اکثر کے اس کے دین سے مرتد ہونے...... کی بابت پڑھا ہے۔'' ①

سوال شیوک شیعہ کے نزدیک نماز جمعہ کب واجب ہوتی ہے؟

جواب واجب نہیں ہوتی، حتیٰ کہ ان کا مہدی اپنی سرنگ سے باہر نکلے تا کہ انھیں نماز پڑھے۔[2] اور اس امر کا ان کے بعض شیوخ نے اعتراف بھی کیا ہے اور یوں کہا ہے:

''بلا شبہ شیعہ ائمہ کے زمانے ہی سے نماز جمعہ ترک کرنے والے ہیں۔''[3]

سوال کیا شیوخ شیعہ کے نزدیک مہدی کے خروج سے قبل جہاد جائز ہے؟

جواب انھوں نے روایت بیان کی ہے: ''ایسے امام کے ساتھ جہاد و قتال کرنا جس کی اطاعت فرض نہیں ہے ایسے ہی حرام ہے جیسے مردار، خون اور سؤر کا گوشت۔''[4]

ان کی آیت الخمینی نے کہا ہے: ''والیٔ امر اور سلطان العصر کی روپوشی کے زمانے میں ...... اللہ تعالیٰ ان کی تشریف اوری کے وقت کو جلد لائے...... آپ کے نائبین، جو کہ ایسے فقہاء ہیں جو فتویٰ اور قضاء کی شرائط کے جامع ہوں، آپ کے قائم مقام ہوں گے جو سیاسی معاملات کو اور باقی سارے اور کو چلائیں گے جو امام علیہ السلام نے چلانے ہیں ماسوائے جہاد و شروع کرنے کے۔''[5]

1. كتاب الغيبة للطوسی، ص ١٠٥-١٠٦۔
2. مفتاح الكرامة، كتاب الصلا، ج ٢/٦٩۔ تحرير الوسيلة للخمينی، ج ١/١٣١۔
3. اس بات کو ان کے شیخ الخالص نے اپنی ''کتاب الجمعۃ'' ص ۱۳۱ پر ذکر کیا ہے۔
4. فروع الكافی للكلينی ج ١/٣٣٤۔ تهذيب الأحكام للطوسی ج ٢/٤٥۔ وسائل الشعية للعاملی ج١١/٣٢۔
5. تحرير الوسيلة ج ١/٣٨٢۔

تعارض:

جب الخمینی نے اپنی حکومت کو قائم کیا تو اس کے آئین میں یہ پاس کیا: ''بے شک ''الجمهوريه الإسلاميه'' کی افواج ...... صرف ریاست کی حفاظت اور اس کی حدود کی پہرے داری ہی نہیں کریں گی بلکہ وہ اعتقادی پیغام یعنی جہاد فی سبیل اللہ کو اٹھانے کی بھی

ذمہ دار ہوں گی اور پورے اطرافِ عالم میں قانون اللہ کی حاکمیت کو وسیع کرنے کے لیے مجاہدانہ سرفروشی سے بھی دریغ نہیں کریں گے۔''①

سوال دریں صورتِ احوال ان مجاہدین کا کیا حکم ہوگا جنھوں نے تاریخ کے مختلف ادوار میں کفار کے ملکوں کو فتح کیا ہے؟

جواب ان کے امام نے کہا ہے: ''ہلاکت و بربادی ہے وہ جلدی مچاتے ہیں کچھ لوگ تو دنیا کے لیے قتال کرنے والے ہیں اور کچھ لوگ آخرت کے لیے قتال کرنے والے ہیں اللہ کی قسم! ہمارے شیعہ کے علاوہ کوئی دوسرا شہید نہیں ہے، خواہ وہ اپنے بستر پر ہی مر جائیں۔''②

سوال شیوخ شیعہ کے عقیدہ کے متعلق بیان کریں کہ ان کا نام نہاد بارہواں امام باہر نکلنے کے بعد کیا کرے گا؟

جواب

① ابوبکر، عمر اور عائشہ رضی اللہ عنہم سے انتقام لے گا۔

شیوخ شیعہ نے بالیقین اس امر کی صراحت کی ہے کہ ان کا مہدی المنتظر، ابوبکر، عمر رضی اللہ عنہما کو زندہ کرے گا پھر انھیں کھجور کے تنے پر سولی چڑھائے گا اور پھر انھیں ایک دن میں ہزار بار قتل کرے گا۔''③

انھوں نے کہا ہے:

''ان کا قائم شیخین (ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما) کو جلائے گا پھر انھیں سمندر میں اڑا دے گا جس طرح موسیٰ علیہ السلام نے بچھڑے کے ساتھ کیا تھا، بلکہ مزید ان دونوں سے محبت رکھنے والوں کو بھی قتل کر دے گا۔''

انھوں نے ایسی ایسی دعائیں بھی لکھ رکھی ہیں جن کے ساتھ وہ دعائیں مانگتے ہیں کہ

ان کا قائم باہر نکلے پھر وہ ان دونوں سے انتقام لے۔‘‘ ④

المجلسی نے کہا ہے: ’’جب المہدی ظہور فرمائے گا تب وہ عائشہ کو زندہ کرے گا پھر اس پر حد جاری کرے گا۔‘‘ ⑤

② عربوں میں تلوار چلائے گا:

النعمانی نے روایت بیان کی ہے: ’’ابوعبداللہ علیہ السلام سے مروی ہے:

’’ہمارے درمیان اور عربوں کے درمیان بجز ذبح کرنے کے کچھ بھی باقی نہیں رہا۔‘‘

حاشیہ نمبر ۱۵۸:

❶ الدستور لجمهورية إيران ص ١٦ ديكهيے الطبعة الأخرى التى أصدرتها وزارة الإرشاد والإيرانية، ص ١٠۔

❷ تهذيب الأحكام للطوسى، ج ٤٢/٢۔

❸ إيقاظ من الهجعة للعاملى، ص ٢٨٧۔

❹ الصراط المستقيم ج ٢٥٢/٢ للبياضى، مختصر بصائر الدرجات الكبرىٰ ص ١٩١ لحسن بن سليمان الحلى، الشيعة والرجعة ص ١٣٩ لمحمد رضا الطبيسى النجفى، تفسير البرهان ج ٢٢٠/٣۔

❺ حق اليقين للمجلسى ص ٣٤٧۔

❻ بحار الأنوار ج ٣٤٩/٥٢۔ الغيبة للنعمانى، ص ١٥٥۔

وضاحتی نوٹ:

نظر آتا ہے کہ یہ قتل عام پوری قوم عرب کا ہوگا جو شیعی اور سنی کا امتیاز بھی نہیں کرے گا حالانکہ عرب میں شیعہ بھی موجود ہیں اسی لیے تو ان کے ایرانی شیوخ نے روایت بیان کی ہے: ابوعبداللہ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا:

’’عربوں سے بچ کر رہ، کیونکہ ان کے لیے بری خبر ہے اور ان میں سے کوئی ایک

بھی ’’القائم‘‘ کے ہمراہ نہیں نکلے گا۔‘‘①

الخمینی کی عراقی قوم پر چڑھائی اور شیعہ سنی کی تفریق کے بغیر ان کی مارکٹائی اس کی ابتدائی شکل وصورت ہے اور یہ عربوں کا قتل عام ہے۔

اے عرب کے شیعو! کیا بھی وہ وقت نہیں آیا کہ تم جانلو کہ جس شخص نے تمھارے دین کی بنیادیں رکھی ہیں اور اسے اختراع کیا ہے وہ ابن سبا یہودی اور اس کے مجوسی بھائی ہیں، دیکھو! وہ کس طرح اپنے مہدی کے نام سے تمھیں کیسی کیسی دھمکیاں دے رہے ہیں جب وہ نکلے گا تو تمھیں سبھی کو تہ تیغ کر دے گا؟

دیکھ لو! تمھارے مذہب کے شیوخ نے اپنے حقیقی مذہب کے اصولوں کے گرد کس طرح باتیں اختراع کر رکھی ہیں سچی بات یہی ہے کہ یہ مجوسیت اور یہودیت ہی ہے تمھارے شیوخ شیعہ نے اس طرح بھی ایک روایت بیان کر رکھی ہے: ’’بلا شبہ امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ نے تمھارے مذہب کے بادشاہ کسریٰ کی بابت ارشاد فرمایا تھا:

’’ إِنَّ اللّٰهَ قَدْ خَلَّصَهُ مِنَ النَّارِ، وَ إِنَّ النَّارَ مُحَرَّمَةٌ عَلَيْهِ ‘‘

’’بلا شبہ اللہ نے اس آتش جہنم سے آزاد کر دیا ہے اور بلا شبہ آتش دوزخ اس پر حرام کر دی گئی ہے۔‘‘②

کس لیے تمھارے نام نہاد مہدی تمھارے اوپر اپنی تلوار چلائے گا؟ بلا شبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو عربی ہیں، امیر المومنین رضی اللہ عنہ اور تمھارے جمیع ائمہ بھی عربی ہیں۔ کیا تمھارا نام نہاد مہدی عربی نہیں ہوگا ...... یا پھر وہ فقہاء اصفہان کے یہودیوں میں سے ہوگا؟

ان کے شیخ الطّوسی نے کہا: ’’آپ علیہ السلام نے فرمایا: ’’یہ معاملہ رونما نہیں ہوگا حتیٰ کہ ۱۰/۹ لوگ ختم ہو جائیں گے۔‘‘③

تعارض:

انھوں نے روایت بیان کی ہے: ''یہ رونما نہیں ہوگا حتیٰ کہ ۲/۳ لوگ ختم ہو جائیں گے۔''④

حاشیہ نمبر ۱۵۹:

❶ بحار الأنوار، ج ٥٢/٣٣٣۔ الغيبة للطوسی، ص : ٢٨٤۔
❷ بحار الأنوار، ج : ٤١/٤۔
❸ الغيبة للطوسی، ص ١٤٦۔ بحار الأنوار، ج ٥٢/٢٤٤۔
❹ بحار الأنوار، ج ١٣/١٥٦۔

۳۔ صفا اور مروہ کے درمیان حجاج کرام کو قتل کرنا:

انھوں نے روایت بیان کی ہے: ''گویا کہ میں حمران بن ایمن اور میسر بن عبدالعزیز کے ساتھ ہوں، جو صفا اور مروہ کے درمیان لوگوں کو اپنی تلواروں سے مار رہے ہیں۔''①

اور بلاشبہ الخمینی نا...... جس کا یہ عقیدہ ہے کہ شیعی فقیہ اپنے نائب امام کا نائب ہے...... اور اس کے پیروکاروں نے اس مجوسی خواب کو پورا کرنے کا پروگرام بنایا تھا اور یہ ۱۴۰۷ھ کے حج میں مکہ المکرّمہ میں اور بلد حرام میں عملاً پروگرام شروع کیا گیا تھا، لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کی امیدوں پر پانی پھیر دیا تھا۔ پھر ۱۴۰۹ھ کے حج میں اس کے کچھ پیروکاروں نے دھماکا خیز مواد کے ذریعے یہ گھناؤنا عمل کیا تھا، جس کے نتیجے میں بعض پرامن حجاج کرام اس میں اللہ کو پیارے ہوگئے تھے۔ اللہ تعالیٰ اپنے بیت العتیق کے حجاج اور معتمرین کی حفاظت رکھے۔

۴۔ مسجد حرام، مسجد نبوی اور حجرۂ نبویہ کو منہدم کرنا:

ان کے شیخ المجلسی نے روایت بیان کی ہے ابو عبداللہ علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا: ''القائم علیہ السلام مسجد حرام کو گرا دیں گے حتیٰ کہ اسے اس کی بنیادوں پر لوٹا دیں گے اور رسول

اللہ ﷺ کی مسجد کو بھی اس کی بنیادوں پر لوٹا دیں گے۔''②

تو جب ان کے نام نہاد مہدی نے اپنی پناہ گاہ سے باہر آنے میں دیر کر دی تو قرامطہ نے ۳۱۷ھ میں مکہ مکرمہ پر چڑھائی کر کے ''حجر اسود'' کو اکھاڑ لیا تھا، لیکن وہ اسے ''قم'' میں لے جانے کے بجائے ''بحرین'' میں لے گئے تھے اور پھر عرصہ (۲۲) سال تک یہ ان کے قبضے میں رہا تھا۔

یہ کس لیے؟ اور عنقریب لوگوں کا قبلہ کون سا ہو گا؟

الفیض الکاشانی نے روایت بیان کی ہے: ''بلا شبہ امیر المومنین علیہ السلام نے ''مسجد کوفہ'' میں خطبہ ارشاد فرمایا اور یوں ارشاد فرمایا: اے اہل کوفہ! بے شک اللہ عزوجل نے تمھیں ایسی برتری اور فضیلت عطا فرمائی ہے جو تمھارے علاوہ کسی کو بھی عطا نہیں فرمائی، تمھاری جائے نماز (یعنی مسجد کوفہ) آدم کا گھر ہے، نوح کا گھر ہے، ادریس کا گھر ہا ور ابراہیم کی جائے نماز ہے، لیل ونہار کا یہ سلسلہ ختم نہیں ہو گا حتیٰ کہ ''حجر اسود'' اس میں نصب کیا جائے گا۔''③

اور ان کا یہ دعویٰ بھی ہے کہ ان کا مہدی فرماتا ہے: ''اور مجھے یثرب لایا جائے گا، تب میں حجرہ کو منہدم کر دوں گا۔''④

حاشیہ نمبر۱۶۰:

❶ بحار الأنوار، ج ۵۲/ ۴۰۔ اس نے المفید کی الاختصاص کی طرف منسوب کیا ہے۔

❷ بحار الأنوار، ج ۵۲/ ۳۳۳۔ الغیبة للطوسی، ص۲۸۲ و ۴۷۲۔

❸ الوافی للفیض الکاشانی، ج ۱/ ۲۱۵۔ من لایحضره الفقیه ج ۱/ ۲۳۱۔۲۳۲۔ وسائل الشیعة، ج ۵/ ۲۵۷۔

❹ بحار الأنوار، ج ۵۳/ ۱۰۴۔۱۰۵۔

ان کے شیخ اور دور حاضر کی ان کی آیت حسین الخراسانی نے کہا ہے: ''بے شک شیعی فرقے ایک خاص وقت سے ایک دوسرے وقت کا شدت سے انکار کر رہے ہیں اور بلا شبہ وہ قریب دن جلد ہی آنے والا ہے جس میں ان کے لیے ایک مرتبہ پھر یہ مقدس علاقے فتح

ہوجائیں گے تاکہ وہ پرامن انداز سے اور انتہائی اطمینان سے ان میں داخل ہوسکیں، پھر وہ اپنے رب کے گھر کا طواف کریں گے اپنے مناسک کو ادا کریں گے، اپنے سادات اور اپنے مشائخ کی قبروں کی زیارت کریں گے...... وہاں پر تب کوئی ظالم حکمران نہیں ہوگا، جو ان کی عزتوں کو پامال کرے، ان کے اسلام کی حرمت کو ختم کرے، ان کے بچے بچائے خون کو بہائے اور ان کے قابل احترام اموال کو ظلم و زیادتی سے لوٹ سکے، اللہ تعالیٰ ہمیں ہماری امیدیں سچ کر دکھائے گا۔'' ①

۱۹۷۹/۳/۷ء کو ''عبادان'' میں ایک سرکاری اور عوامی تقریب میں انقلاب خمینی کی تائید کرتے ہوئے ان کے ایک شیخ دکتور/ محمد مہدی صادقی نے اپنی تقریر کے دوران کہا تھا:

''اے زمین کے مشرق و مغرب کے میرے مسلمان بھائیو! میں یہ بات واشگاف لفظوں میں کہہ رہا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے امن والے حرم یعنی مکہ مکرمہ یہودیوں کی ایک چھوٹی سی جماعت قبضہ کر لے گی۔'' ② اور پھر اس نے انھیں اس کے فتح ہونے کی یقین دہانی بھی کروائی۔

خمینی دورِ حکومت میں نشر و اشاعت کے ذرائع میں اس عقیدے کی غمازی کرنے والی بے شمار اور لا تعداد تصاویر جاری ہوتی رہی ہیں، ان میں سے ایک ایسی تصویر بھی تھی جس میں کعبہ کا نقشہ بنایا گیا تھا اور اسکے پہلو میں مسجد اقصیٰ بنائی گئی تھی پھر ان دونوں کے درمیان ایک ہاتھ تھا جو ایک بندوق کو تھامے ہوا تھا اور پھر اس کے نیچے یہ تحریر تھی: ''سَنُحَرِّرُ الْقِبْلَتَيْنِ'' (عنقریب ہم دونوں قبلوں کو آزاد کروائیں گے) ③

۵۔ آل داوٗد کے حکم کو نافذ کریں گے:

ان کے دین کے ثقہ یعنی الکلینی نے ایک باب باندھا ہے:

'' بَابٌ فِي الْأَئِمَّةِ أَنَّهُمْ إِذَا ظَهَرَ أَمْرُهُمْ، حَكَمُوا بِحُكْمِ دَاوٗدَ، وَ آلِ

دَاوٗدَ، وَلَا یُسْأَلُوْنَ الْبَیِّنَۃَ "

''باب ہے ائمہ کے بارے میں کہ جس وقت ان کا معاملہ ظاہر ہو جائے گا تو وہ داؤد اور آل داؤد کے حکم کے مطابق فیصلے کریں گے اور ان سے دلیل اور ثبوت نہیں پوچھا جا سکتا۔''

علی بن الحسین علیہ السلام سے سوال کیا گیا:

''تم کس حکم کے مطابق فیصلے کرو گے؟ فرمایا: آل داؤد کے حکم کے مطابق، اگر کوئی معاملہ ہم پر پیچیدہ اور مشکل ہو گیا تو روح القدس ہمیں اس کی تعلیم کریں گے۔''④

حاشیہ نمبر۱۶۱:

❶ الإسلام علی ضوء التشیع للخراسانی، ص ۱۳۲۔۱۳۳۔ "مکتبہ دارالتقریب" قاہرہ کو یہ کتاب ارسال کی گئی ہے، اسکے بیرونی سرورق پر لکھا ہے کہ یہ کتاب عربی، فارسی اور انگریزی تینوں زبانوں میں نشر کی گئی ہے، جو " وزارۃ المعارف الإیرانیہ "کی اجازت سے نشر ہوئی ہے۔

❷ یہ خطبہ ۱۹۷۹/۳/۱۷ء کو بوقت دو پہر دن کے بارہ بجے بجے عبدان سے ''صوت الثورۃ الإسلامیہ'' پروگرام میں نشر کیا گیا تھا۔

❸ مجلۃ الشهید الإیرانیة۔ عدد (٤٦) مؤرخہ ١٦/١٠/١٤٠٠ھ دیکھیے : جریدة المدینة السعودیة، حجریہ ٢٧/١١/١٤٠٠ھ

❹ یعنی بلاشبہ یہ لوگ دین اسلام کو منسوخ قرار دے کر دین یہود کی طرف پلٹ جائیں گے۔

❺ أصول الکافی، ج ٣٩٨/١۔

تعارض:

ابو عبداللہ سے یہ فرمان مروی ہے: ''بلاشبہ'' القائم'' ان کے درمیان ایک مرتبہ تو آدم کے فیصلے کے مطابق فیصلہ کریں گے، پھر ایک مرتبہ داؤد کے حکم کے مطابق فیصلہ کریں گے اور ایک مرتبہ ابراہیم کے فیصلے کے مطابق فیصلہ کریں گے اور مذکورہ ہر ایک فیصلے میں آپ

کے بعض اصحاب واجبات آپ سے تکرار کریں گے...... تو آپ ان کی گردنیں مار ڈالیں گے، پھر آپ چوتھی مرتبہ محمد صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے فیصلے کے مطابق فیصلہ کریں گے، تب کوئی ایک بھی آپ پر اعتراض نہیں کرے گا۔''①

تعارض:

انھوں نے روایت بیان کی ہے: ''جب القائم کا دور آئے گا تو وہ برابر برابر تقسیم کرے گا، رعایا میں عدل قائم کرے گا، وہ تورات اور اللہ تعالیٰ کی باقی تمام کتابوں کو انطا کیہ کیغار سے باہر نکال لائیں گے، حتیٰ کہ اہل تورات کے درمیان تورات کے مطابق فیصلے کریں گے، اہل انجیل کے درمیان انجیل کے ساتھ فیصلے کریں گے اور اہل زبور کے درمیان زبور کے مطابق فیصلے کریں گے اور اہل قرآن کے درمیان قرآن کے مطابق فیصلے کریں گے۔''②

یعنی عالمی مذہب ''عالمگیریت'' کی دعوت ہوگی جو ''الماسونیہ'' کا جھنڈا بلند کر رہی ہے؟

ابوعبداللہ نے فرمایا ہے: ''اللہ کی قسم! میں تو گویا کہ آپ کو رکن اور مقام ابراہیم کی درمیان دیکھ رہا ہوں، آپ لوگوں سے کتاب جدید پر بیعت لے رہے ہیں اور عربوں پر انتہائی غضب ناک ہیں۔''③

وضاحتی نوٹ:

اے عرب کے شیعو، مسکینو! ان باتوں کے باوجود سابقہ روایات اعتراف کر رہی ہیں کہ تمھارے شیعوں کے مہدی القائم کے کارناموں میں سے ایک یہ بھی ہوگا کہ وہ ایک ایسی کتاب لائیں گے جو اس قرآن کے علاوہ ہوگی جو اب مسلمانوں کے پاس موجود ہے۔

اور ایک بات یہ بھی ہے کہ وہ عوام الناس میں رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، علی، الحسن اور الحسین رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ کی سیرت کے خلاف چلے گا، بحار الأنوار: ج ۵۲/۳۱۴ میں ہے: ''بلا شبہ علی

اور الحسین رضی اللہ عنہ سیرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق چلیں گے جنھیں رحمۃ اللعالمین بنا کر مبعوث کیا گیا ہے جبکہ القائم کو سزا دینے کے لیے بھیجا جائے گا۔"

ان کے امام الباقر سے سوال کیا گیا: "کیا القائم سیرۃ محمد کے مطابق چلے گا؟ تو فرمایا: دوری ہو! بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو اپنی امت میں نرمی کے ساتھ چلے ہیں۔"④

حاشیہ نمبر۱۶۲:

❶ بحار الأنوار، ۳۸۹/۵۲۔

❷ الغيبة للنعمانی ص ۱۵۷۔ بحار الأنوار، ج ۳۵۱/۵۲۔

❸ بحار الأنوار، ۱۳۵/۵۲۔ الغيبة للنعمانی ص ۱۷۶ و ۱۹۴۔ الصراط المستقيم ج ۲۶۰/۲۔

❹ الغيبة للنعمانی ص ۱۵۳۔ بحار الأنوار، ۳۵۳/۵۲۔

شیوخ شیعہ کے نزدیک اس کا مقتضی یہ ہے کہ القائم رسول اللہ ﷺ کی سیرت علی، الحسن اور الحسین رضی اللہ عنہم کی سیرت کے مطابق نہیں چلے گا؟ کیا تمھارا قائم المنتظر یہودیوں (اسرائیل) کی حکومت/ غلبہ یا مسیح الدجال تو نہیں ہوگا؟

اور آل دواد کا فیصلہ ہی کیوں کرے گا؟ کیا تشیع کے لیے اصول یہودیت کی طرف اشارہ تو نہیں ہے؟ اسرائیل کی حکومت کا قیام اس کے لیے تو ضروری اور لازمی یہی ہے کہ وہاں آل داؤد کا فیصلہ ہی چلے اور جب سے اسرائیل کی حکومت قائم ہوئی ہے تو اس کے ابتدائی اور اوائل کاموں میں سے، مسلمانوں کے اندر بالخصوص عربوں میں تلواریں چلانا ہے اور یہودیوں کے خواب ہیں، المسجد الحرام کو اور المسجد النبوی کو گرانا اور قرآن مجید کی جگہ پر کتاب جدید لانا اور مذہب تشیع کے بانی سبائی اپنے جن بارہ اماموں کا دعویٰ کرتے ہیں تو یہی تعداد بنی اسرائیل کے قبیلوں/ سرداروں کی ہے، انھوں نے جبرئیل علیہ السلام کو ناپسند کیا تھا اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرما رہے ہیں:

﴿ قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيْلَ فَاِنَّهٗ نَزَّلَهٗ عَلٰى قَلْبِكَ بِاِذْنِ اللّٰهِ مُصَدِّقًا

لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَ هُدًى وَّ بُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ○ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّلّٰهِ وَ مَلٰٓئِكَتِهٖ وَ رُسُلِهٖ وَ جِبْرِيْلَ وَ مِيْكٰلَ فَاِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لِّلْكٰفِرِيْنَ﴾

[البقرة : ٩٧-٩٨]

''(اے نبی !) آپ کہہ دیجیے کہ جو جبریل کا دشمن ہو جس نے آپ کے دل پر پیغام باری تعالیٰ اتارا ہے، جو پیغام ان کے پاس کی کتاب کی تصدیق کرنے اوالا اور مومنوں کو ہدایت اور خوشخبری دینے والا ہے (تو اللہ ہی اس کا دشمن ہے) جو شخص اللہ کا اور اس کے فرشتوں اور اس کے رسولوں اور جبرئیل اور میکائیل کا دشمن ہو، ایسے کافروں کا دشمن خود اللہ ہے۔''

٦۔قوانین وراثت میں تبدیلی :

انھوں نے الصادق رحمہ اللہ سے یہ فرمان روایت کیا ہے: ''بے شک اللہ تعالیٰ نے ابدان (جسموں) کو تخلیق کرنے سے دو ہزار سال قبل بادلوں (آسمانوں) میں ارواح کو بھائی بھائی بنایا تھا، تو جب ہمارے اہل البیت کا قائم کھڑا ہو گا تو اس بھائی کو وارث بنائے گا کہ جن دونوں کے درمیان بادلوں میں سلسلہ مؤاخات قائم ہوا تھا اور پھر نسبی اور پیدائش بھائی وارث نہیں بنے گا۔''[1]

سوال کیا شیوخ شیعہ سے اپنے نام نہاد قائم کے خروج کے لیے بھی کوئی وقت وارد ہے؟

جواب جی ہاں ! اُصول الکافی میں ہے[2] بلا شبہ علی علیہ السلام سے پوچھا گیا: ''حیرت اور غیبہ کتنا عرصہ رہے گی؟ فرمایا: ''چھ دن یا چھ ماہ، یا چھ برس میں نے عرض کی : بے شک یہ ایسے ہی ہونے والا ہے،تو فرمایا: ''جی ہاں ! جس طرح کہ وہ پیدا ہو چکا ہے۔''

ابھی نہیں نکلا ؟؟

پھر ان کے شیوخ شیعہ نے روپوشی سے ستر برس بعد ظہور کرنے کا وقت دے دیا؟

حاشیہ نمبر۱۶۳:

❶ الاعتقادات ص ۸۳۔

❷ الکافی ج ۱/۳۳۸۔

پھر بھی نہ نکلا......؟

پھر انھوں نے اس مدت کو ایک صدی اور چالیس برس سے تبدیل کر دیا؟

پھر بھی نہ نکلا؟

تو یہ اعلان لمبا عرصہ انتظار کرنے کے بعد اور حیرانی کے حد برداشت سے تجاوز ہونے کے بعد کیا گیا۔

الکلینی نے بذات خود ابو بصیر سے روایت بیان کی ہے، اس نے ابو عبداللہ علیہ السلام سے روایت کی ہے، میں نے آپ سے القائم کی بابت سوال کیا تو آپ نے فرمایا: ''وقت مقرر و متعین کرنے والوں نے جھوٹ بولا ہے، ہم اہل بیت وقت مقرر و متعین نہیں کرتے۔''[1]

سوال وہ کون سا راستہ ہے جس کے ذریعے سے وہ اپنے نام نہاد مہدی کے وجوب انتظار کے عقیدے سے اپنے پیروکاروں کے سامنے سے نکلتے ہیں؟

جواب وہ راستہ ان کا یہ قول ہے: ''کہ فقیہ کی ولایت عام ہے۔''

انھوں نے ابو جعفر کے نام سے یہ جھوٹ گھڑا ہے، القائم کے جھنڈے سے پہلے جو جھنڈا بلند ہوگا تو اس کا صاحب طاغوت ہوگا اگرچہ وہ حق کا داعی ہی کیوں نہ ہو۔''[2]

انھوں نے ایک مہر لگا خط/ دستخط شدہ تحریر گھڑ رکھی ہے جو انھیں اپنے نام نہاد مہدی کی بعض صلاحیتوں سے آشنا رکھتی ہے: ''رہے واقع ہونے والے حادثات و واقعات تو ان میں تم ہماری حدیث کے راویوں کی طرف رجوع کرنا بلا شبہ وہ تمھارے اوپر حجت ہیں اور میں اللہ کی حجت ہوں۔''[3]

ان کے شیوخ کے نزدیک یہ رائے مستحکم و مضبوط ہو چکی ہے کہ فتویٰ بازی اور ایسے دیگر مسائل میں ان کے فقہا کی ولایت ہے جبکہ عمومی ولایت جو حکومت کے قیام کو بھی مشتمل

ہے تو یہ صرف الغائب کے خصائص میں سے ہے حتیٰ کہ وہ پلٹ آئے اور وہ اسی عقیدے پر مستحکم ہو چکے ہیں۔

بالآخر الخمینی انتظار کی طوالت کے باعث اس بات کی دروغ گوئی کو جانتے ہوئے یوں اپنی پریشانی گھٹن اور کبیدہ خاطری کا اظہار کرتا ہے، ہمارے امام المھدی کی ''غیبہ کبریٰ'' پر ایک ہزار برس سے زائد کا عرصہ گزر چکا ہے اور ابھی ہزاروں برس مزید گزر سکتے ہیں۔''④

حاشیہ نمبر۱۶۴:

❶ أصول الکافی ج ۱/۳۶۸۔

❷ الکافی شرح المازندرانی ج ۱۲/۳۷۱۔

❸ مرآۃ العقول ج ٤/٥٥۔وسائل الشیعة، ج ۱۸/۱۰۱۔ الإحتجاج ج ۲/٤٦۹، الخرائج والجرائح ج ۳/۱۱۳۔ الغیبة ص ۱۷۷۔

❹ الحکومة الإسلامیة ص ۲٦۔

الخمینی نے اپنے اور اپنے ساتھیوں کے بارے میں کہا ہے کہ وہ لوگوں پر حجت ہیں، جس طرح رسول اللہ ﷺ ان پر اللہ کی حجت ہیں ہر وہ آدمی جو ان (سب) کی اطاعت سے پیچھے ہٹے گا تو بلا شبہ اللہ تعالیٰ اس کا مؤاخذہ کرے گا اور پھر اس پر اس کا محاسبہ کرے گا۔''①

اور یہ بھی کہا ہے: ''اور ہر حالت میں②(سب) کی طرف وہی کچھ سونپا گیا جو کچھ انبیائے کرام کی طرف سونپا جاتا تھا ان کو بھی اسی طرح امانتدار بنایا گیا ہے جس طرح انھیں امانت دار بنایا جاتا تھا۔''③

وضاحتی نوٹ:

ان کی آیت اور ان کی حجت الخمینی کی طرف سے اس کے مذہب شیعیت کی اصلی خرابی اور فساد پر یہ زبردست شہادت ہے، گزشتہ صدیوں میں اس کے طائفہ کا اجماع ضلالت پر ہی رہا ہے اور بلا شبہ ان کا کسی امام معین کے متعلق عقیدہ امر فاسد ہے، جس کی بنا

پر انھوں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو کافر تک قرار دیا ہے، تاریخ اور واقعات نے اس کی خرابی اور فساد کو پوری وضاحت سے ثابت کر دیا ہے اور وہ اپنے جدید عقیدے کو ظاہر کرنے کے لیے مجبور ہو رہے ہیں اور وہ ہے کسی بھی فقیہ کی ولایت کا عام ہونا، بعد اس کے کہ وہ اتنا لمبا عرصے گزرنے کے بعد صاحب الزمان کے باہر نکلنے سے مایوس ہو گئے ہیں تو انھوں نے اس کی جمیع صلاحیتوں پر قبضہ جما لیا ہے، دیکھ لیں الخمینی نے ان صلاحیتوں کو اپنے لیے اور اپنے بعض فقہاء شیعہ کے لیے ڈھال لیا ہے اور یوں لکھا ہے: ''باوجود اس بات کے کہ امام علیہ السلام کی روپوشی کی حالت میں اس کی نیابت کے لیے کسی خاص شخص پر دلیل اور نص موجود نہیں ہے ماسوائے اس کے کہ شرعی کی خصوصیات دورِ حاضر کے ہمارے اکثر فقہاء میں موجود ہیں۔''④

سوال شیوخ شیعہ کے آل بیت کی طرف نسبت رکھنے میں حقیقت کیا ہے؟

جواب امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے: ''اگر میں اپنے شیعہ کو ممتاز بناؤں تو انھیں صرف باتونی ہی پاؤں گا اور اگر میں ان کا جائزہ لوں تو انھیں صرف مرتد ہی پاؤں گا، اگر میں انھیں چننا چاہوں تو ہزار میں سے ایک بھی خالص نہ نکلے گا اور اگر میں ان کی چھانٹی کروں تو ان میں سے باقی نہ رہیں گے مگر جو میرے ہوں گے بلا شبہ انھوں نے عرصہ دراز سے تکیہ کیا ہوا ہے اور یہی کہتے ہیں کہ ہم علی کے شیعہ ہیں......''⑤

حاشیہ نمبر ۱۶۵:

❶ ایضًا ص ۸۰۔
❷ یعنی فقهاء شیعه میں سے اس کے رفقاء۔
❸ الحکومة الإسلامیة ص ۸۰۔
❹ ایضاً ص ۴۸۔۴۹۔
❺ الروضة من الکافی ج ۳۳۸/۸۔

اور فرمایا ہے آپ رضی اللہ عنہ نے: ''اے مردوں کے ہم شکلو! جو مرد نہیں ہو اے بچوں کی

سوچ والو! اے عورتوں کی عقل والو! میں تو یہ پسند کرتا ہوں کہ میں تمھیں نہ دیکھتا اور نہ ہی میں تمھیں کچھ بھی پہچانتا اللہ کی قسم! میں نے ندامت ہی پائی ہے اور میں نے نتیجے میں مذمت ہی پائی ہے، اللہ تعالیٰ تمھیں غارت کرے، یقیناً تم نے میرے دل کو پیپ سے بھر دیا ہے اور میرے سینے کو غیظ و غضب سے معمور کر دیا ہے......'' ①

اور الحسین رضی اللہ عنہ نے اپنے شیعوں کے خلاف بددعا کرتے ہوئے یہ کہا تھا: ''اے اللہ! اگر تو انھیں کچھ وقت کے لیے فائدہ دے تو انھیں گروہ در گروہ بنا دینا انھیں مختلف راہوں پر چلا دینا، حکمرانوں کو ان سے کبھی بھی راضی نہ کرنا؟ انھوں نے ہمیں بلایا تھا تاکہ وہ ہماری مدد کریں گے پھر انھوں نے ہم پر زیادتی کی پھر ہمیں قتل کیا۔'' ②

تو جب آپ کو نیزہ لگا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''میں دیکھ رہا ہوں، اللہ کی قسم! ان لوگوں کی نسبت معاویہ میرے لیے بہتر تھا، یہ دعویٰ تو کرتے ہیں کہ بلا شبہ وہ میرے شیعہ ہیں، انھوں نے میرا قتل چاہا ہے، انھوں نے میرا اسباب لوٹا ہے، انھوں نے میرا مال و متاع قبضے میں لے لیا ہے، اللہ کی قسم! اگر میں معاویہ سے عہد و پیمان کر لیتا تو میں اپنے خون کو محفوظ کر لیتا اور اس کے علاوہ میں اپنے اہل و عیال کو امن دے لیتا تو یہ اس سے کہیں بہتر ہوتا کہ وہ مجھے قتل کرتے اور میرے اہل بیت اور میرے اہل و عیال ضائع ہوتے۔'' ③

اور جب زین العابدین نے کوفہ کی خواتین کو واویلا کرتے، گریبان پھاڑتے ہوئے دیکھا اور ان کے ساتھ مردوں کو روتے چلاتے دیکھا تو کمزور سی آواز میں بولے کیونکر بیماری نے آپ کو مضمحل اور ناتواں بنا دیا تھا:

((إِنَّ هٰؤُلَاءِ يَبْكُونَ عَلَيْنَا، فَمَنْ قَتَلَنَا غَيْرُهُمْ ؟))

''یہ لوگ ہمارے اوپر رو چلا رہے ہیں تو ان کے علاوہ ہمیں کس نے قتل کیا ہے؟''

زینب بنت علی رضی اللہ عنہا نے کہا تھا: ''اے اہل کوفہ! اے فریب کارو، اے دھوکے

بازو، اے مدد کا وعدہ کر کے موقع پر ہاتھ کھینچ لینے والو، کتنا برا ہے جو تمھارے نفسوں نے تمھارے لیے آگے بھیجا ہے، اللہ تعالیٰ تمھارے اوپر غضب ناک ہو اورتم عذاب میں ہمیشہ ہمیشہ رہو، کیا تم میرے بھائی پر رو رہے ہو؟''

جی ہاں! اللہ کی قسم! روتے رہو، تمھیں رونا ہی لائق ہے، زیادہ رووٴ اور تھوڑا ہنسو، تم اس عار میں مبتلا رہو اور یہی برائی تمھارے مقدر رہے، تم اللہ کے غضب کے ساتھ لوٹو، اور تمھارے اوپر ذلت وسکنت تھونپ دی جائے۔''⑤

حاشیہ نمبر۱٦٦:

❶ الكافي ج ٥/٥-٦-

❷ الإرشاد للمفيد ص ٢٤١- مثير الأخزان ص ٧٤- لنجم الدين جعفر بن هبة الله بن نما الحلي المتوفى سنة ٦٤٥ه إعلام الورىٰ للطبرسي ص ٢٤٩-

❸ الاحتجاج للطبرسي ج ٢/١٠ و ٢٩٠-

❹ الاحتجاج للطبرسي ج ٢/٢٩ و ٢٠٤-

❺ بحار الأنوار ج ٤٥/١٦٢-

اور الباقر رحمہ اللہ نے فرمایا ہے: '' اگر سبھی لوگ ہمارے شیعہ ہوتے تو ان کے تین چوتھائی (۴/۳) ہمارے شاکی ہی ہوتے اور آخری چوتھائی (۴/۱) بے وقوف ہوتے۔''①

اور جب شیعہ کے زعما اور قائدین ابوعبداللہ رحمہ اللہ کے پاس آ کر یہ کہنے لگے: '' ہمیں ایسا برا نام دے دیا گیا ہے جس نے ہماری کمروں کو بوجھل کر دیا ہے اور جس کے سامنے ہمارے دل مردہ ہو گئے ہیں اور جس کے باعث حکمرانوں نے ہمارے خون حلال سمجھ لیے ہیں۔'' ایک روایت کے مطابق جسے ان کے فقہاء نے روایت کیا ہے تو ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا: '' رافضہ؟ تو بولے: جی ہاں! تو آپ علیہ السلام نے فرمایا:

'' لَا وَاللّٰهِ مَا هُمْ سَمَّوْكُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ سَمَّاكُمْ بِهٖ ''

'' نہیں، اللہ کی قسم! انھوں نے تمھارا نام نہیں رکھا بلکہ اللہ تعالیٰ نے ہی تمھارا یہ

نام رکھا ہے۔''②

ان کے شیخ المجلسی نے یہ باب باندھا ہے:

" فَضلُ الرَّافِضةِ وَ مَدحِ التَّسمِيَّةِ بِهَا "

''رافضہ کی فضیلت اوراس نام سے موسوم ہونے کی مدح وستائش کا بیان'' اور پھر اس نے چار احادیث کو ذکر کیا ہے۔③

مصیبت:

ابوعبداللہ علیہ السلام سے یہ فرمان مروی ہے: ''اللہ تعالیٰ نے منافقین کی بابت کوئی بھی آیت نازل نہیں کی مگر وہ ان لوگوں کے بارے میں ہے جو تشیع ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔''④

سوال کیا آل بیت رضی اللہ عنہم شیوخ شیعہ کے سب وشتم اورلعن وطعن سے محفوظ رہے ہیں؟

جواب نہیں ! بلکہ شیوخ شیعہ نے تمام آل بیت کے مرتد ہونے کا حکم لگایا ہے ماسوائے علی رضی اللہ عنہ کے۔

شیوخ شیعہ نے روایت بیان کی ہے کہ ابوجعفر رحمہ اللہ نے فرمایا ہے: ''بے شک جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبض کر لیے گئے تو سب کے سب اہل جاہلیت بن گئے بجز چار کے، یعنی علی، مقداد، سلمان اور ابوذر۔''⑤

انھوں نے علی رضی اللہ عنہ کے قبول اسلام میں ہچکچاہٹ اورتوقف کرنے کی بابت بھی کہی ہے کہ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مہلت اور وقت کا مطالبہ کیا تھا اوران کا یہ گمان بھی ہے کہ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ کہا تھا: ''بلا شبہ یہ دین میرے باپ کے دین کے مخالف ہے لہٰذا میں اس میں سوچ بچار کروں گا۔''⑥

حاشیہ نمبر ۱۶۷:

❶ أصول الكافي، ج ۱/۴۹۶۔

❷ الكافي، ج ۵/۳۴۔

❸ بحار الأنوار، ج ٦٨/٩٦-٩٧-

❹ رجال الكشي، ص ٢٥٣-٢٥٤-

❺ تفسير العياشي، ج ١/١٩٩- تفسير البرهان، ج ١/٣١٩- تفسير الصافي، ج ١/٣٠٥- بحار الأنوار، ج ٢٢/٣٣٣ للمجلسي-

❻ سعد السعود، ص ٢١٦ لا بن طاؤس علی بن طوس الحسيني المتوفی سنة ٦٦٤ھ

اور ان کی بعض کتابوں میں یوں بھی ہے کہ سفیان بن لیلیٰ نے حسن بن علی رضی اللہ عنہ کو معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہ کے سامنے خلافت سے دستبردار ہونے کی وجہ سے ''مومنوں کو ذلیل کرنے والا'' بھی کہا تھا۔

بلکہ آپ کے شیعہ آپ پر پل پڑے تھے، آپ کے خیمے پر حملہ آور ہو گئے تھے اور آپ کا سازوسامان لوٹ لے گئے تھے۔

بلکہ ابن بشیر الأسدی نے تو آپ کی کوکھ میں نیزا بھی دے مارا تھا، پھر انھوں نے زخمی حالت میں آپ کو مدائن میں بھیج دیا تھا۔①

انھوں نے جعفر بن علی کے متعلق کہا ہے: ''جعفر اعلانیہ فسق کرنے والا، فاجر (بد کردار) ماجن (بے حیاء اور شوخی دکھانے والا) اور شراب کا رسیا تھا، انھیں اپنے نفس کی خاطر ذلیل ورسوا کر دیا ہے اور خود اپنے نفس میں بے وقوف اور کم عقل ہے......''

شیعہ کے مشہور محدث زرارہ ''ابوعبداللہ علیہ السلام کی ڈاڑھی میں گوز مارا کرتے تھے۔''②

اور بے شک اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ يَدْعُوا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهٗ وَمَا لَا يَنْفَعُهٗ ذٰلِكَ هُوَ الضَّلٰلُ الْبَعِيْدُ ﴾[الحج : ١٢]

''اللہ کے سوا انھیں پکارا کرتے تھے جو نہ انھیں نقصان پہنچا سکیں نہ نفع یہی تو دور دراز کی گمراہی ہے۔''④

یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا عباس کے متعلق نازل ہوا ہے۔⑤

اور الکلینی نے عبداللہ بن عباس پر کفر کا حکم لگایا ہے۔ [6]

زعمائے شیعہ نے اپنے امام الرضا کے صاحبزادے کے متعلق بے شک کہا تھا، آیا وہ اس کا بیٹا ہے بھی یا نہیں؟ انھوں نے آپ کی بیوی پر زنا کی تہمت لگائی، انھوں نے اسی پر ہی اکتفا نہ کیا حتیٰ کہ انھوں نے قیافہ سناشوں کو بلایا، انھوں نے فیصلہ دیا پھر کہیں جا کر انھوں نے اپنے امام کو سچا مانا۔ [7]

الکلینی نے الفروع میں روایت کی ہے کہ فاطمہ، علی بن ابی طالب سے اپنی شادی پر راضی نہ تھی۔ اس نے کہا تھا: ''اللہ کی قسم! میرا غم بڑھ گیا ہے، میرا فاقہ شدید ہو گیا ہے اور میری بیماری لمبی ہو گئی ہے۔'' [8]

حاشیہ نمبر ۱۶۸:

1. دیکھیے، الاختصاص للمفید، ص ۸۲۔ بحار الأنوار، ج ۱۰۵/۱۰ و ج ۲۸۶/۷۰۔ تحف العقول ص ۳۰۷ لحسن بن شعبہ الحرانی جو چوتھی صدی کے علماء شیعہ میں سے ہے (وہ اس کتاب میں اپنے گمان کے مطابق ائمہ کی وصیتوں اور نصیحتوں کو بیان کرتا ہے)۔ تنزیہ الانبیاء ص ۶۹ للمرتضیٰ علی الہدی علی بن الحسین، دلائل الامامۃ لابن رستم الطبری ص ۶۴ (وہ اس تالیف میں اپنے اعتقاد کے مطابق ائمہ کے معجزات اور منزلت کے متعلق گفتگو کرتا ہے)۔
2. رجال الکشی، ص ۱۱۳۔
3. الأصول من الکافی، ج ۵۹۴/۱۔
4. رجال الکشی، ص ۱۴۲۔
5. رجال الکشی، ۵۲۔۵۳۔
6. أصول الکافی، ۲۴۷/۱۔
7. ایضًا ج ۳۲۲/۱۔
8. کشف الغمہ فی معرفۃ الأئمۃ للاربلی، ج ۱۴۹/۱۔۱۵۰۔

سوال شیوخ شیعہ کے نزدیک نبی ﷺ کی صاحبزادیوں کی تعداد کتنی ہے؟

جواب ان کے شیوخ نے کہا ہے: ''تاریخی نصوص میں تحقیق و تدقیق کرنے کے مطابق ہمیں

"الزھراء" کے علاوہ کسی دوسری اولاد کے بارے میں کوئی دلیل نہیں ملی۔ بلکہ ظاہر بات یہی ہے کہ دوسری سبھی صاحبزادیاں خدیجہ کی بیٹیاں تھیں جو اس کے محمد (ﷺ) سے پہلے کے خاوند سے تھیں۔"①

سوال مٹی کے بارے میں شیوخ شیعہ کا عقیدہ کیا ہے؟

جواب وہ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ "شیعہ آدمی ایک خاص مٹی سے پیدا کیا گیا ہے اور اہل سنت کا آدمی ایک دوسری مٹی سے پیدا کیا گیا ہے پھر دونوں مٹیوں کے مزاج ایک معین اور خاص انداز سے باہم مل گئے تو شیعہ شخص میں جتنے معاصی اور جرائم ہیں وہ اہل سنت کے فرد کی مٹی کے اثر سے ہیں اور سنی شخص میں جتنے امانت وصلاح والے اعمال ہیں وہ شیعہ کی مٹی کی تاثیر کے باعث ہیں، تو جب قیامت کا دن آئے گا تو شیعہ اشخاص کے تمام گناہ اور ہلاکت خیز افعال اہل سنت پر رکھ دیے جائیں گے اور اہل سنت کی حسنات شیعہ کو دے دی جائیں گی۔"②

الجزائری نے کہا ہے: "بلا شبہ ہمارے اصحاب نے ایسی تمام اخبار و روایات کتب اصول وغیرہ میں کثیر سندوں سے روایت کی ہیں اب ان کے انکار کی کوئی سبیل باقی نہیں ہیاور اب نہ ہی ان پر خبر واحد کا حکم ہی باقی رہ گیا ہے بلکہ وہ سب مشہور بلکہ متواتر روایات بن گئی ہیں۔"③

وضاحتی نوٹ:

جس طرح کہ ابلیس نے کہا تھا:

﴿ قَالَ اَنَا خَيۡرٌ مِّنۡهُ خَلَقۡتَنِىۡ مِنۡ نَّارٍ وَّ خَلَقۡتَهٗ مِنۡ طِيۡنٍ ﴾

[الأعراف: ۱۲]

"کہنے لگا میں اس سے بہتر ہوں، آپ نے مجھ کو آگ سے پیدا کیا ہے اور اس کو آپ نے خاک سے پیدا کیا ہے۔"

حاشیہ نمبر۱۶۹:

❶ دائرة المعارف الإسلامية الشيعية لحسين الأمين، ج ۲۷/۱۔دیکھیے کشف الغطاء عن خضيات مبهمات شريعة۔

❷ الغراء، ص ٥ لجعفر خضز النجفى المتوفى ١٢٢٧ه

❸ علل الشرائع للقمى ص ٤٩٠۔٤٩١۔ بحار الأنوار، ج ٢٤٧/٥۔٢٤٨۔مزید دیکھیں ان کے شیخ الکلینی کا مندرجہ باب جو اس عنوان سے ہے: " بَابُ طِيْنَةِ الْمُؤْمِنِ وَالْكَافِرِ"(مومن اور کافر کی مٹی کا بیان) اور پھر اس میں اس نے سات احادیث کو ذکر کیا ہے(اصول الکافی، ج۲/۲۔۶)

پھر یہ سات احادیث مسلسل نشو ونما پاتی رہیں اور بڑھتی رہیں حتیٰ کہ المجلسی کے دور تک ان احادیث کی تعداد سڑسٹھ تک پہنچ گئی(ج ۵/ ۲۲۵۔۲۷۶) پھر ہمارے دور حاضر تک مزید پیدا ہوتی رہی ہیں؟

❹ الأنوار النعمانية، ج ٢٩٣/١۔

چند مضحکہ خیز اقتباسات:

انھوں نے روایت بیان کی ہے: ”قبر حسین کی مٹی پر بیماری کے لیے شفا ہے اور یہ سب سے بڑی اور اعلیٰ دوائی ہے۔“①

انھوں نے یہ روایت بھی بیان کی ہے: ”قبر حسین کی مٹی پر سجدہ کرنا ساتویں زمین تک نورانیت پیدا کر دیتا ہے۔“②

انھوں نے ایک روایت یہ بھی بیان کی ہے: ”روزہ دار وغیرہ سب سے افضل چیز جس سے روزہ افطار کر سکتا ہے وہ قبر حسین کی مٹی ہے۔“③

انھوں نے یہ روایت بھی بیان کی ہے: ”اپنی اولاد کے تالو کو قبر حسین کی مٹی لگایا کرو، یعنی گھٹی دیا کرو، کیونکہ اس میں امان ہے۔“④

سوال اہل سنت کے بارے میں شیوخ شیعہ کا عقیدہ کیا ہے؟ جنھیں وہ ”نواصب اور عوام“ کے نام بھی دیتے ہیں۔

جواب ① ان پر صرف ظاہراً اسلام کے احکام جاری کیے جائیں گے، ان کا اجماع ہے کہ

یہ لوگ اہل دوزخ ہیں : زین العابدین بن علی العاملی نے، جو ان کے نزدیک شہید ثانی (المتوفی ۹۶۶ھ) کے لقب سے مشہور ہے کہا ہے: ''ان پر ظاہر میں مسلمانوں کے اکثر احکام کو جاری کرنا ہے اس لیے نہیں کہ وہ نفس الامر (حقیقت) میں مسلمان ہیں، اس لیے انھوں نے (شیوخ شیعہ) نے ان کے جہنم میں داخل ہونے پر اجماع نقل کیا ہے۔'' ⑤

المجلسی نے اہل سنت کی بابت کہا ہے: ''بعض اخبار و روایات سے بلکہ بیشتر روایات سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ بلا شبہ یہ دنیا میں بھی کافروں کے حکم میں ہیں...... اور آخرت میں وہ واصل جہنم ہوں گے اور وہاں کفار کے ہمراہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔'' اس طریقے سے تمام روایات میں تطبیق دی جا سکتی ہے اور انھیں جمع کیا جا سکتا ہے جس طرح کہ المفید اور الشہید الثانی نے اس طرف اشارہ کیا ہے۔ ⑥

② یہ لوگ بالاجماع کافر اور پلید ہیں، الجزائری نے کہا ہے: ''شیوخ شیعہ امامیہ کے اجماع کے مطابق یہ لوگ کافر اور نجس ہیں اور بلا شبہ یہ لوگ یہود و نصاریٰ سے بھی بدتر ہیں۔'' ⑦

حاشیہ نمبر ۱۷۰:

❶ كتاب المزار للمفيد ص ١٢٥ و ١٤٣ـ من لا يحضره الفقيه، ج ٥٩٩/٢، تهذيب الأحكام، ٧٤/٦ـ وسائل الشيعة، ٥٢٤/١٤ـ روضة الواعظين، ج ٤١١/٢ـ كامل الزيارات ص ٢٧٥، مكارم الأخلاق، ص ١٦٧ـ

❷ وسائل الشيعة للحر العاملي، ج ٣٦٥/٥، من لا يحضره الفقيه لا بن بابويه القمي ج ٢٦٨/١ـ

❸ بحار الأنوار، ج ١٣٢/٨٨ـ

❹ كتاب المزار للمفيد، ص ١٤٤ـ

❺ بحار الأنوار، ج ٣٦٨/٨ـ

❻ بحار الأنوار، ج ٣٦٩/٨ـ ٣٧٠ـ

❼ الأنوار النعمانية، ج ٢/ ٢٠٦،٢٠٧۔

③ ان کی نماز جنازہ جائز نہیں ہے اور نہ ہی ان کے ذبیحہ حلال ہیں۔

ان کے شیخ الخمینی نے کہا ہے:

”سبھی اقسام کا کافروں کی حتیٰ کہ مرتد کی نماز جنازہ جائز نہیں ہے اور ان لوگوں میں سے جو اسلام کا صرف دعویٰ کرتے ہیں اور ان پر کفر کا حکم لگایا گیا ہے جیسے کہ نواصب ہیں۔“

اس نے مزید کہا ہے: ”تمام اسلامی فرقوں کا ذبیحہ حلال ہے ماسوائے ناصب کے اگرچہ اسلام بھی ظاہر کرے۔“①

④ بلاشبہ وہ ولد الزنا ہیں، ان کے شیخ اور امام شیوخ شیعہ الکلینی نے روایت بیان کی ہے، ابو جعفر علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا: ”اللہ کی قسم! بے شک سب کے سب لوگ بدکار عورتوں کی اولاد ہیں، ماسوائے ہمارے شیعہ کے۔“②

انھوں نے یہ روایت بھی بیان کی ہے: ”کوئی بھی نومولود جنم نہیں لیتا مگر ابلیسوں میں سے ایک ابلیس کے پاس حاضر ہوتا ہے اگر اسے معلوم ہو جائے کہ یہ ہمارے شیعہ میں سے ہے تو وہ اس شیطان سے اسے اوٹ میں کر لیتا ہے اور اگر وہ نومولود ہمارے شیعہ میں سے نہ ہو تو شیطان اس کی دبر میں انگلی ڈالتا ہے، جس سے وہ متہم ہو جاتا ہے اور لڑکی کی شرمگاہ میں جس سے وہ بدکارہ بن جاتی ہے۔“③

⑤ بلاشبہ وہ بندر اور خنزیر ہیں۔④

⑥ اہل سنت کو قتل کرنا اور انھیں دھوکے سے مار ڈالنا۔

میں نے ابو عبداللہ علیہ السلام سے کہا: ”ناصب کو قتل کرنے کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں؟ فرمایا: ”اس کا خون کرنا حلال ہے، لیکن میں تیرے اوپر ڈرتا ہوں، اگر تو اس کے اوپر کوئی دیوار گرانے یا تو اسے پانی میں ڈبونے کی قدرت پائے تو

ایسا کر دینا تاکہ وہ تیرے خلاف......میں نے عرض کی: ''اس کے مال اور جائیداد کے متعلق آپ کا خیال کیا ہے؟ فرمایا: '' جب تجھے قدرت ملے تو اس پر قبضہ کر لے۔''⑤

اور ایک روایت میں یوں ہے: ''تمھارے اوپر دھوکے سے مار دینا لازم ہے۔''⑥

⑦ اہل سنت کے اموال و متاع کی چوری کرنا واجب ہے۔

حاشیہ نمبر ۱۷۱:

❶ تحریر الوسیلة، ج ۷۹/۱ و ج ۱٤٦/۲۔

❷ الروضة من الکافی للکلینی، ص ۱۳۵، بحار الأنوار، ج ۳۱۱/۲٤۔

❸ تفسیر العیاشی، ج ۲۱۸/۲۔ تفسیر البرهان، ج ۱۳۹/۲۔

❹ بحار الأنوار ج ۲۹/۲۷۔۳۰۔

❺ علل الشرائع لا بن بابویه ص ۲۰۰۔ المحاسن النفسانیه لحسین آل عصفور البحرانی، وسائل الشیعة، ٤٦۳/۱۸۔ بحار الأنوارج ۲۳۱/۲۷۔

❻ سابقه تمام کتب، و رجال الکشی ص ۵۲۹، اور یه اخبار الشرق الأوسط عدد نمبر ٦۸٦۵ بروز بده بتاریخ ۱٤۱۸/۵/۱۳ه میں نشر بهی هوا تها، خبر: تلوث واردات دولة الإمارات العربیة من الفستق الإیرانی بمادة۔

''ناصب کے مال کو جہاں بھی داؤ چلے لے لو اور ہمیں خمس (پانچواں حصہ) دے دو۔''①

اور انھوں نے روایت بیان کی ہے: ''ناصب کا مال اور ہر وہ چیز جو اس کی ملکیت میں ہر (تمھارے لیے) حلال ہے۔''②

⑧ ان کے ساتھ اختلاف واجب ہے۔

ان کے صدوق نے علی بن اسباط سے روایت بیان کی ہے اس نے کہا: ''میں نے رضا سے عرض کی، کوئی ایسا معاملہ درپیش آ جاتا ہے جس کی معرفت لازمی ہو اور جس شہر/ جگہ میں میں رہائش پذیر ہوں وہاں آپ کے موالی میں سے کوئی ایسا

شخص موجود نہ ہو جس سے میں فتویٰ لے سکوں تو کیا کروں؟ تو فرمایا: تب تو اس شہر کے مفتی/ فقیہ کے پاس چلا جا اور اپنے معاملے کے بارے میں اس سے فتویٰ پوچھ لے تو جب وہ تجھے فتویٰ دے دے تو اس کے برخلاف کو لے لے، کیونکہ حق اسی میں ہے۔'' ③

انھوں نے روایت بیان کی ہے کہ امام الصادق نے دو مختلف حدیثوں کے بارے میں فرمایا تھا: ''انھیں عوام الناس کی روایات پر پیش کرو، جو حدیث ان کی روایات کے موافق ہو اسے چھوڑ دو اور جو ان کی رویات کے مخالف ہو اسے لے لو۔'' ④

سوال کیا متعہ کی فضیلت کے بارے میں کچھ وارد ہے؟ اور ان کے نزدیک جو اس کا انکار کرے اس کا حکم کیا ہے؟

جواب انھوں نے افترا باندھا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

((مَنْ تَمَتَّعَ بِامْرَأَةٍ مُّؤْمِنَةٍ كَأَنَّمَا زَارَ الْكَعْبَةَ سَبْعِيْنَ مَرَّةً)) ⑤

''جس نے کسی مومنہ عورت سے متعہ کیا تو وہ ایسا ہے گویا اس نے ستر مرتبہ کعبہ کی زیارت کر لی۔''

اور بلا شبہ آپ ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا ہے:

'' مَنْ تَمَتَّعَ مَرَّةً أَمِنَ سَخَطَ الْجَبَّارِ، وَ مَنْ تَمَتَّعَ مَرَّتَيْنِ حُشِرَ مَعَ الْأَبْرَارِ، وَ مَنْ تَمَتَّعَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ زَاحَمَنِيْ فِي الْجِنَانِ '' ⑥

''جس نے ایک مرتبہ متعہ کیا وہ اللہ جبار کے غصے سے امن پا جائے گا اور جس نے دو مرتبہ متعہ کیا اس کا حشر نیکوں کے ساتھ کیا جائے گا اور جس نے تین مرتبہ متعہ کیا تو وہ جنتوں میں میرے ساتھ مزاحمت کرے گا۔''

ان کے سید فتح اللہ الکاشانی نے نبی اکرم ﷺ سے روایت بیان کی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

” مَنْ تَمَتَّعَ مَرَّةً كَانَتْ دَرَجَتُهٗ كَدَرَجَةِ الْحُسَيْنِ، وَ مَنْ تَمَتَّعَ مَرَّتَيْنِ، فَدَرَجَتُهٗ كَدَرَجَةِ الْحَسَنِ، وَ مَنْ تَمَتَّعَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ كَانَتْ دَرَجَتُهٗ كَدَرَجَةِ عَلِيِّ بْنِ أَبِیْ طَالِبٍ وَ مَنْ تَمَتَّعَ أَرْبَعَ مَرَّاتٍ فَدَرَجَتُهٗ كَدَرَجَتِیْ “⑦

”جس نے ایک مرتبہ متعہ کیا تو اس کا درجہ یوں ہوگا جیسے الحسین کا درجہ ہے اور جس نے دو مرتبہ متعہ کیا تو اس کا درجہ الحسن کے درجہ کے برابر ہوگا اور جس نے تین مرتبہ متعہ کیا تو اس کا درجہ علی بن ابی طالب کے درجے کے مثل ہوگا اور جس نے چار مرتبہ متعہ کیا تو اس کا درجہ میرے درجے جیسے ہوگا۔“

حاشیہ نمبر۱۷۲:

❶ تهذيب الأحكام، ج ٣٨٤/١۔ السرائر لا بن إدريس، ص ٤٨٤۔ وسائل الشيعة، ج ٣٤٠/٦۔

❷ تهذيب الأحكام، ج ٤٨/٢۔ وسائل الشيعة ج ٦٠/١١۔

❸ تهذيب الأحكام، ج ٢٩٤/٦۔وسائل الشيعة، ج ١١٥/٢٧۔ علل الشرائع، ج ٥٣١/٢ للقمی، رسالة التعادل و الترجيح ص ٨٢ لأيتهم الخمينی۔

❹ علل الشرائع ص ٥٣١، وسائل الشيعة، ج ١١٨/٢٧۔

❺ كشف الأسرار للموسوی، ص ٣٥۔

❻ من لا يحضره الفقيه ج ٣٦٦/٣۔

❼ منهج الصادقين ص ٣٥٦ للملافتح الله الكاشانی۔

اور جو شخص متعہ کا انکار کرے اس پر انھوں نے کفر کا حکم لگایا ہے۔

ان کے شیخ العاملی نے کہا ہے: ” کیونکہ متعہ کی اباحت (جواز) امامیہ مذہب کی ضروریات میں سے ہے۔“①

اور ضروری امر کا منکر ان کے اعتقاد کے مطابق کافر ہوتا ہے جیسا کہ قبل ازیں کئی مرتبہ گزر چکا ہے۔

تناقض :

انھوں نے روایت بیان کی ہے، بلا شبہ امیر المومنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے:

" حَرَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ خَيْبَرَ لُحُوْمَ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ وَ نِكَاحَ الْمُتْعَةِ "[2]

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے دن گھریلوں گدھوں کے گوشت کو اور نکاح متعہ کو حرام قرار دیا تھا۔''

اور ابو عبداللہ رحمہ اللہ سے متعہ کی بابت استفسار کیا گیا تو آپ نے فرمایا:

" لَا تُدَنِّسْ نَفْسَكَ بِهَا "[3]

''تو اپنے نفس کو اس کے ساتھ آلودہ نہ کر۔''

سوال کیا شیوخ شیعہ کے نزدیک شیر خوار بچی سے متعہ جائز ہے اور زانیہ سے؟ اور خاتون اور اس کی بیٹی سے؟

جواب جی ہاں ! ان کے امام الخمینی نے کہا ہے : ''اور رہے سارے لطف اندوزی کے کام جیسے کہ شہوت کے ساتھ چھونا ہے، سینے سے ملانا ہے اور رانوں میں لینا ہے تو ان تمام کاموں میں کوئی حرج نہیں ہے حتیٰ کہ شیر خوار بچی میں بھی۔''

اور پھر اس نے زانیہ سے متعہ کرنے کی بابت یہ کہا ہے : '' ناپسندیدگی کے ساتھ زانیہ سے متعہ جائز ہے...... اور اگر اس سے متعہ کرے تو اسے چاہیے کہ وہ اسے بدکاری سے روکے بھی۔''[4]

اور کتنے ہی ایسے متعہ کرنے والے ہیں جنھوں نے عورت اور اس کی ماں سے عورت اور اس کی بہن سے، عورت اور اس کی پھوپھی سے یا اس کی خالہ سے متعہ کیا ہے اور وہ

جانتے بھی نہیں ہوں گے، بلکہ ان کے کبار مشائخ میں سے ایک بڑے نے ایسے کیا وہ ایسے کہ اس نے ایک عورت سے متعہ کیا پھر اس سے اس کی بیٹی پیدا ہوئی پھر وہ دو سال ٹھہرا رہا پھر اس نے اس بچی سے متعہ کیا۔ ⑤

حاشیہ نمبر ۱۷۳:

❶ وسائل الشیعة، ج ۴۴۱/۷۔

❷ تهذيب الأحكام، ج ۱۸۴/۲ و وسائل الشيعة، ج ۴/۷۔

❸ بحار الأنوار، ج ۳۱۸/۱۱۰۔ مستدرك الوسائل، ج ۴۵۵/۱۔ النوادر ص ۸۷ لأحمد بن محمد بن عیسیٰ الاشعری القمی، جو ان کے تیسری صدی ھجری کے کبار راویوں میں سے ایک ھے۔

❹ تحرير الوسيلة للخميني، ج ۲۴۱/۲ و ۲۹۲۔

❺ یہ بات ان کے شیخ الموسوی نے "کشف الأسرار و تبرئة الائمة الأطهار، ص ۴۶"میں کہی ہے۔

سوال خمس (پانچواں حصہ) کیا ہے اور اس کی بابت شیوخ شیعہ کا کیا عقیدہ ہے؟

جواب خمس ایک ٹیکس ہے جس کے متعلق شیوخ شیعہ نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ یہ ان کے ائمہ کے لیے ہے۔ انھوں نے ایک روایت اس طرح جاری کی ہے جو یہ کہتی ہے:

"اَلْخُمُسُ لَنَا فَرِيْضَةٌ" ①

"خمس ہمارے لیے، فرض ہے۔"

اس خمس کو اختراع کرنے کے اسباب میں سے علماء اور علم کے طلباء کو شیعی مذہب کی اتباع کرنے کی ترغیب اور اکساہٹ دینا بھی ہے۔ ②

اور ابو بصیر سے مروی ہے، اس نے کہا، میں نے عرض کی: "وہ کون سا ہلکا/ آسان سا عمل ہے جس کے باعث بندہ دوزخ میں داخل ہو جائے گا؟ فرمایا: "جس نے یتیم کے مال میں سے ایک درہم کھایا اور ہم یتیم ہیں۔" ③

اور ایک روایت میں یوں ہے: "بلا شبہ (خمس) کے نکالنے میں تمھارے رزق کی کشادگی/ چابی ہے۔"

وضاحتی نوٹ:

خریس الکنانی سے مروی ہے اس نے کہا: ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا ہے: ''کیا تو جانتا ہے کہ لوگوں پر زنا کاری کس طرح داخل ہوتی ہے؟'' میں نے عرض کی: ''میں نہیں جانتا۔'' تب فرمایا: ''ہمارے اہل بیت کے خمس کے ذریعے سے مگر ہمارے اطیب و اطہر شیعہ کے لیے کیونکہ یہ ان کے لیے اور ان کی اولاد کے لیے حلال کیا گیا ہے۔''⑤

اور شیوخ شیعہ نے اپنی معتبر و معتمد کتب میں ثابت کیا ہے کہ ان کے ائمہ نے اپنے شیعہ سے خمس کو ساقط کر دیا تھا؟⑥

لیکن اس وقت ان کے شیوخ نے اسے روپوشی کے زمانے کے ساتھ مقید کر دیا تھا حتیٰ کہ مہدی اپنی غار/ پناہ گاہ سے باہر نکل آئے۔⑦

اور وہ ہرگز نہیں نکلے گا۔

حاشیہ نمبر ۱۷۴:

❶ وسائل الشیعة للحرالعاملی، ج ۳۳۷/۴۔ من لا یحضره الفقیه، ج ۱۳/۱۔ الخصال، یه دونوں کتابیں ابن بابویه القمی کی هیں ج ۱۳۹/۱۔ تفسیر العیاشی، ج ۳۹/۷۔ تفسیر البرهان للبحرانی، ج ۸۸/۲۔

❷ دیکھیے أصول الکافی، للکلینی ج ۲۴۴/۲۔

❸ وسائل الشیعة ج ۳۷۴/۴۔ من لا یحضره الفقیه ج ۱۳/۱۔ مفتاح الکتب الأربعة للموسوی ج ۲۵۹/۱۱۔

❹ تهذیب الأحکام، ج ۳۸۹/۱، الاستبصار ج ۵۹/۲۔ یه دونوں کتابیں طوسی کی هیں۔ وسائل الشیعة، ج ۳۷۵/۴، الکافی، ج ۵۴۷/۱، مفتاح الکتب الأربعة ج ۳۵۷/۱۱۔

❺ أصول الکافی، ج ۵۰۲/۲۔

❻ أصول الکافی، ج ۲۶۸/۲ و ۵۰۲۔

❼ شرائع الإسلام للحلی ص ۱۸۲۔۱۸۳۔ الجامع للشرائع، ص ۱۵۱ لیحییٰ الحلی المتوفی، ۶۹۰ ھ مجمع الفائة ج ۳۵۵/۴۔۳۵۸، مسالك الأفهام فی شرح

الشرائع الإسلام ص ٦٨۔ یہ دونوں کتابیں شهيد ثانی العاملی المتوفی ٩٦٦ھ کی ہیں۔

سوال ہم آپ سے امید کرتے ہیں کہ آپ ہمارے سامنے خمس کی درجہ بدرجہ ترقی کے بارے میں بھی کچھ اختصار سے بات کر دیں گے جس نے شیعہ منصب کے تاجر پیشہ شیوخ کے ہاں ترقی پائی ہے؟

جواب پہلا درجہ:

نام نہاد سلسلۂ امامت کے منقطع ہو جانے کے بعد اور نام نہاد مہدی کی روپوشی کے بعد یہ تھا کہ خمس فقط الامام الغائب کا حق ہے۔

تب بیس (٢٠) سے زائد چور کھڑے ہو گئے، ان سب نے نام نہاد روپوش ہونے والے امام کے نائب ہونے کا دعویٰ کر دیا، یہ صرف اس لیے تھا کہ وہ خمس کو وصول کریں گے اور پھر اسے غار تک پہنچائیں گے۔

دوسرا درجہ:

پھر پہلا درجہ دوسرے درجے میں ترقی کر گیا، نائبین نے اپنے چوروں پر حسد کیا اور یوں کہا کہ خمس کی ادائیگی تو واجب ہے لیکن نائبین کے ذریعے نہیں بلکہ اسے نکال کر زمین میں دفن کر دیا جائے جب روپوش امام اپنی سرنگ سے باہر نکلے گا تو وہ خود ہی اسے نکال لے گا اور اپنے قبضے میں کرے گا۔

تیسرا درجہ:

پھر اس معاملے نے ترقی پائی اور انھوں نے کہا: خمس کی ادائیگی تو واجب ہے لیکن اسے زمین میں دفن نہ کیا جائے بلکہ اسے کسی امانت دار شخص کے پاس رکھ دیا جائے اور یہ امانت داری صرف ان کے فقہا کے ہاں ہی پائی جاتی ہے، جو اس مال خمس کو غائب مہدی کے ہاں پہنچا دیا کریں گے۔ ①

چوتھا درجہ:

پھر چوتھے درجے میں اس طرح ترقی کی گئی کہ اس خمس کا فقہا مذہب شیعی کے حوالے کرنا واجب ہے، اس کی حفاظت کرنے کے لیے نہیں بلکہ فقراء آل بیت کے مستحق لوگوں میں اپنی صوابدید کے مطابق تقسیم کرنے کے لیے۔②

پانچواں درجہ:

یہ ہے کہ فقہاء اس مال خمس کو جہاں مناسب سمجھیں استعمال کر سکتے ہیں، مثلاً اپنی کتب کی نشر و اشاعت کے لیے اور یہ کہ فقیہ اس میں سے اول تو اپنا بڑا حصہ اخذ کرے گا۔③

بالخصوص یہ امر یاد رکھنے کے قابل ہے کہ تمام کے تمام فقہاء شیعہ اپنے آپ کو آل بیت میں شمار سمجھتے ہیں۔

اور جس وقت ان کے بعض پیروکاروں نے اس خطیر رقم کو ان کے بیلنس/ ذخیرے میں جمع کروانے سے سینہ تانا/ پیچھے ہٹنے کی کوشش کی تو انھوں نے یہ روایت گھڑ لی کہ:

''جس نے اس میں سے ایک درہم یا اس سے بھی کم روک لیا تو وہ آل بیت پر ظلم کرنے والوں میں اور ان کا حق غصب کرنے والوں میں لکھا جائے گا بلکہ جو شخص اسے اپنے لیے حلال جانے گا تو وہ کافروں میں سے ہوگا......''④

حاشیہ نمبر ۱۷۵:

❶ المذهب للسبزواری، ج ۸/ ۱۸۰۔

❷ الوسيلة لا بن حمزه، ص ۶۸۲۔

❸ العروة الوثقى لمحسن الحكيم، ج ۹/ ۵۴۸۔

❹ العروة الوثقى، ج ۲/ ۳۶۶۔

پھر شیوخ شیعہ کے درمیان اس خمس کی مد میں زیادہ سے زیادہ وصولی کرنے کے لیے باہم مقابلہ بازی نے زور پکڑ لیا تو انھوں نے علانیہ اس شخص کے لیے زبردست رعایت

دینے کا اعلان کرنا شروع کر دیا جو سب سے اول آئے گا پھر...... پھر!!

ان کے شیوخ کے درمیان اس (عزت مند) تجارت کی باہم مقابلہ بازی زیادہ ہوئی، تو یہ عالم الشیخ پچاس فیصد رعایت دینے لگا تو وہ اس سے زیادہ...... پھر اسی طرح۔"①

ان کے آخری سالوں میں خمس سی صورت حال یہاں تک پہنچ چکی ہے کہ انھوں نے یہ فتویٰ صادر کیا ہے کہ جو شخص حج کرنے یا عمرہ ادا کرنے کا ارادہ رکھتا ہو اس کے ذمے لازم ہے کہ وہ اپنی کل جائداد کا حساب لگائے پھر اس کا خمس فقہاء شیعہ کے حوالے کرے، اگر وہ ایسا نہیں کرے گا تو اس کا حج / عمرہ باطل ہوگا۔②

زبردست مصیبت:

عبداللہ بن سنان سے یہ قول مروی ہے: "میں نے ابو عبداللہ علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا تھا:

"لَيْسَ الْخُمُسُ إِلَّا فِي الْغَنَائِمِ خَاصَّةً"③

"خاص طور پر خمس تو صرف غنیمت کے اموال میں ہے۔"

شیوخ شیعہ کے عقیدے میں خمس کے ٹیکس یا ٹیکسز کے متعلق آخری قول:

انھوں نے یہ عقیدہ عیسائی پادریوں / پوپوں کی اقتداء اور پیروی کرتے ہوئے لیا ہے، جن کا تعلق یورپی دور کے قرونِ وسطیٰ سے ہے، جنھوں نے اپنے پیروکاروں اور ماتحتوں پر جبری ٹیکس اور عشور (دسواں حصہ) فرض کر دیے تھے۔

نصرانی ویلز لکھتا ہے:

"(کنیسہ) نے عشور کا ٹیکس اپنی عوام پر فرض کیا ہے اور وہ اسے نیکی اور احسان کے کاموں میں سے شمار کرتے ہوئے مقرر نہیں کرتا بلکہ (کنیسہ) اس کا مطالبہ اس طور پر کرتا ہے جیسے اس کا حق ہے۔"

سوال بیعت کرنے کے بارے میں شیعی مذہب کے شیوخ کا کیا عقیدہ ہے......؟

جواب انھوں نے ابو جعفر علیہ السلام سے روایت بیان کی ہے: ''ہر وہ جھنڈا جو'' القائم'' کے جھنڈے سے قبل بلند کیا جائے گا تو اس کا اٹھانے والا طاغوت ہوگا۔''⑤

حاشیہ نمبر ۱۷۶:

❶ كشف الأسرار للموسوی، ص ۷٤۔

❷ کتاب مناسك الحج، ص ۲۲ جو ان کے دور حاضر کے شیخ المشائخ، امام اکبر کے لقب سے لقب ابو القاسم الموسوی الخوئی کی تصنیف ھے۔

❸ من لا يحضره الفقيه ج ۱۳/۱۔ تهذيب الأحكام، ج ۳۸٤/۱۔ الأستبصار، ج ۵٦/۲۔ وسائل الشيعة، ج ۳۳۸/٤۔

❹ معالم تاريخ الإنسانية، ج ۸۹۵/۳۔

❻ الكافی بشرح المازندرانی، ج ۳۷۱/۱۲۔ وسائل الشيعة، ج ۹۲/۱۵۔ الغيبة للنعمانی، ص ۲۹۔ بحار الأنوار، ج ۱۱۳/۲۵۔ مستدرك الوسائل للنوری ج ۳٤/۱۱۔ اور الکافی کے شارح نے کہا ہے: '' وَ إِنْ كَانَ رَافِعُهَا يَدْعُوا إِلَى الْحَقِّ ''اگرچہ اس کو اٹھانے والا حق کی طرف ہی دعوت دینے والا ہو۔''

اور انھوں نے اس شخص کے لیے جو اہل سنت کی عدالتوں اور ان کے حکمرانوں کی طرف فیصلہ لے جاتا ہے یہ حکم جاری کیا ہے: '' جو حق پر ہوتے ہوئے یا باطل پر ہوتے ہوئے ان کی طرف فیصلہ لے جائے گا تو بلا شبہ وہ طاغوت کی طرف فیصلہ لے کر گیا، اس کے لیے جو فیصلہ کیا جائے گا تو یقیناً وہ کھلم کھلا حرام لے گا اگرچہ وہ حق ثابت ہی ہو کیونکہ اس نے وہ طاغوت کے فیصلے سے لیا ہے۔''①

ان کی آیت اور ان کے امام الخمینی نے اس حدیث پر اپنے اس قول سے وضاحتی حاشیہ/ تعلیقہ چڑھایا ہے: '' امام بذات خود سلاطین اور ان کے قاضیوں کی طرف رجوع کرنے سے روکتا ہے اور ان کی طرف رجوع کرنے کو طاغوت کی طرف رجوع کرنے سے تعبیر کرتا ہے۔''②

شیوخ شیعہ اہل سنت کی حکومتی کی ماتحتی میں نوکری / ملازمت کرنے کے ناجائز ہونے کا فتویٰ دیتے ہیں مگر اس شرط کے ساتھ کہ ان حکومتوں اور حکمرانوں کے لیے مکر و فریب کو سینے میں چھپائے رکھے اور اپنے شیعہ کی نفع رسانی کو دامن گیر رکھے، وگرنہ اس کی یہ نوکری اللہ عظیم و برتر کے ساتھ کفر کرنے کے مساوی ہوگی۔

پھر انھوں نے یہ روایت گھڑی ہے جو یہ کہہ رہی ہے: ''ان کے کاموں میں دخل دینا، ان کی مدد کرنا اور ان کی ضروریات و حاجات میں کوشش کرنا کفر کے برابر ہے۔''[3]

سوال کیا کسی شیعہ کے لیے یہ جائز ہے کہ وہ اپنے نام نہاد قائم کے باہر نکلنے سے قبل امراء میں سے کسی ایک کی بیعت کرے؟

جواب بلا شبہ وہ نصوص جنھیں شیوخ شیعہ اپنے ائمہ سے روایت کرتے ہیں وہ گیارہ صدیوں سے زائد عرصے سے اپنے ہر شیعی کو یہ دعوت دے رہی ہیں کہ وہ مسلمان خلفاء میں سے کسی بھی خلیفہ کی بیعت نہ کرے ماسوائے تقیہ کے اور ان پر یہ بھی واجب ہے کہ وہ روزانہ صبح اپنے قائم کے لیے اپنی بیعت کی تجدید بھی کریں۔

ان کے شیوخ کی دعاؤں میں سے ایک ''دعاء العہد'' بھی ہے، اس میں یہ الفاظ بھی ہیں:

" اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أُجَدِّدُ لَهٗ فِيْ صَبِيْحَةِ يَوْمِيْ هٰذَا، وَمَا عِشْتُ فِيْهِ مِنْ أَيَامِيْ، عَهْدًا وَّ عَقْدًا وَ بَيْعَةً لَّهٗ فِيْ عُنُقِيْ، لَا أَحُوْلُ عَنْهَا وَلَا أَزُوْلُ أَبَدًا ......"[4]

''اے اللہ! بے شک میں آج کی صبح اس کے لیے تجدید کرتا ہوں اور میں اپنے دنوں میں سے اس دن میں جب تک بھی زندہ رہوں اس کے ساتھ عہد و پیمان کرتے ہوئے اس کی بیعت میری گردن میں ہے، نہ میں اس سے پھروں گا اور نہ ہی کبھی اس سے ٹلوں گا۔''

اور اس کا سبب وہ ہے جسے ان کے شیخ معاصر محمد جواد مغنیہ نے واضح کیا ہے۔

حاشیہ نمبر ۱۷۷:

❶ الكافي الكليني، ج ١/٦٧۔ تهذيب الأحكام للطوسی، ج ٦/٣٠١۔

❷ الحكومة الإسلامية، ص ٣٣۔٣٤ و ٧٤۔

❸ تفسير العياشي، ج ١/١٣٨۔

❹ مفتاح الجنان لعباس القمي، ص ٥٣٨۔٥٣٩۔

تشیع کا اصول اور قاعدہ کسی بھی حالت میں حاکم سے معارضہ کرنے کا ختم نہیں ہوتا، جب تک اس میں شروط نہ پائی جائیں جو کہ مندرجہ ذیل ہیں: نص، حکمت اور افضلیت، یہی باعث ہے کہ وہ حزب اختلاف کو دین اور ایمان ہی سے تعبیر کرتے ہیں۔''[1]

سوال کسی شیعی کے لیے مسلمانوں کے خلفاء کے پاس نوکری کرنا کب جائز ہے؟

جواب ان کے امام الخمینی نے کہا ہے: ''طبعی اور فطری بات یہ ہے کہ اسلام ظالموں کی حکومتوں اور کارخانوں میں داخل ہونے کی اجازت دیتا ہے جب اس کے پردے میں حقیقی ہدف موجود ہو، مظالم پر حد جاری کروانا یا حکمرانوں کے خلاف علم بغاوت بلند کرنے کے لیے فضا سازگار بنانا، بلکہ بعض صورتوں میں ان کی حکومتوں میں داخل ہونا واجب ہوگا اور اس مسئلے میں ہمارے ہاں کوئی اختلاف نہیں ہے۔''[2]

اور یہ بھی کہا ہے: ''بلا شبہ جائز تقیہ میں سے یہ امر بھی ہے کہ سلاطین کے قافلے/ کابینہ میں کسی شیعی کا داخل ہونا، جب اس کا عملاً داخل ہونا اسلام اور مسلمانوں کی مدد و نصرت کا باعث بنتا ہو جیسے کہ نصیر الدین الطّوسی کا داخل ہونا ہے۔''[3]

ان کے شیخ المعاصر عبدالہادی الفضلی نے کہا ہے: ''بے شک امام منتظر کے ظہور کے لیے تمہید یہ ہو گی پھر سیاسی بیداری کے ذریعے سے اور مسلح انقلاب کے قیام کے ذریعے سے سیاسی عمل قائم ہوگا۔''

سوال اگر تم ہمارے لیے ان چند واضح ترین فتوحات کا بھی ذکر کر دو جنھیں رافضہ یہ گمان کرتے ہیں کہ انھوں نے تاریخ کے مختلف ادوار میں یہ کارہائے نمایاں سرانجام دیے

ہیں اور یہ باتیں ان کی معتبر اور معتمد کتب سے ہوں تو بہت ہی اچھا ہو؟

جواب انھوں نے دیارِ کفر سے ایک بالشت بھی فتح نہیں کیا، بلکہ انھوں نے اپنی استطاعت کے مطابق تمام مذاہب کے کفار کو مسلمانوں کے ملک عدن کے خفیہ راز اور ان کے مال و اسباب ہی حوالے کیے ہیں اور اس حقیقت پر تاریخ شاہد عدل ہے، ان حقائق میں سے ایک وہ ہے جسے بعض شیوخ شیعہ نے ایسے کچھ کارناموں کا ذکر کیا ہے جو اس کے شیخ ابو طاہر القرمطی نے ۳۱۷ھ کے سال بیت اللہ الحرام میں، کعبہ مشرفہ میں اللہ تعالیٰ کے قابل احترام گھر کے حجاج کرام کے ساتھ سرانجام دیے تھے۔

حاشیہ نمبر ۱۷۸:

❶ الشيعة و الحاكمون لمحمد مغنية، ص ٢٤۔

❷ ولاية الفقية للخميني، ص ١٤٢۔١٤٣۔

❸ الحكومة الإسلامية، للخميني، ص ١٤٢۔

❹ فی انتظار الإمام للفضلی، ص ٧٠۔

جب بیت اللہ الحرام کے حجاج کرام بڑے پر امن اور پر سکون ماحول میں مکہ مکرمہ پہنچ گئے، جو کہ ہر تنگ گھاٹی سے تشریف لائے تھے تو اچانک ابو طاہر القرمطی یوم الترویۃ (آٹھ ذوالحجہ) کو ان پر آن چڑھا، انھیں اس کی یلغار کا بالکل علم نہ ہوا، اس نے ان کے اموال لوٹے، ان کے قتل کو جائز جانا، اس نے مکہ مکرمہ کے کھلے میدانوں، تنگ گھاٹیوں حتیٰ کہ مسجد الحرام میں بھی ان کا قتل عام کیا کعبہ کے اندر حجاج کرام کی ایک کثیر تعداد موجود تھی، یہ القرمطی باب کعبہ پر چڑھ کر بیٹھ گیا جبکہ اس کے ارد گرد حجاج کرام کے خون ناحق سے اس کی تلواریں رنگین ہو رہی تھیں اور کشتوں کے پشتے لگ رہے تھے یہ وہاں بیٹھا یہ کہتا جا رہا تھا:

قرمطی نے آرڈر جاری کیا کہ مقتولین کو بئر زمزم میں دفن کر دیا جائے اور لا تعداد مقتولین کو ان کی جگہوں میں حرم کے اندر حتیٰ کہ مسجد الحرام کے اندر ہی اس نے دفن کروایا، زمزم کے قبے کو گرا دیا، اس نے کعبے کو بنیادوں سے اکھیڑنے کا حکم جاری کیا، اس کے غلاف

کو اتار لیا اور اسے اپنے ساتھیوں میں بانٹ دیا، پھر اس نے ایک آدمی کو کعبہ کی چھت پر چڑھ کر میزاب رحمت کو اکھیڑنے کا آڈر دیا، لیکن وہ سر کے بل نیچے گرا، فوراً مر گیا تو اس کے نتیجے میں وہ میزابِ رحمت کو اکھیڑنے کے ارادے سے باز آ گیا۔

پھر اس نے حجر اسود کو اکھیڑنے کا حکم نامہ جاری کیا چنانچہ اس کے سپاہیوں میں سے ایک حجر اسود کے پاس آیا جس کے ہاتھ میں کوئی وزن دار چیز تھی، وہ اس پر مارنے کے بعد کہنے لگا: ''کہاں ہیں جھنڈ کے جھنڈ پرندے؟ کہاں ہیں نوکدار پتھر؟ پھر اس نے حجر اسود کو اکھاڑ لیا، پھر وہ اسے اپنے ساتھ لے کر چلے گئے جو تقریباً عرصۂ بائیس برس تک ان کے پاس ہی رہا۔

اس سال حج ادا نہیں ہوا، کیونکہ وقوفِ عرفات کرنے سے لوگوں کو روک دیا گیا تھا۔[1]

حاشیہ نمبر ۱۷۹:

❶ دیکھیے کتاب المسائل العکبریة للمفید، ص ۸۴۔۱۰۲۔

ایک دوسرا کارنامہ جو عباسی خلیفہ المستعصم کے وزیر ابن العلقمی نے سرانجام دیا ہے، اسی طرح نصیر الدین الطّوسی نے بھی، وہ اس طرح کہ ابن العلقمی اور الطّوسی دونوں نے اسلامی سپاہ کی شکست و ریخت کا پلان بنایا چنانچہ انھوں نے بغداد میں بہت سی اسلامی سپاہ کو برطرف کیا، حتیٰ کہ اس کے ارکان دس ہزار تک بن گئے، انھوں نے تاتاریوں سے لکھت پڑھت کی، پھر ان دونوں کو بغداد پر قبضہ کرنے کا لالچ دیا اور ان کے سامنے ملک کی کمزوریوں کو اور اس کے رازوں کو فاش کیا۔ تو جب تارتاریوں کا لشکر آن پہنچا تو ابن العلقمی نے خلیفہ اور مسلمانوں کو ان سے لڑنے سے روک دیا اور یہ باور کروایا کہ تاتاری تو صرف ان سے صلح کرنے کے لیے آئے ہیں، اس نے خلیفہ کو اور اس کے خاص الخاص ساتھیوں کو باہر نکل کر صلح کرنے کے لیے قائل کر لیا اور دوسری طرف ابن العلقمی اور اس کے بھائی الطّوسی نے تاتاریوں کو مسلمانوں سے صلح نہ کرنے کا اشارہ دیا، بلکہ انھیں خلیفہ کو اور اس کے

ساتھیوں کو قتل کرنے کا عندیہ دیا، پھر خلیفہ کو اور اس کے رفقاء سبھی کو تہ تیغ کر دیا گیا، پھر تاتاری بغداد پر لپکے تو پھر وہ جتنے مردوں، عورتوں اور بچوں پر قابو پا سکے سبھی کو قتل کر ڈالا اور صرف یہود و نصاریٰ جو ذمی تھے وہی بچ پائے تھے؟

انھوں نے تقریباً لاکھوں کے حساب سے بغداد میں مسلمانوں کو قتل کر ڈالا تھا، اسلام میں اس قدر قتل عام نہیں دیکھا گیا جس قدر قتل عام ان ترک کافروں کے ہاتھوں ہوا ہے جنھیں تاتاریوں کا نام دیا جاتا ہے انھوں نے ہاشمیوں کو قتل کیا اور ان کی عباسی خاندان کی اور غیر عباسی خواتین کو قیدی بنا لیا......''①

اس کے بعد ہم دیکھتے ہیں کہ شیوخ شیعہ اپنے شیخ ابن العلقمی کو اور اس کے ساتھی الطّوسی کو بڑا نمایاں کر کے پیش کرتے ہیں، مسلمانوں کے ساتھ ان کے ان کاموں کو عظیم کارناموں میں شمار کرتے ہیں، المجلسی نے اپنے شیخ نصیر الدین الطّوسی کو مندرجہ ذیل الفاظ میں خراج تحسین پیش کیا ہے ''الشیخ الاعظم خواجہ نصیر الدین محمد بن الحسن الطّوسی سلطان ہلاکو کا وزیر تھا۔''②

جبکہ الخمینی نے ان الفاظ میں اس کا تذکرہ کیا ہے: ''خواجہ نصیر الدین الطّوسی اور اس جیسے دوسرے ساتھیوں کے فقدان پر لوگ خسارہ محسوس کیا کرتے ہیں جنھوں نے اسلام کی خاطر خدمات جلیلہ پیش کی ہیں۔''③

ان خدماتِ جلیلہ کو ان کے شیخ خوانساری نے اپنی طرف سے نصیر الدین الطّوسی کے حالات زندگی قلم بند کرتے ہوئے یوں عیاں کیا ہے۔

ان کے جملہ امور میں سے ایک مشہور و معروف کارنامہ سلطان المحتشم ...... ہلاکو خان کو تشریف لانے کی دعوت دینا ہے اور دوسرا کارنامہ کمال استعداد کے ساتھ سلطان المؤید (تائید کے حامل سلطان) کے جلوس میں دارالسلام بغداد میں قدم انجہ فرمانا ہے تاکہ آپ بندوں کی رہنمائی اور شہروں کی اصلاح کر سکیں...... جو بنی العباس کی بادشاہی کو تباہ و برباد

کرنے اور ان کمینوں کے پیروکاروں کے قتل عام کرنے سے ممکن ہوا، ان کے پلید اور ناپاک خونوں کو نہروں کی مثل بہایا، ان کے خون سے دریائے دجلہ کی موجیں چلیں اور پھر وہاں سے وہ جہنم کے دار ہلاکت میں جا داخل ہوئے۔"④

یہ ان کا دوسرا شیخ ہے جو علی بن یقطین ہے اور الخلیفہ الرشید کا وزیر تھا اس نے ایک ہی رات میں پانچ سو مسلمانوں کو قتل کر دیا تھا، الجزائری نے کہا ہے: ان کی اخبار و روایات میں سے یہ بھی ہے کہ علی بن یقطین نے جو کہ الرشید کا وزیر تھا اس نے اپنے قید میں مخالفین کی ایک جماعت کو اکٹھا کیا پھر اپنے نوکروں چاکروں کو آرڈر کیا، انھوں نے قید خانے کی چھتوں کو ان کے اوپر گرا دیا، وہ سب وہیں فوت ہو گئے جو کہ تقریباً پانچ سو افراد تھے......"⑤

حاشیہ نمبر ۱۸۰:

❶ مختصر أخبار الخلفاء ص ۱۳۶۔۱۳۷۔ لا بن االساعی الشیعی، دیکھیے، اعیان الشیعة لمحسن الأمین، ۱/ ۳۰۵۔

❷ بحار الأنوار، ج ۱۲/۱۰۶ دیکھیے کشف الیقین، ص ۸۰۔ للحسن بن یوسف بن علی المطهر الحلی المتوفی ۷۲۶ھ

❸ الحکومة الإسلامیة، ص ۱۲۸۔

❹ روضات الجنات فی أموال العلماء السادات، لمحمد باقر الخوانساری المتوفی، سنة ۱۱۲۵ھ، ج ۶/۳۰۰۔۳۰۱۔ دیکھیے وسائل الشیعة لحرالعاملی، ج ۴۸۳/۳۔ الکنی والألقاب لعباس القمی، ج ۳۵۶/۱۔

❺ الأنوار النعمانیة للجزائری، ج ۳۰۸/۲۔

سوال اور آخر میں: کیا شیوخ شیعہ ہم اہل سنت کے ساتھ ایک رب پر، ایک نبی ﷺ پر اور ایک امام پر جمع ہو سکتے ہیں؟

جواب ان کے امام نعمۃ اللہ الجزائری نے اپنے اس قول سے جواب دیا ہے: "بلا شبہ ہم ان کے ساتھ (یعنی اہل سنت کے ساتھ) ایک معبود پر جمع نہیں ہو سکتے اور نہ ہی نبی پر اور نہ ہی امام پر، وہ اس لیے کہ وہ کہتے ہیں، بلا شبہ ان کا رب وہ ہے جس کا محمد نبی ہے اور

اس کے بعد اس کا خلیفہ ابو بکر ہے اور ہم اس کو رب نہیں کہتے اور نہ ہی اس کو نبی کہتے ہیں، بلکہ ہم کہتے ہیں، بے شک وہ رب جس کے نبی کا خلیفہ ابو بکر ہے وہ ہمارا رب نہیں ہے اور نہ ہی وہ نبی ہمارا نبی ہے۔''[1]

حاشیہ نمبر ۱۸۱:

❶ الأنوار النعمانیه، ج ۲/ ۲۷۸-۲۷۹۔

خاتمہ

میرے مسلمان بھائی !

اثنا عشری امامیہ شیعہ کے عقائد کی معرفت کے اس مختصر سے سفر کے بعد اس بات پر یقین پیدا کرلو کہ ہمارے درمیان اور کتاب وسنت کے مخالف فرقوں کے درمیان موافقت نہیں ہوسکتی، مگر اس شرعی اصول کے مطابق ہی جسے مندرجہ ذیل آیت مبارکہ بیان کر رہی ہیں، اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

﴿ قُلۡ يٰۤاَهۡلَ الۡكِتٰبِ تَعَالَوۡا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۢ بَيۡنَنَا وَبَيۡنَكُمۡ اَلَّا نَعۡبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشۡرِكَ بِهٖ شَيۡـًٔا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعۡضُنَا بَعۡضًا اَرۡبَابًا مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ فَاِنۡ تَوَلَّوۡا فَقُوۡلُوا اشۡهَدُوۡا بِاَنَّا مُسۡلِمُوۡنَ ﴾[آل عمران : ٦٤]

''آپ کہہ دیجیے کہ اے اہل کتاب ! ایسی انصاف والی بات کی طرف آؤ جو ہم میں تم میں برابر ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں نہ اس کے ساتھ کسی کو شریک بنائیں اور نہ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر آپس میں ایک دوسرے کو ہی رب بنائیں، پس اگر وہ منہ پھیرلیں تو تم کہہ دو کہ گواہ رہو ہم تو مسلمان ہیں۔''

یہ اصول اللہ تعالیٰ کی توحید اور اس سے شرک کرنے سے بے زاری ہے، حکم لگانے اور قانون سازی میں اس کی اطاعت گزاری ہے اور خاتم الانبیاء والمرسلین ﷺ کی اتباع ہے۔

تو واجب و لازم ہے کہ یہی آیت مبارکہ پر مجادلے و مباحثے میں شعار ہو اور ہر و کوشش جو اس اصول/ قاعدے کو علاوہ کسی دوسرے مقاصد کے حصول کے لیے ہو تو وہ باطل ہے...... باطل ہے...... باطل ہے۔ ①

آج کل کے شیوخ شیعہ یہ گمان اور دعویٰ کرتے ہیں کہ ان کے درمیان اور مسلمانوں کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے اور یہ دعوت دیتے ہیں کہ مسلمان ان کی کتابوں کی طرف رجوع کر لیں۔

تو اب سوچنے کی بات ہے کہ مسلمان کس طرح کتب شیعہ سے حجت پکڑ سکتے ہیں اور کس طرح ان پر اعتماد و بھروسہ کر سکتے ہیں جن میں کتاب اللہ تعالیٰ میں تواتر کے ساتھ طعن موجود ہے کہ وہ ناقص اور محرف ہے؟

مسلمان کس طرح شیعہ کے ساتھ اس کتاب اللہ کے معاملے میں اکٹھے ہو سکتے ہیں جبکہ ان کی من مانی اور ان کی باطنی تفاسیر بھی موجود ہیں، پھر مسلمان ان شیعہ کے ان دعوؤں پر کس طرح ایمان لا سکتے ہیں جن میں وہ قرآن مجید کے بعد اپنے ائمہ پر دیگر آسمانی کتب کے نازل ہونے کے بھی دعویدار ہیں۔

سنت کے معاملے میں مسلمان شیعہ کے ساتھ کس طرح متفق ہو سکتے ہیں، جبکہ وہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ان کے بارہ ائمہ کے اقوال اللہ اور اس کے رسول کے فرامین کے ہم درجہ ہیں اور بے شک رسول اللہ ﷺ نے شریعت کا ایک حصہ چھپا کر اسے ائمہ کے سپرد کر دیا ہے، وہ خطوط کی حکایات پر ایمان رکھتے ہیں اور پھر ان پر اپنے دین کی عمارات تعمیر کرتے ہیں، وہ کذابوں اور دجالوں کی روایات کو قبول کرتے ہیں، جبکہ وہ انبیاء علیہم السلام کے بعد خیار خلائق یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں زبان طعن دراز کرتے ہیں۔

حاشیہ نمبر ۱۸۲:

دیکھیے، شیخ بکر بن عبداللّٰہ ابو زید (اللہ تعالیٰ اسے شفا عطا فرمائے) کی کتاب" الإلمبطال لنظرية الخلط بين دين الإسلام وغيره من الأديان" ص ۲۹۔

مسلمان، شیعہ کے ساتھ کس طرح اکٹھے ہو سکتے ہیں، جبکہ وہ عائشہ صدیقہ اور حفصہ امہات المومنین رضی اللہ عنہن پر...... جو کہ رسول رب العالمین ﷺ کی ازواج مطہرات ہیں...... زنا

کی تہمت لگاتے ہیں۔

مسلمان، شیعہ کے ساتھ کس طرح ایک جگہ اکٹھے ہو سکتے ہیں جبکہ وہ اجماع کا انکار کرتے اور دانستہ مسلمانوں کی مخالفت پر کمر بستہ ہوئے ہیں کیونکہ ان کے اعتقاد کے مطابق راہ ہدایت مسلمانوں کی مخالفت میں ہے۔

مسلمان شیعہ کے ساتھ کس طرح جمع ہو سکتے ہیں جبکہ وہ تمام مسلمانوں کو کافر ٹھہراتے، ان میں سے سرفہرست رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام کو اور پھر رسول اللہ ﷺ کی بیشتر ازواج مطہرات کو بھی کافر قرار دیتے ہیں۔ ①

مسلمان، شیعہ کے ساتھ کس طرح جمع ہو سکتے ہیں جبکہ وہ یہ کہتے ہیں ...... جیسا کہ پہلے گزرا ہے...... ''بلا شبہ ہم ان کے ساتھ ② ایک معبود پر جمع نہیں ہو سکتے اور نہ ہی ایک نبی پر اور نہ ہی ایک امام پر۔

اور وہ یہ بھی کہتے ہیں: ''بلا شبہ ان کا رب تو وہ ہے جس کا محمد نبی ہے اور اس کے بعد ابو بکر اس کا خلیفہ ہے، اور ہم اس رب کی بات نہیں کرتے اور نہ ہی اس نبی کی بات کرتے ہیں بلکہ ہمتو یہ کہتے ہیں بلا شبہ وہ رب جس کے نبی کا خلیفہ ابو بکر ہے وہ ہمارا رب نہیں ہے اور نہ ہی وہ نبی ہمارا نبی ہے۔'' ③

اور بلا شبہ یہ امت مرحومہ، امت اسلام، ضلالت پر ہرگز ہرگز جمع نہیں ہوسکتی، اللہ کی حمد کہ اس میں مسلسل ایک طائفہ ایسا رہے گا جو حق پر قائم و دائم رہے گا، حتیٰ کہ قیامت تک قائم ہو جائے گی وہ طائفہ اہل علم و قرآن اور ہدایت و بیان میں سے ہو گا جو دین حنیف سے غالیوں کی تحریف اور باطل پرستوں کی علمی چوری اور جاہلوں کی من مانی تفسیر کی نفی کرتا رہے گا۔ لہٰذا ہم پر اور تمام مسلمانوں پر حق اور لازم ہے کہ تعلیم و بیان اور نصح و ارشاد کرتے رہیں اور دین اسلام پر ہونے والے حملوں کو روکتے رہیں، جن نے انتباہ کو سمجھ لیا اس نے بشارت و کامیابی پا لی۔'' ④

’’جس شخص کو اللہ تعالیٰ سعادت وخوش بخش دینا چاہے تو اسے ایسا بنا دیتا ہے کہ وہ دوسروں کو پہنچنے والے مصائب و آفات سے عبرت پکڑتا ہے تو پھر وہ ایسے لوگوں کے راستے پر گامزن ہوتا ہے جسے اللہ تعالیٰ کی نصرت و تائید حاصل ہوئی ہو اور ان لوگوں کے راستے سے اجتناب کرتا ہے جنھیں اللہ تعالیٰ نے ذلیل ورسوا کیا ہو۔‘‘⑤

’’اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَعُوْذُبِكَ أَنْ نَّرْجِعَ عَلٰى أَعْقَابِنَا أَوْ نُفْتَنَ ‘‘⑥

’’اے اللہ! ہم ان باتوں سے تیری پناہ پکڑتے ہیں کہ ہم اپنی ایڑیوں پر پلٹ جائیں یا ہم فتنوں میں ڈالے جائیں۔‘‘

حاشیہ نمبر۱۸۳:

❶ مسألة التقريب بين أهل السنة والشيعة، لشيخنا ناصر القفازی، ج ۱/۳۷۵۔۳۹۰ بتصرف۔

❷ یعنی اہل سنت کے ساتھ

❸ الأنوار النعمانية لنعمة الله الجزائری، ج ۲/۲۷۸۔۲۷۹۔

❹ الإبطال لنظرية الخلط بين دين الإسلام وغيره من الأديان للشيخ العلامة بكر أبو زيد شفاه الله تعالىٰ ص ۱۱۔

❺ مجموع الفتاویٰ، ج ۳۵/۳۸۸۔

❻ ابن ابی ملیکہ رحمہ اللہ کی دعاؤں میں سے ایک دعا ہے جسے البخاری، ح: ۶۶۴۱۔ اور مسلم، ح: ۲۲۹۳۔ نے روایت کیا ہے۔

فتویٰ کی مستقل کمیٹی کے رئیس الشیخ عبدالعزیز بن باز اور ممبران کمیٹی الشیخ عبدالرزاق عفیفی والشیخ عبداللہ الغدیان نے فرمایا ہے:

’’بلا شبہ درزیہ، نصیریہ، اسماعیلیہ، بابیہ اور بہائیہ میں سے جتنے بھی ان کے ہم خیال ہیں، سبھی نے دین کی نصوص سے کھیل کھیلے ہیں اور سبھی نے اپنے آپ کے لیے ایسی شریعتیں گھڑ لی ہیں جن کا اللہ تعالیٰ نے کوئی حکم نہیں دیا، بلکہ یہ تحریف و تبدیل دین کے معاملے میں یہود و نصاریٰ کی راہوں پر چلے ہیں، خواہشات کی

پیروی کرتے ہوئے اور اس فتنے کے بانیٔ اول یعنی عبداللہ بن سبا الحمیر ی کی تقلید کرتے ہوئے، جو اس بدعت و ضلالت کا سردار اور مسلمانوں کی جماعت و وحدت میں پھوٹ ڈالنے والا ہے۔ اس کی شرارتیں اور خباثتیں عام ہوئیں جن کے باعث بے شمار جماعتیں فتنے کا شکار ہوگئی اور وہ اپنے اسلام کے بعد کافر بن گئیں، جس کے باعث مسلمانوں کے درمیان فرقہ بازی شروع ہوگئی لہٰذا ان فرقوں اور راست باز مسلمانوں کی جماعت کے درمیان باہمی تقارب کی دعوت غیر مفید ہے اور ان کے درمیان اور صادق صفات مسلمانوں کے درمیان راہ ورسم استوار کرنے کی کوشش ناکام کوشش ہے کیونکہ ان لوگوں کے دل کجی والحاد اور کفر و ضلال میں اور مسلمانوں کے خلاف کینہ، حسد، بغض اور مکر رکھنے میں یہود و نصاریٰ کے بالکل مشابہ ہیں، اگرچہ ان کے جھگڑے اور گھاٹ الگ اقسام کے ہیں اور ان کے مقاصد اور ارادے ان سے مختلف ہیں ان کی حالت ایسی ہے جیسے یہود و نصاریٰ کی حالت مسلمانوں کے ساتھ اور اس وجہ سے بھی جو عالمی جنگ عظیم دوم کے بعد مصری جامعہ ازھر کے شیوخ کی ایک جماعت نے ایرانی قمی رافضی کے ساتھ مل کر قدرے کوشش کی تھی اور نام نہاد باہمی تقارب کے لیے سر توڑ کوشش کی تھی اور صادقین علماء کبار کی کچھ تعداد بھی جو پاکیزہ قلب تھے اور زندگی کے دھچکوں سے بھی تک بچے ہوئے تھے ان سے دھکا کھا گئے، انھوں نے ''مجلّہ التقریب'' نامی ایک رسالہ بھی شائع کرنا شروع کر دیا، پھر جلد ہی ان کے سامنے دھوکا دہی کے راز منکشف ہو گئے، باہمی قربت پیدا کرنے والا معاملہ اور کوشش ناکام ہوگئی اور اس میں تعجب کی کوئی بات نہیں ہے کیونکہ وہ مختلف، افکار و متصادم اور عقائد متناقض تھے اور خلاف فطرت دو متضاد اشیاء/ چیزیں یکجا ہو بھی کیسے سکتی تھیں۔'' ①

الشیخ عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ سے دریافت کیا گیا:

سوال نمبر ۷: رافضیوں کی تاریخ سے موصوف کی معلومات کے حوالے سے اہل سنت اور ان لوگوں کے درمیان باہمی قربت کے معاملے میں آپ کا کیا موقف ہے؟

جواب نمبر ۷: رافضیوں اور اہل سنت کے درمیان باہمی قریب ناممکن ہے کیونکہ عقیدہ مختلف ہے، اہل سنت والجماعۃ کا اللہ تعالیٰ کی توحید اور ....

حاشیہ نمبر۱۸۴:

❶ فتاویٰ اللجنة الدائمةللبحوث العلمية والإفتاء الفتوىٰ نمبر ۷۸۰۷، ج ۱۳۳/۲۔ ۱۳٤ جمع الشيخ / أحمد بن عبدالرزاق الدويش۔

اس کی عبادت کو اسی کے لیے خالص رکھنے والا عقیدہ ہے اور یہ کہ اس کے ساتھ کسی مقرب فرشتے کو پکارا جائے اور نہ ہی کسی بھیجے ہوئے پیغمبر کو اور یہ کہ صرف اللہ تعالیٰ ہی غیب کو جانتا ہے۔ اہل سنت کے عقیدے میں سے یہ بھی ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے محبت ہو اور ان سے راضی رہا جائے، اس بات پر ایمان رکھا جائے کہ بلاشبہ وہ انبیاء کے بعد اللہ تعالیٰ کی پوری مخلوق میں سے سب سے افضل ہیں اور بلا شبہ ان سب میں سے ابو بکر الصدیق افضل ہیں، پھر عمر، پھر عثمان، پھر علی رضوان اللہ علیہم اجمعین جبکہ رافضی ان کے خلاف ہیں، لہٰذا ان کے درمیان اتفاق و اتحاد ممکن نہیں ہے جس طرح کہ یہود و نصاریٰ اور بت پرستوں اور اہل سنت کے درمیان اتفاق ممکن نہیں ہے، بالکل اسی طرح رافضیوں اور اہل سنت کے درمیان بھی باہمی قربت ممکن نہیں ہے، اس اختلافِ عقیدہ کے پیش نظر جس کی ہم نے وضاحت کر دی ہے۔

سوال نمبر ۸: کیا کسی بیرونی دشمن مثلاً کیمونسٹ وغیرہ کو قتل کرنے کے لیے ان سے باہمی معاملہ ممکن ہے؟

جواب: میں اسے بھی ممکن نہیں دیکھتا بلکہ اہل سنت پر یہ امر واجب ہے کہ وہ آپس میں متحد

ہو جائیں اور امت واحدہ اور جسد واحد بن کر رہیں اور رافضہ کو بھی وہی دعوت پیش کریں کہ وہ ان سچی باتوں کو اختیار کر لیں جن کی کتاب الٰہی اور سنت رسول ﷺ رہنمائی کرتی ہیں، تو جب وہ ان سچی باتوں کو اپنے دامن میں سمو لیں گے تو بلا شبہ وہ ہمارے بھائی بن جائیں گے تو ہمارے اوپر لازم ہو جائے گا کہ ہم باہم ایک دوسرے کی مدد کریں، لیکن جب تک وہ اسی عقیدے پر مصر رہیں گے جن پر وہاب ہیں یعنی صحابہ کرام سے بغض، صحابہ کرام کو سب وشتم ماسوائے ان میں سے چند ایک کے، صدیق وعمر (رضی اللہ عنہما) کو سب وشتم اور عام اہل بیت مثلاً علی رضی اللہ عنہ، فاطمہ، حسن اور حسین اور بارہ ائمہ کے متعلق ان کا عقیدہ کہ وہ سب معصوم ہیں اور بلا شبہ وہ غیب کا علم رکھتے ہیں، یہ سب باتیں باطلوں میں سے بڑی باطل ہیں اور یہ سب امور ان امور کے برعکس اور برخلاف ہیں، جن پر اہل سنت والجماعت قائم ہیں۔ ①

حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کھڑے خطبہ ارشاد فرما رہے تھے، دورانِ خطبہ آپ نے یہ بھی ارشاد فرمایا:

((أَلَا، لَا يَمْنَعَنَّ رَجُلًا هَيْبَةُ النَّاسِ أَنْ يَّقُولَ بِحَقٍّ إِذَا عَلِمَهُ))

''خبردار! کسی شخص کو لوگوں کی ہیبت اس حق کے بیان کرنے سے باز نہ رکھے جسے وہ جانتا ہے۔''

کہا (راوی نے) تب ابو سعید رضی اللہ عنہ رو پڑے اور فرمایا:

((قَدْ وَاللّٰهِ! رَأَيْنَا أَشْيَاءَ فَهِبْنَا))

''بلا شبہ اللہ کی قسم! ہم نے ایسی چیزیں دیکھ لی ہیں پھر ہم ان سے ہیبت بھی پاتے ہیں۔'' ②

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَا ابْتَدَعَ قَوْمٌ بِدْعَةً إِلَّا نَزَعَ اللّٰهُ عَنْهُمْ مِنَ السُّنَّةِ مِثْلَهَا)) ③

''کسی بھی قوم نے کوئی بدعت اختیار نہیں کی مگر اللہ تعالیٰ نے ان سے اس کے برابر سنت واپس لے لی۔''

حاشیہ نمبر ۱۸۵:

❶ مجموع الفتاویٰ سماحته رحمه اللّٰه تعالی ج ۵/۱۳۰۔۱۳۱۔

❷ أحمد، ح ـ ۱۱۵۱۶۔ وابن ماجه، ح : ۴۰۰۷ باب : الأمر بالمعروف والنهى عن المنکر، والترمذی، ح : ۲۱۹۱ باب ما جاء ما أخبر النبیﷺ أصحابه بماهو کائن إلی یوم القیامة، وصححه الألبانی فی السلسلة الصحیحة، ح : ۱۶۸۔

❸ احمد، ح : ۱۶۹۷۰۔ وجود إسناده الحافظ ابن حجر فی الفتح، ج ۱۳/۲۶۷۔

اور آپ ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا ہے:

((عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِيْ وَ سُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ الْمَهْدِيِّيْنَ، تَمَسَّكُوْا بِهَا، وَ عَضُّوْا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ، وَ إِيَّاكُمْ وَ مُحْدَثَاتِ الْأُمُوْرِ، فَإِنَّ كُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَ كُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ)) ①

''تم لازم پکڑو میری سنت کو اور میرے ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کی سنت کو، مضبوطی سے تھام لو اسے اور اپنی ڈاڑھوں میں دبا کر پکڑ لو اسے، اور خاص طور پر بچ کر رہو تم نئے نئے کاموں سے بلا شبہ ہر نیا کام (دین اسلام میں) بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔''

اور شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے:

''بے شک امت کو بدعتوں سے خبردار کرنا اور بدعت کی بات کہنے والوں سے آگاہ کرنا، مسلمانوں کے اتفاق کے ساتھ واجب ہے۔''

اب میں اپنی اس کتاب کو حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ختم کرنا چاہتا ہوں، فرمایا:

((كَانَ النَّاسُ يَسْأَلُونَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْخَيْرِ، وَ كُنْتُ أَسْأَلُهُ عَنِ الشَّرِّ مَخَافَةَ أَنْ يُدْرِكَنِي))

''لوگ (صحابہ کرام) تو رسول اللہ ﷺ سے خیر و بھلائی کی بابت سوال کیا کرتے تھے جبکہ میں آپ ﷺ سے اس اندیشے کی وجہ سے شر و برائی کی بات پوچھا کرتا تھا کہیں وہ مجھے آ ہی نہ لے۔''

میں نے عرض کی: ''یا رسول اللہ! بلا شبہ ہم جاہلیت میں اور شر میں تھے، تو اللہ تعالیٰ ہمارے پاس اس خیر کو لایا، تو کیا اس خیر کے بعد بھی شر ہے؟''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جی ہاں!'' میں نے عرض کی: ''کیا اس شر کے بعد بھی خیر ہوگی؟ فرمایا: ''جی! مگر اس میں بھاپ/ دھواں ہوگا۔'' میں نے عرض کی: ''اس کا بھاپ/ دھواں کیا ہوگا؟'' تب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((قَوْمٌ يَسْتَنُّونَ بِغَيْرِ سُنَّتِي، وَ يَهْدُونَ بِغَيْرِ هَدْيِي، تَعْرِفُ مِنْهُمْ وَ تُنْكِرُ))

''ایسے لوگ ہوں گے جو میری سنت کو چھوڑ کر دوسرے کاموں کو اپنا معمول بنا لیں گے، جو میری ہدایت کے علاوہ اور راستوں پر چلیں گے تو ان میں سے کچھ کو پہچانے گا اور (کچھ کو) نہیں پہچانے گا۔''

میں نے عرض کی: ''کیا اس خیر کے بعد بھی شر ہوگا؟'' فرمایا: ''جی ہاں! ایسی قوم آئے گی جو ہماری ہی جلد میں سے ہوگی اور ہماری زبان ہی بولے گی۔'' میں نے عرض کی: ''یا رسول اللہ! اگر وہ شر والا دور مجھے آن پہنچے تو پھر آپ مجھے کیا فرماتے ہیں؟'' فرمایا:

((تَلْزَمُ جَمَاعَةَ الْمُسْلِمِينَ وَ إِمَامَهُمْ))

''تم مسلمانوں کی جماعت اور ان کے امام سے چمٹ جانا۔''

میں نے عرض کی: '' اگر اس وقت ان کی جماعت نہ ہو اور ان کا امام بھی نہ ہو تو؟

فرمایا:

((فَاعْتَزِلْ تِلْكَ الْفِرَقَ كُلَّهَا، وَ لَوْ اَنْ تَعَضَّ عَلٰى أَصْلِ شَجَرَةٍ، حَتّٰى يُدْرِكَكَ الْمَوْتُ وَ أَنْتَ عَلٰى ذٰلِكَ))

''پھر تو ان تمام فرقوں سے علیحدہ ہو جا، خواہ تجھے کسی درخت کی جڑ ہی چبانی پڑے، حتیٰ کہ تجھے موت آ جائے اور تجھے اسی حال پر ہونا چاہیے۔''③

ابو العالیہ رحمہ اللہ نے فرمایا ہے: '' اسلام کو سیکھو، تو جس وقت تم اسے سیکھ لو تو تب اس سے روگردانی اور بے رغبتی نہ کرو، تم صراط مستقیم کو لازم پکڑو، کیونکہ یہی اسلام ہے، اس راہِ راست سے دائیں مڑو اور نہ ہی بائیں جھانکو اور تم اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو لازمی سمجھو اور خاص طور پر خواہشات سے بچ کر رہو۔'' انتھیٰ

حاشیہ نمبر ۱۸۶:

❶ أبوداوٗد، باب فی لزوم السنة، ح: ٤٦٠٧۔ ابن ماجه، اتباع سنة الخلفاء الراشدين، ح: ٤٢۔ والترمذی، باب ماجاء فی الأخذ ...... الخ: ٢٦٧٦۔ المستدرك، كتاب العلم، ج ٩٦/١۔

❷ مجموع الفتاویٰ، ج ٢٣١/٢٨۔

❸ صحيح البخاری، باب علامات النبوة فی الإسلام، ح: ٣٤١١۔ و صحيح مسلم، باب وجوب ملازمة جماعة المسلمين عند ظهور الفتن ...... الخ: ١٨٤٧۔

ابو العالیہ کی کلام پر غور فرمائیں کہ کس قدر عظیم اور شاندار کلام ہے اور پھر اس زمانے کی بھی پہچان کر لیں جس میں وہ خواہشات پر عمل کرنے سے خبردار کر رہے ہیں کہ جو بھی ان کواہشات کے پیچھے چلا تو بلا شبہ اس نے دین اسلام سے روگردانی کر لی اور اس بات پر بھی غور کر لیں کہ اس نے اسلام کی تفسیر سنت رسول سے بیان کی ہے اور بڑے بڑے

مرتبے والے تابعین اور ان کے علماء پر کتاب وسنت کے برخلاف کرنے کے اندیشے اور خوف کا بھی اظہار کیا ہے، تو اس سے تیرے سامنے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا معنی بھی واضح ہو جائے گا:

﴿ اِذْ قَالَ لَهٗ رَبُّهٗۤ اَسْلِمْ ﴾[البقرة : ١٣١]

''جب کبھی بھی انھیں ان کے رب نے کہا، فرمانبردار ہو جا۔''

اور اس فرمان باری تعالیٰ کا بھی:

﴿ وَ وَصّٰى بِهَاۤ اِبْرٰهٖمُ بَنِيْهِ وَ يَعْقُوْبُ يٰبَنِيَّ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى لَكُمُ الدِّيْنَ فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴾[البقرة : ١٣٢]

''اس کی وصیت ابراہیم اور یعقوب نے اپنی اولاد کو کی کہ ہمارے بچو! اللہ تعالیٰ نے تمھارے لیے اس دین کو پسند فرما لیا ہے خبردار! تم مسلمان ہی مرنا۔''

اور پھر اس فرمان اقدس کا بھی:

﴿ وَ مَنْ يَّرْغَبُ عَنْ مِّلَّةِ اِبْرٰهٖمَ اِلَّا مَنْ سَفِهَ نَفْسَهٗ ﴾[البقرة :١٣١]

''دین ابراہیمی سے وہی بے رغبتی کرے گا جو محض بے وقوف ہو۔''

اور ایسے دیگر بہت سے بڑے بڑے اصول بھی تیرے سامنے واضح ہو جائیں گے جو دین اسلام کے اصل الاصول ہیں جبکہ لوگ ان سے غفلت میں ہیں ان اصولوں کی معرفت کے ساتھ ہی اس باب میں وارد آیات مبارکہ اور دیگر احادیث مبارکہ کا معنی بھی بڑی اچھی طرح واضح ہو جائے گا۔

اور وہ آدمی جو اس فرقے کو اور اس جیسے دیگر فرقوں کے حالات کو پڑھتا ہے تو بلاشبہ وہ امن والا اور اطمینان والا ہے کہ یہ فرقے اسے اپنی گرفت میں نہیں لے سکتے وہ انھیں ان لوگوں میں خیال کرے گا جو ہلاک ہو چکے ہیں جن کی بابت یہ فرمان الٰہی ہے:

﴿اَفَاَمِنُوْا مَكْرَ اللّٰهِ فَلَا يَاْمَنُ مَكْرَ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴾

[الأعراف : ۹۹]

''کیا پس وہ اللہ تعالیٰ کی اس پکڑ سے بے فکر ہو گئے، سو اللہ کی پکڑ سے بجز ان کے جن کی شامت ہی آ گئی ہو اور کوئی بے فکر نہیں ہوتا۔''

اے اللہ! یقیناً میں نے اسے بڑی وضاحت سے بیان کیا ہے اور میں نے اس کتاب میں ہر اس مسلمان کی خیر خواہی کر دی ہے جو اپنے نفس کی حتی المقدور قدر کرتا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کے رب ہونے پر، اسلام کے دین ہونے پر اور محمد کریم ﷺ کے نبی اور رسول ہونے پر ایمان رکھتا ہے اور پھر وہ حق کے سامنے جھک جاتا ہے، اے اللہ! تو بھی گواہ ہو جا۔

میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے سوال کرتا ہوں کہ وہ بھٹکے ہوئے مسلمانوں کو ہدایت نصیب فرمائے، ہم سے اور ان سے پریشانی، بیماری دور فرمائے، ہم سے اور ان سے مکر بازوں کے مکر کو پھیر دے مزید وہ ہم سے فتنوں اور فواحش کو، خواہ وہ ظاہر ہیں یا باطن دور کر دے، اور وہ ہمیں سب کو اسلام پر ثابت رکھے حتیٰ کہ ہم اس سے جا ملیں، اور یہ کہ وہ مجھے قول وعمل میں اخلاص اور راہِ راست نصیب فرمائے اور یہ کہ وہ میری نیت کو اور میری اولاد کو درست رکھے اور یہ کہ میرا کامہ بہترین فرمائے اور یہ کہ وہ مجھے، میرے والدین، میرے مشائخ و اساتذہ اور میرے اہل خانہ کو معاف فرمائے اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے والوں کو بھی اور تمام مسلمانوں کو بھی خواہ وہ زندہ ہیں یا فوت شدہ ہیں، معاف فرمائے، بلاشبہ اللہ تعالیٰ بہت زیادہ سننے والا اور بہت زیادہ جاننے والا ہے اور اللہ تعالیٰ اس بندے پر بھی فرمائے جو کہے۔ آمین!

اے پروردگار! تیرے لیے ایسی حمدیں اور تعریفیں ہیں جیسی تیرے چہرے کے جلال کے اور تیری عظیم سلطنت کے لائق ہیں۔

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَ صَلَّى اللّٰهُ وَسَلَّمَ عَلٰى عَبْدِهٖ وَ رَسُوْلِهٖ

مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِہٖ وَ صَحْبِہٖ أَجْمَعِیْنَ.

حاشیہ نمبر ۱۸۷:

❶ کتاب فضل الإسلام، ص ۲۸ـ۲۹ لشیخ الإسلام محمد بن عبدالوهاب رحمه الله تعالیٰ

المولف عبدالرحمٰن الشثری

مترجم: سلیم اللہ زمان